وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جلد ششم

مکمل اسلامی ماہ کے اعتبار سے
یادگار تجلیات کا حسین گلدستہ

خطبات نديم

ماہ رمضان المبارک - شوال المکرم کے
یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دینپوری
خطیب اسلام حضرت مولانا
ابو محمد عبد الکریم ندیم مدظلہ

مرتب
مولانا شبیر حمید فاروقی

مکتبہ مدنیہ
بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور
0301-7512074
0300-4944562

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم مولانا عبدالکریم ندیم کی نظر میں

خطبات ندیم عزیزی محترم مولانا شبیر حیدر فاروقی کی محنت و کاوش کا ایک حسین شاہکار ہے۔ خطبات ندیم بندہ کی دعا کی ایک لڑی ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کے ہاتھوں پروئی ہے۔ خطبات ندیم کی اشاعت میں سب سے بڑی سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کی تکمیل و اشاعت رمضان المبارک کے بابرکت و باعظمت مہینہ میں ہے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو خطبات کی دنیا میں وہ قبولیت دے جو رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر حاصل ہے۔ میں اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں کہ مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطبات کے جامع (مولانا شبیر حیدر فاروقی) نے میری تقاریر کو جمع کیا ہے۔ اس وقت ساڑھے تین صد کے قریب الحمد للہ بندہ کے مواعظ و خطبات جمع کیے جا چکے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس عارضی حیات مستعار میں ان تمام خطبات کو کتابی شکل میں کرنے کے لیے برادرم مولانا شبیر حیدر فاروقی کو اسباب مہیا کرے۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرم شبیر حیدر فاروقی جلال پوری کی اس کاوش کو اپنی بارگا میں قبول و منظور فرمائے اور بندہ (مولانا عبدالکریم ندیم) کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ ندیم

خطبات ندیم ابن عبدالکریم ندیم محمد احمد ندیم کی نظر میں

حضرت والد محترم کے تعلق داروں میں ایک نام مولانا شبیر حیدر فاروقی کا بھی ہے جو بہت ہی قابل اور علماء اور طلباء کے حلقہ میں محبوب ہیں مولانا شبیر احمد فاروقی بہت ہی با صلاحیت اور قلب سلیم کے مالک ہیں انہوں نے حضرت والد محترم کی کتب کی ترتیب و طباعت کا انتظام کر رکھا ہے۔ اور الحمد للہ بہت ہی اچھے انداز میں اس کو نبھاتے رہیں گے میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا شبیر حیدر فاروقی اور باقی حضرات جو اس کار خیر میں مصروف ہیں صحت و عافیت سے رکھے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جلد ششم

خطباتِ ندیم

توحید باری تعالیٰ، شانِ انبیاء، شانِ رسالت،
شانِ صحابہؓ اور تذکرہ اولیاء اللہ کے

یادگار خطبات کا حسین گلدستہ

ترجمان اہلسنت جانشین حضرت دینپوری

خطیب اسلام
حضرت مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ

مرتب
مولانا شبیر فاروقی

ناشر
مکتبہ مدنیہ
بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن نئی بہاولپور
0300-4944582

نام کتاب..........................خطبات ندیم جلد ششم

ازافادات..........................خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالکریم ندیم

ترتیب اول..........................مولانا شبیر حیدر فاروقی صاحب

معاون..........................حافظ مختار الحسن

اشاعت اول..........................اگست 2011

تعداد..........................1100 صفحات 400

قیمت..........................

اسٹاکسٹ

مکتبہ مدنیہ بیرون تبلیغی مرکز مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

0300,4944562 0301,7512074

ملنے کے پتے

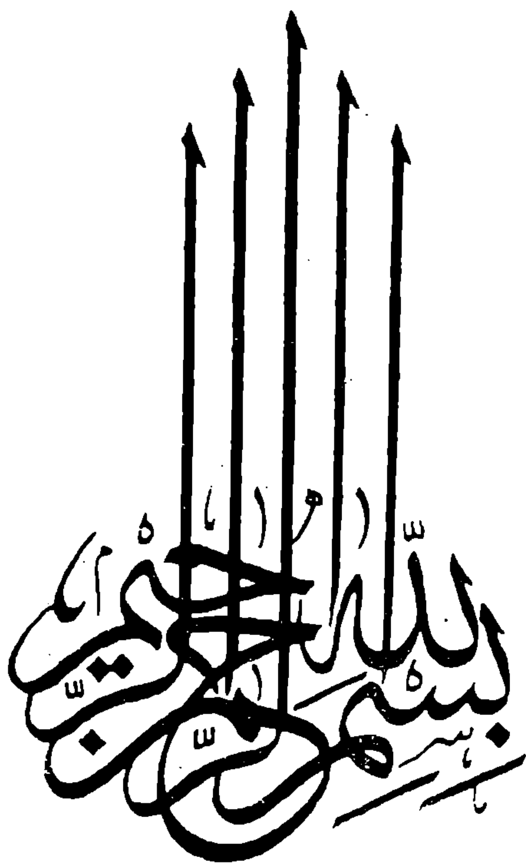
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- المیزان پبلشرز اردو بازار لاہور
- مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
- مکتبہ العائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ العلم اردو بازار لاہور
- مکتبہ الخیر اردو بازار لاہور
- مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- مکتبہ صفدریہ جوہر چوک راولپنڈی
- مکتبہ عثمانیہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی
- اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ القارنی ستیانہ روڈ فیصل آباد

فہرست خطبات ندیم ششم رمضان المبارک شوال المکرّم

فہرست خطبات ندیم ششم رمضان المبارک شوال المکرّم

نسبت قرآن

ماہ رمضان المبارک



"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے"

کلمات حیدر

حیدر کے قلم سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ...... وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ...... وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّابَعْدُ ! رب ذوالجلال کا احسان عظیم ہے...... کہ اس کے بے پناہ فضل وکرم اور اس کی عطاء کردہ توفیق وہمت کی بدولت آج حضرت خطیب اسلام کے خطبات بابرکات جمع وترتیب وطباعت کے مراحل طے کر کے آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں...... فللہ الحمد

خطیب اسلام کی خطبات میں اکابرین کی جھلک:

خطبات ندیم ایک ایسی شخصیت کے خطبات بابرکات کا مجموعہ ہے...... کہ جس کی سوچ انداز تکلم اور خطابت میں اکابر کی بڑی دلکش جھلک موجود ہے...... بلکہ اگر میں یوں کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا...... خطبہ کے ہر کلمہ میں اکابرین کی جھلک موجود ہے...... آپ بلا کے ذہین حاضر جواب اور وسیع المطالعہ ہیں۔

خطیب اسلام کی خطابت میں فصاحت وبلاغت:

خطابت میں فصاحت وبلاغت انہوں نے اپنے محسن ومربی خطیب العصر مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے میراث میں پائی ہے...... اور انداز زندگی بھی اپنے محسن کی طرح درویشانہ ہے۔

سلوک وبیعت کی اجازت:

انہوں نے جہاں ملک کے جید علماء کے علوم سے استفادہ کیا ہے...... وہاں سلسلہ قادریہ کی عظیم خانقاہ دین پور شریف سے والہانہ عقیدت اور تعلق بھی ہے...... اور حضرت

رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں وٌلی کامل فخر السادات حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت سلوک و بیعت حاصل ہے۔

خطیب اسلام کی علمی تحقیق:

صحابہ کرام کی ناموس کا تحفظ اوران اساطین امت کے خلاف دریدہ دینی کرنے والوں کی تردید ان کی زندگی کا خاص مشن ہے...... اور اپنی جدوجہد میں انہوں نے بہت ساری صعوبتیں جھیلی ہیں...... لیکن کوئی انہیں اپنے اکابرین کے نقش سے متزلزل نہیں کرسکا...... ان کی علمی تحقیق امت مسلمہ کا قیمتی اثاثہ ہے...... اللہ سے دعا ہے...... کہ اللہ ہمیں اس کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

دینی فریضہ کی تکمیل:

راقم کو اپنی تمام کمیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف ہے...... لہذا کتاب میں حسن ترتیب کا کوئی پہلو نظر آئے...... تو محض اللہ کا فضل اور کرم جانئے...... اور ہمہ قسم کی کمی و کوتاہی مجھ عاجز کے ذمہ ہی ہے...... جس کے لئے میں اللہ کے حضور بھی عفو و در گزر کا خواستگار ہوں...... اور آپ سے بھی...... اس کتاب کی ترتیب و اشاعت اپنی جگہ ایک اعزاز یقیناً ہے...... لیکن راقم کے نزدیک یہ دینی فریضہ کی تکمیل اور بار امانت کی ادائیگی کے درجہ میں بھی ہے...... فللہ الحمد کہ آج اس سے سبکدوش ہونے کا پر مسرت موقع نصیب ہو رہا ہے...... اللہ کریم مجھ عاجز کی اس کاوش کو قبول و منظور فرما کر حضرت خطیب اسلام مولانا عبدالکریم ندیم اور ان کے اساتذہ کے لئے اور راقم کے لئے قبر و حشر میں وسیلہ مغفرت اور ذریعہ بنا دیں۔

محسنین کا شکریہ:

آخر میں راقم اپنے ان تمام محسنین ومعاونین کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہے...... کہ جنہوں نے دامے درمے سخنے قدم بقدم مجھے سنبھالا ......اور اس بار امانت کو آپ تک پہنچانے کا ذریعہ بنے ہیں......ان میں بالخصوص خطیب اسلام کے صاحبزادگان برادرم حافظ محمد احمد ندیم برادرم حافظ اسعداللہ ندیم حافظ محمد سعداللہ ندیم محمد مشتاق وڑائچ صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان مولانا اللہ بخش صاحب ایاز ملکانی صاحب مولانا عبدالحمید حیدری صاحب خطیب لاثانی مولانا عبدالعزیز حسانی صاحب مدیر جامعہ حسان بن ثابت میلسی مولانا محمد بلال الحسینی صاحب مولانا نورمحمد شاہین صاحب مدیر جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا روڈ میلسی ملک سیف الرحمٰن فاروقی صاحب حافظ مختار الحسن صاحب مولانا محمد رفیق بانہ رویہ صاحب اوران حضرات کے علاوہ راقم بھلا کیسے فراموش کرسکتا ہے (اپنے اس محسن کو جس نے کتب کی اشاعت کے ابتدائی مراحل ۲۰۰۰ء میں یعنی جب خطبات ندیم کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا) مثالی تعاون کیا......ان کو اللہ تعالی اس تعاون کی جزائے خیر عطاء فرمائے...... ان سے میری مراد برادر اکبر علامہ بشیر احمد عثمانی خطیب جامع مسجد عثمانیہ خانپور ضلع رحیم یار خان ہیں......اللہ ان تمام محبت کرنے والوں کے اخلاص نیت وعمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین)

والسلام مع الاکرام

محمد شبیر حیدر فاروقی

فضائل رمضان المبارک

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ......(۱) (الطبرانی)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رُبَّ صَآئِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَآئِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السُّھُوْرُ ...... (۲) (ابن ماجہ ،نسائی)

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ مَالَمْ یُخْرِقْھَا عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً......(۳) (بخاری مسلم)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ......وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱) طبرانی فی الاوسط، ابن حبان، الترغیب (۲) ابن ماجہ ص۱۲۱، نسائی، مشکوٰۃ میں الفاظ حدیث اس طرح منقول ہیں "کم من صائم لیس لہ من صیامہ الاالظما وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الاالسھر(مشکوٰۃ ص۱۷۷ عن ابی ھریرۃ) (۳) صحیح البخاری ص۲۵۷ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۷۵ ج۱، ترمذی ص۱۵۰ ج۱ ابن ماجہ ص۱۲۱

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم......قابل احترام......دوستو......، بزرگو......اور بھائیو!
گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں استقبال رمضان کے عنوان سے میں نے گفتگو کی تھی......اور اس میں روزے کی اہمیت اور اس کی ضرورت اور پھر رمضان المبارک کی خصوصیات آپ کے سامنے ذکر کی تھیں......اور بڑی تفصیل سے میں نے یہ بات بتائی تھی......کہ چودہ سو سال کی تاریخ میں رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں کون کون سے تاریخی واقعات پیش آئے ہیں......اور آج کے اس خطبہ جمعہ میں روزے کے متعلق کچھ باتیں اور رمضان المبارک کی کچھ خصوصیات اور اس کے ضمن میں کچھ مسائل پیش کرنا چاہوں گا۔

نسبت میں عظمت:

میرے محترم دوستو......! رمضان المبارک جیسا بابرکت مہینہ امت مسلمہ کے لئے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے......ہم لوگ مسلمان ہیں......اور نسبت کے بہت زیادہ قائل ہیں......اور نسبت کا بڑا احترام کرتے ہیں......سمجھانے کے لئے ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔

کپڑے کی مثال:

کوئی شخص بازار جاتا ہے......اپنے لئے کپڑے خریدتا ہے......اپنے کپڑے لینے کے بعد بہت سارے لوگ بچارے ایسے بھی ہوتے ہیں......جو دوکاندار سے یوں کہہ دیتے ہیں......کہ تھوڑا سا کپڑے کا ٹکڑا دینا......کیونکہ میں نے قرآن کا غلاف بنانا ہے......دوکاندار بھی وہ کپڑا اٹھا کر دے دیتا ہے......جو نہ اس کے کام کا ہوتا ہے......نہ اس کے اپنے کام کا ہوتا ہے......اور اگر پوچھیں کہ......اس کی قیمت کیا ہے......؟ وہ شخص یہ کہہ دیتا ہے......کہ اس کی کیا قیمت لوں......تم نے قرآن پر غلاف چڑھانا ہے......پیسے دینے

کی کیا ضرورت ہے...... میں بھی مفت دیتا ہوں...... گویا اس نے بھی قرآن پر احسان کیا...... آپ نے بھی قرآن کی خدمت کے جذبے سے غلاف لیا...... جو بغیر قیمت کے ملا...... گویا ایسا کپڑا لیا جس کی کوئی قیمت نہیں تھی...... اس قسم کا تھا...... جس کو آپ نہیں پہن سکتے تھے...... وہ کپڑا آپ لاتے ہیں...... بطور خدمت یہ قرآن پر چڑھا دیتے ہیں...... اب اس کپڑے کی نسبت اللہ کے قرآن کی طرف ہوگئی ہے...... اب آپ یہ اندازہ لگائیں...... کہ ایک وہ کپڑا جو کسی بادشاہ کے سر پر ہو...... پیر کے سر پر ہو...... کسی عالم کے وجود پر ہو...... کسی صاحب علم اور صاحب کمال نے اپنے سر پر پگڑی پہن رکھی ہو...... کوئی آدمی اس کو چومنے کے لئے تیار نہیں...... مگر وہ کپڑا جس کی کوئی قیمت نہیں...... بے قیمت ہونے کے باوجود جب اس کپڑے کی نسبت اللہ کے قرآن کے ساتھ وابستہ ہوگئی ہے...... آپ یہ جانتے اور دیکھتے ہیں...... کہ قرآن مجید کے ساتھ جب اس کپڑے کو اٹھایا جاتا ہے...... تو ہم قرآن بعد میں چومتے ہیں...... اور اس کپڑے کو پہلے چومتے ہیں...... اس کپڑے کا کوئی کمال نہیں ہوتا...... چونکہ اس کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے...... اب یہ قرآن کی نسبت اور عظمت کی وجہ سے کپڑا چوما جا رہا ہے۔

لکڑی کی مثال:

ایک بیکار لکڑی ہے...... وہ آپ کے کام نہیں آتی...... اس لکڑی کو آپ نے لیا...... اس کی ایک رحل بنالی...... جب آپ قرآن اٹھاتے ہیں...... تو اس وقت رحل بھی اٹھاتے ہیں...... جب قرآن رکھتے ہیں...... اس وقت رحل بھی رکھتے ہیں...... جیسے قرآن کا احترام کرتے ہیں...... ویسے رحل کا بھی احترام کرتے ہیں...... کسی اور کو رحل پر چڑھنے کی اجازت نہیں دیتے...... اس کے اوپر سے گذرنے کی اجازت نہیں دیتے...... یہ کس چیز کا احترام ہے......؟ تو آپ صاف طور پر یہ بات کہتے ہیں...... کہ صاحب! قرآن مجید کی

نسبت کا احترام ہے...... کہ اب اس لکڑی کی نسبت قرآن کے ساتھ وابستہ ہوگئی ہے...... یہ لکڑی کا احترام کیا جارہا ہے...... کپڑے کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے...... کپڑے کا احترام کیا جارہا ہے۔

کاغذ کی مثال:

آپ اگر غور کریں......! تو یہ بات آپ کو سمجھ آجائے گی...... کہ اسی طریقے سے کسی عام کاغذ پر قرآن مجید کی آیت لکھ دی جائے۔

دوستو سنو......! اعلیٰ قسم کا لیٹر پیڈ ہو...... خوبصورت ورقہ ہو...... زمین پر پڑا ہو...... تو کوئی آدمی اس کو اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا...... رف ورقے پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہو...... اگر زمین پر نظر آجائے...... تو مسلمان اس کو اٹھاتا ہے...... صاف کرتا ہے...... چومتا ہے...... سینے سے لگاتا ہے...... سر پہ رکھتا ہے...... عظمت والی اور بلند جگہ پر رکھ دیتا ہے...... یہ کاغذ کا اتنا احترام نہیں...... بلکہ اس کاغذ کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے...... تو کاغذ چوما جاتا ہے...... لکڑی کی نسبت قرآن کے ساتھ ہو جائے...... تو لکڑی کا احترام ہوتا ہے...... جس کپڑے کی نسبت قرآن کے ساتھ ہے...... اس کپڑے کا احترام کیا جاتا ہے

لیلۃ القدر کی مثال:

لیلۃ القدر میں قرآن اترا ہے...... لیلۃ القدر تمام راتوں کی سردار بنی...... جیسا کہ قرآن کریم کہتا ہے...... اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ...... بیشک ہم نے اس عزت والی رات میں قرآن اتارا...... معلوم ہوا...... کہ قرآن کریم کی نسبت سے لیلۃ القدر کو عظمت ملی۔

رمضان کی مثال:

قرآن کہتا ہے...... شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ...... یہ رمضان وہ مہینہ ہے...... کہ جس میں اللہ نے قرآن اتارا ہے...... تو آپ کو قرآن کی نسبت کا اندازہ

ہوگیا...... اس لئے رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے......اس کی سرداری کا سبب یہ ہے......
کہ اس کی نسبت قرآن کے ساتھ ہے۔

قرآن کی نسبت:

سنو......! قرآن ایک ایسا کلام ہے...... کہ جس کی نسبت رب رحمان کے ساتھ ہے...... اس کا اندازہ کریں...... جس کی نسبت اللہ کے ساتھ ہے ...... جو قرآن پڑھتا ہے...... وہ گویا ایسے ہے جیسے اللہ سے باتیں کر رہا ہو...... یہ ایک ایسی نسبت ہے......جس نسبت کی وجہ سے اس مہینے کو عظمت ملی ہے۔

آپ اس خصوصیت کو سمجھیں......! قرآن اس امت کے حصے میں آیا......جس نبی کے پاس یہ قرآن آیا......وہ نبی بھی اس امت کے حصے میں آیا......جس مہینے میں قرآن آیا......وہ مہینہ بھی اس امت کے حصے میں آیا۔

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں ایک بات بتائی تھی...... کہ مہینے سب امتوں کو ملے......رمضان اس امت کو ملا ہے...... کتابیں سب امتوں کو ملی ہیں......قرآن اس امت کا حصہ ہے...... نبی سب کو ملے ہیں...... نبی آخرالزماں اس امت کا حصہ ہیں۔

تو اللہ کے رسول بھی اس امت کا حصہ......قرآن بھی اس امت کا حصہ...... ماہ رمضان بھی اس امت کا حصہ...... یہ ساری چیزیں اس امت کے حصے میں اس لئے آئی ہیں...... کہ اللہ نے اپنا قرآن اس امت کے حصے میں رکھا ہے......اس قرآن کی نسبت کی وجہ سے رمضان مجھ کو اور آپ کو ملا ہے۔

رمضان المبارک کا ہر لمحہ سعادت:

پھر رمضان المبارک کے فضائل پر اگر غور کیا جائے...... کہ یہ ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے......جس کا ایک ایک لمحہ سعادت کا ہے......جس کی ایک ایک گھڑی عظمت والی

ہے...... ایک ایک سیکنڈ برکتوں والا ہے...... جس کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے...... کہ جس وقت اللہ کی رحمت نہ اترتی ہو...... اگر احادیث کا مطالعہ کیا جائے...... علماء اور بزرگوں سے کچھ سمجھا جائے...... تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے...... کہ رمضان المبارک صرف ایک ایسا مہینہ ہے...... کہ جو تمام مہینوں کی سرداری کا تاج اپنے اوپر لئے ہوئے ہے۔

رمضان المبارک میں اس امت پر پانچ انعام:

نبی کریم ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا...... اُعْطِيَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ خِصَالٍ...... اللہ اس مہینے میں میری امت کو پانچ ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے...... جو پہلے آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک کسی پیغمبر کو اللہ نے وہ نعمتیں عطا نہیں فرمائیں...... نہ کسی نبی کے حصے میں آئیں...... اور نہ وہ کسی امت کے حصے میں آئیں...... جو محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے اور اس قرآن کی عظمت اور برکت کے واسطے سے رمضان کے تقدس کی وجہ سے اللہ نے اس امت کے حصے میں عطا فرمائیں...... وہ پانچ چیزیں یہ ہیں

روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ قیمتی:

حضور ﷺ نے فرمایا...... سب سے پہلی چیز جو اللہ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے...... لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ...... (۱) وہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک و عنبر سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے...... یہ بو کیا ہے......؟ عام طور پر شام کو افطاری سے پہلے مغرب کے قریب پورا دن معدہ خالی ہونے کی وجہ سے فطری طور پر منہ میں ایک بو سی پیدا ہو جاتی ہے بعض دفعہ اس بو کا دوسرے آدمی کو بھی احساس ہوتا ہے۔

---

(۱) عن ابی هريرة مشكوٰة شريف ص ۱۷۳ ج ۱، ترمذی ص ۱۵۹ ج ۱، صحيح البخاری ص ۲۲۵ ج ۱، صحيح المسلم ص ۳۶۳ ج ۱، ابن ماجه ص ۱۱۸

اگر دوسرے کو احساس نہ ہو......تو کم از کم جس کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے......اس کو ضرور احساس ہو جاتا ہے......اب ظاہراً یہ بد بو ہے......لیکن اس کے پیدا ہونے کا سبب چونکہ روزہ ہے......اللہ کے ہاں روزہ بندے کا محبوب عمل ہے......اور اللہ کی صفت ہے...... اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے...... جو اللہ اپنے بندوں سے اس بات کو پسند کرتے ہیں جس کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا......اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ......(۱) روزہ میرے لئے ہے......اس کی جزا میں خود دیتا ہوں...... جب یہ اتنی بابرکت نعمت ہے......کہ اس کی وجہ سے شام کو روزے دار کے منہ میں بو پیدا ہو جاتی ہے......جس سے نفرت ہوتی ہے......لیکن اللہ کے ہاں اس بو کی اتنی قیمت ہے......کہ اللہ فرماتے ہیں......کہ میرے بندے تو نے پورا دن بھوک اور پیاس کو برداشت کیا ہے......اب جو تیرے منہ سے بو آرہی ہے......میرے نزدیک اس بو کی قیمت مشک وعنبر سے بھی زیادہ ہے۔

علماء نے اس کے مختلف اسباب لکھے ہیں......یا تو یہ قیامت کے دن میدان محشر میں جہاں نامہ اعمال تلے گا......وہاں اس بو کی قیمت کا پتہ چلے گا......کہ مشک وعنبر بھی اس بو کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے...... جہاں ایک طرف جنت میں مشک وعنبر کی خوشبو رکھی جائیگی......دوسری طرف روزے دار کے منہ کی بو اس سے بھی زیادہ قیمتی ہوگی۔

علماء نے دوسرا مفہوم اس کا یہ لکھا ہے......کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ دار کو اس منہ کی بد بو کے بدلے جنت میں خوشبو عطا فرمائیں گے......جو اس کا صلہ اور انعام اس کو نصیب ہوگا......ان میں سب سے بڑی چیز جس کو اہل ذوق نے لکھا ہے......دراصل یہ چیز اسباب محبت میں سے ہے......کہ جب کسی سے پیار ہو جاتا ہے......یا آدمی کا کسی سے ذاتی

---

(۱) عن ابی ھریرۃ مشکوٰۃ شریف ص۱۷۳ ج۱، ترمذی ص۱۵۹ ج۱، مسند ابی یعلیٰ ص۴۳۱ ج۱، صحیح البخاری ص۲۵٤ ج۱ عن عبد اللہ بن سلمہ، ابن ماجہ ص۱۱۸، صحیح المسلم ص۳۶۳ ج۱

تعلق پیدا ہو جاتا ہے......تو محبوب کی ادائیں ظاہراً کتنی ہلکی ہی کیوں نہ ہوں......لیکن آدمی کوشش یہ کرتا ہے......کہ محبوب کی بات کو محبت کے انداز میں پیش کرے......اس کی برائی بھی ہو......تو بھلائی کے انداز میں پیش کرتا ہے......کوئی اس کا گلہ بھی کرے......یہ اس کا اچھا مفہوم پیش کرتا ہے۔

فرمایا روزے دار کے منہ کی بو جو اللہ کے ہاں مشک وعنبر سے زیادہ قیمتی ہے...... اللہ بتانا یہ چاہتے ہیں......کہ عام لوگ جس بو سے نفرت کرتے ہیں......تم چونکہ میرے محبوب ہو جاتے ہو......اس لئے اب تمہاری یہ بو، بو نہیں رہتی......میں تمہیں اپنا بنا لیتا ہوں......دنیا میں مصنوعی طور پر کوئی کسی کو محبوب بنالے......محبوب کی بیماری اس کے لئے اس کے نزدیک بیماری کا باعث بن جاتی ہے......محبوب کی پریشانی اس آدمی کو زیادہ پریشان کر دیتی ہے......محبوب اگر اس وقت پریشان بیٹھا ہو......تو محبّ کوشش یہ کرے گا......اس کو کسی طرح بہلائے......نفرت نہیں کرتا......دور نہیں بھاگتا......اگر کوئی آدمی یہ کہے......کہ مجھے اس سے نفرت آتی ہے......تو محبّ یہ کہنے پہ مجبور ہوتا ہے......کہ یہ تو میرا محبوب ہے......اس کی ہلکی چیزیں بھی مجھے اچھی لگتی ہیں......اللہ کے ہاں بھی وہی ایک قانون ہے......کہ جب تم دنیا میں کسی سے محبت کرتے ہو......اس کی برائیاں تمہیں اچھی لگتی ہیں......اس کی بد بو تمہیں خوشبو لگتی ہے......تو جو روزے دار روزہ رکھ لیتا ہے......کتنا بڑا مجرم کیوں نہ ہو......کتنا بڑا گنہگار کیوں نہ ہو......، کتنا بڑا سیاہ کار کیوں نہ ہو......مگر جب رمضان المبارک کے مہینے میں صبح سحری کر کے شام تک بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے......شام کو اس کے منہ سے جو بد بو آتی ہے......جس سے دنیا نفرت کرتی ہے......اللہ کے نزدیک یہ مشک وعنبر سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔

سمندر کی مچھلیوں کا دعا کرنا:

حضور ﷺ نے فرمایا...... روزہ دار کے لئے سمندر کی مچھلیاں مغفرت کی دعا کرتی ہیں...... اور سمندر کی مچھلیاں یہ آخری حد ہے...... اس کا معنی یہ ہے...... کہ جتنی مخلوق خدا نے پیدا کی ہے...... ساری مخلوق روزے دار کے لئے دعا گو ہوتی ہے۔(۱)

حدیث میں آتا ہے...... اللہ جب کسی کو اپنا محبوب بناتے ہیں...... تو اللہ ملاء الاعلیٰ فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں

فرشتو......! یہ بندہ میرا پیارا ہے...... میں اس سے پیار کرتا ہوں...... تم بھی اس سے پیار کرو...... وہ فرشتے آسمان کے فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں...... آسمانوں والے فرشتے زمین والے فرشتوں میں اعلان کرتے ہیں...... زمین کے فرشتے دنیا میں اعلان کرتے ہیں...... پھر اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوتا ہے...... کہ فرشتے بھی محبت کرتے ہیں...... انسان بھی اس آدمی سے محبت کرتے ہیں...... جانور بھی اس آدمی سے محبت کرتے ہیں...... بلکہ اس سے ایک فطری تعلق پیدا ہو جاتا ہے...... پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوتا ہے...... کہ سمندر کی تہہ میں جو مچھلیاں اور جانور رہتے ہیں...... وہ اس آدمی سے محبت بھی کرتے ہیں...... اس کی مغفرت کی دعا بھی کرتے رہتے ہیں۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں...... کہ آج ہزاروں ولی جو دنیا میں موجود نہیں...... ہم ان کے نام سے عقیدت رکھتے ہیں...... جنید بغدادی کا نام آئے...... بایزید بسطامی کا نام آئے...... شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام آئے...... کسی ولی اللہ کا نام آئے...... کسی صحابی کا نام آئے...... کسی تابعی کا نام آئے...... ان میں سے کسی کا نام آئے...... تو عقیدت کی وجہ سے

---

(۱) وتستغفر لهم الحيتان حتى يفطروا كذافي الترغيب رواه احمد والبزاز والبيهقي وابن حبان

آنکھیں جھک جاتی ہیں......کوئی اگر ان کی مخالفت میں گفتگو کرے......تو ہم لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں......اور جان تک دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

ہم نے ان بزرگوں کو دیکھا نہیں......ان کا زمانہ نہیں پایا......ان کے قریب نہیں رہے......ہم ان کی اداؤں سے واقف نہیں......لیکن وہ ایک فطری محبت جو اللہ بندوں کے دلوں میں اپنے پیارے بندے کی ڈال دیتے ہیں......یہ وہی محبت ہے......جو انسانوں میں بھی ڈال دی جاتی ہے......جو جانوروں میں بھی ڈال دی جاتی ہے

اللہ کا فیصلہ ہے......کہ جو مؤمن روزے رکھ لیتا ہے......جو بھوک پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے......اللہ اعلان کر کے کہتے ہیں......کہ ساری کی ساری مخلوق خواہ فرشتے کیوں نہ ہوں......جن کیوں نہ ہوں......نباتات کیوں نہ ہوں......حیوانات کیوں نہ ہوں......جمادات کیوں نہ ہوں......سمندر کی تہہ میں رہنے والی مخلوق کیوں نہ ہو......روزے داروں سے جب میں محبت کرتا ہوں......تو تم بھی روزہ دار سے محبت کرو......چنانچہ ساری مخلوق محبت کرتی ہے......صرف محبت نہیں کرتی......بلکہ ان کے لئے دعا بھی کرتی ہے......کہ اے اللہ......! جب یہ تیرا بندہ ہے......تو اس کی سیاہ کاریوں کو نہ دیکھ......! اس کی بھوک پیاس کی شدت کو دیکھ کر اس کے لئے تمام گناہوں کی معافی کا اعلان کردے......صرف روزے دار کو یہ انعام ملتا ہے۔

روزانہ جنت کو مزین کرنا:

حضور ﷺ فرماتے ہیں......رمضان المبارک میں روزانہ جنت کو مزین کیا جاتا ہے......یعنی جنت روزانہ سجائی جاتی ہے......(۱)

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۵۵ ج ۱، صحیح المسلم، ترمذی ص ۱۴۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۹

اعلان ہوتا ہے...... کہ اے جنت عنقریب میرے وہ پیارے بندے جو اس وقت تجھ سے بہت دور ہیں...... جنہوں نے تیرے حسن و جمال کو نہیں دیکھا...... تیری آسائشوں کو نہیں دیکھا...... تیرے انعامات کو نہیں دیکھا...... وہ بن دیکھے میری ذات پر یقین رکھتے ہیں...... آج میں اللہ تجھ سے وعدہ کرتا ہوں...... کہ میرے وہ بندے دنیا کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بہت جلد آنے والے ہیں...... میں پھر ان انعامات سے ان کو مالا مال کروں گا...... جنت کو بھی خدا تسلی دیتے ہیں...... جنت کو سجایا جاتا ہے...... جنت انتظار میں رہتی ہے...... جنت اللہ سے سوال کرتی ہے...... کہ اللہ! جن کے لئے مجھے اتنی جلدی سجایا جارہا ہے...... وہ تیرے بندے میرے پاس کب پہنچنے والے ہیں......؟ اللہ جنت کو تسلی دیتے ہیں...... کہ میرے بندے جلد دنیا کی مشکلات برداشت کرکے آنے والے ہیں۔

سرکش شیاطین کو قید کردینا:

حضور ﷺ فرماتے ہیں...... یہی وہ مہینہ ہے...... کہ جس میں سرکش شیاطین کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا جاتا ہے...... شیطان قید ہوجاتے ہیں......(۱) جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے...... کہ مسلمان عام گناہوں سے پرہیز کرتا ہے...... وہ باتیں جو غیر رمضان میں ہوتی ہیں...... رمضان میں ان سے احتراز کیا جاتا ہے...... پرہیز کرلیا جاتا ہے۔

دن رات دعاؤں کی قبولیت:

رمضان المبارک کی خصوصیات میں حضور ﷺ فرماتے ہیں...... فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ ...... اس مہینے میں روزانہ دن اور رات میں اللہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں...... صبح سحری کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے...... افطاری کے

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۲۵ ج ۱، صحیح المسلم، ترمذی ص ۱۴۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۸

وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے......روزے دار کی روزے کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے......حتی کہ یہ سو جائے...... نیند میں مصروف ہو جائے...... یہ محو خواب ہوتا ہے......تو فرشتے تب بھی اس کی عبادت لکھتے رہتے ہیں......روزہ دار کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے...... ایک ایک لمحہ قبولیت دعا کا ہوتا ہے......اور فرمایا اس کی اتنی دعائیں قبول ہوتی ہیں......اور مغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں......حتی کہ ایک روایت میں آتا ہے......کہ روزانہ ساٹھ ہزار آدمیوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں اس سے بھی زیادہ ہے......اور حضور ﷺ نے فرمایا......اللہ پورے مہینے میں جتنے گناہ گاروں کے گناہوں کی معافی کا اعلان کرتے ہیں......ان تمام کے برابر رمضان کی آخری رات میں اعلان کر دیا جاتا ہے......کہ آج رات میرا دریا رحمت اتنا جوش میں ہے......کہ پورے مہینے میں جتنے لوگوں کے لئے معافی کا فیصلہ ہوا ہے...... آج ایک دن سب کے برابر معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

روزہ داروں کیلئے انعامات:

حضور اکرم ﷺ نے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا......ابن عمرؓ کی روایت میں ہے فرمایا......اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ ......(۱) لوگو! اللہ اور اللہ کی رحمت کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں......اگر قرآن مجید کی اس آیت کو سامنے رکھیں جس میں اللہ کہتے ہیں......اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً......اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پہ رحمت بھیجتے ہیں......درود بھیجتے ہیں......ایمان والو تم بھی محمد رسول اللہ ﷺ پہ درود وسلام پڑھا کرو

---

(۱) رواہ الطبرانی فی الاوسط

اگر اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کر پھر اس حدیث سے مطابقت کریں.....تو آپ کو مسئلہ سمجھ میں آجائے گا.....کہ اللہ کی وہ خاص رحمت جو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے..... جو فرشتے بھی پیغمبر کے لئے دعا گو ہوتے ہیں.....اللہ کی رحمت پورا سال محبوب کی طرف متوجہ رہتی ہے.....پیغمبر کے جسم اور روح کی طرف متوجہ ہوتی ہے..... وہ رحمت خاصہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے.....تو جیسے آمنہ کے در یتیم پر برستی رہتی ہے..... ویسے پیغمبر کے واسطے سے اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام روزے دار امت پر بھی رحمت برساتے ہیں۔

سحری کے کھانے کی برکت:

حضور ﷺ نے فرمایا.....کہ لوگو صبح سحری کا کھانا ضرور کھایا کرو..... یہ بڑی برکت کا کھانا ہے.....اِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةٌ.....(۱) اس میں اللہ نے بڑی برکت رکھی ہوئی ہے

سحری کا افضل وقت:

علماء نے لکھا ہے.....کہ آخری وقت میں سحری کھانا افضل ہے..... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا.....خَالِفُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی ...... یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کیا کرو..... روزے وہ بھی رکھتے تھے.....تم بھی رکھتے ہو.....مگر وہ صبح سحری کا کھانا نہیں کھاتے تھے.....ان میں چوبیس گھنٹے روزے کا رواج تھا.....شام کو کھانا کھایا..... پھر دوسرے دن شام کو کھاتے تھے.....ابتداء اسلام میں مسلمانوں کے لئے بھی یہی قانون تھا.....لیکن پیغمبر ﷺ کی امت کے لئے بہت بڑی آسانی فرمائی.....جس وقت دوسرا سال آیا.....رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے احکام آئے تو حکم بدل گیا۔

---

(۱) مشکوۃ شریف ص۱۷۵ ج۱، صحیح البخاری ص۲۵۷ ج۱،
صحیح المسلم ، ترمذی ص۱۵۰ ج۱

صحابہ کا عمل امت پر انعام واحسان:

یہاں پر ایک بات ضرری ہے...... جو کہتا چلوں...... کہ صحابہ کے کچھ عمل ایسے ہیں ...... بلکہ پوری زندگی صحابہ کی ایسی ہے...... کہ وہ اعمال جن کو دنیا گناہ سمجھتی ہو...... معاذ اللہ جن کو لوگوں کی نظر میں ظاہر جرم کہا جائے...... مگر خدا کے ہاں اتنا پسندیدہ ہو جاتے ہیں...... کہ اللہ ان کو دین بنا کر قیامت تک شریعت کا حصہ بنا دیتے ہیں ...... ابتداء اسلام میں چوبیس گھنٹے کا روزہ تھا...... شام کو افطار کیا ہے...... سونے سے پہلے کھانا کھالو...... نیند آ گئی ہے...... تو دوسرا روزہ شروع ہو گیا...... اب دوسرے دن بھی پورا روزہ ہوتا تھا...... ایک صحابیؓ سفر پر گئے ہوئے تھے...... واپس آئے تھکے ہوئے تھے...... سو گئے...... افطاری کا وقت گذر گیا...... آنکھ کھلی...... تو اگلے روزے کا وقت شروع ہو گیا تھا...... اب چوبیس گھنٹے کا یہ روزہ تھا...... چوبیس گھنٹے کا دوسرا روزہ رکھنا پڑ گیا...... 48 گھنٹے کا روزہ ہو گیا...... اور ایک صحابیؓ اسی دوران جوان تھے...... شادی ان کی کچھ دن پہلے ہوئی تھی...... نوعمر تھے...... حکم یہ تھا کہ چوبیس گھنٹے کا روزہ ہے...... جس میں کھانے اور پینے کی اجازت نہیں...... بیوی کے پاس جانے کی اجازت نہیں...... وہ اپنی بیوی کے پاس چلے گئے...... بڑی پریشانی ہوئی...... کہ میں کیا کر بیٹھا...... صبح اٹھے...... دونوں پیغمبر ﷺ کی خدمت میں آئے...... ایک نے آکر کہا...... اللہ کے رسول ﷺ آپ فرماتے ہیں...... کہ شریعت بڑی آسان ہے...... احکامات بڑے آسان ہیں...... یہ تو اتنی مشکل آ گئی ہے...... کہ میں نے تو پرسوں کا کھانا کھایا ہوا ہے ...... اڑتالیس گھنٹے کا مجھے مسلسل روزہ ہے...... اور شدت کی گرمی نا قابل برداشت عمل ہے...... دوسرا کہنے لگا...... کہ اے اللہ کے رسول آپ کہتے ہیں...... کہ شریعت میں بڑی آسانی ہے...... پورا مہینہ رمضان المبارک کا بیوی سے جدا رہنا...... اپنے آپ پہ اتنا بڑا کنٹرول کرنا...... آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں...... لیکن نفس وشیطان بڑا غالب ہوتا

ہے......ہم کیا کریں......صحابی رسول پیغمبر ﷺ کے سامنے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں......
اور اپنے اس جرم کا اقرار کرتے ہیں......محبوب یہ واقعہ سرزد ہو گیا ہے......اللہ کے رسول ﷺ
بھی سوچ رہے ہیں......اسی وقت قرآن مجید نازل ہوتا ہے......اللہ اعلان کرتے ہیں......

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ

پیغمبر ﷺ اعلان کر دیجئے......آپ اپنے ان یاروں کو بتا دیجئے......کہ تم سے جو خطا سرزد ہوئی ہے......جو واقعہ پیش آ گیا ہے......جو غلطی کر بیٹھے ہو......جو بیوی کے پاس چلے گئے ہو......کھانا کھا لیا ہے......ظاہراً تم نے تو بہت غلطی کی ہے......یقیناً جرم تھا......اس پہ اللہ کے قانون کے تحت گرفت ہونی چاہئے تھی......سختی ہونی چاہئے تھی......لیکن مسلمانو......! خدا پیغمبر ﷺ کے صحابہ کا اتنا بڑا وکیل صفائی ہے......کہ اللہ نے کوئی سزا نہیں دی......کسی قسم کا کوئی جرم نہیں عائد کیا......بلکہ خدا وکیل صفائی بن کر کہتا ہے......کہ پیارے تیرے یاروں سے غلطی ہوئی ہے......یہ ان کے لئے غلطی تھی......اس کو قیامت تک کے لئے شریعت کا حصہ بنا کر اعلان کرتا ہوں...... اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ......آج کے بعد اعلان کرتا ہوں......کہ رمضان المبارک کے مہینے میں غروب شمس سے لے کر صبح طلوع فجر تک پوری کی پوری رات کھائیں بھی سہی...... پئیں بھی سہی......بیویوں کے پاس بھی جائیں......کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں......کسی قسم کی رکاوٹ نہیں......تیرے یاروں کا یہ عمل ظاہری طور پر دنیا کی نظر میں گناہ ہوگا......لیکن میں رب اس عمل کو اتنا محبوب کر رہا ہوں......کہ میں اس کو قانون بنا کر قیامت تک کی امت پر محمد ﷺ کے صحابہ ؓ کا یہ احسان بتلانا چاہتا ہوں......اگر صحابی یہ عمل نہ کرتا تمہارے لئے یہ قانون نہ بنتا......اس لئے اس کو شریعت کا مسئلہ بنا دیا......کہ آج کے بعد کوئی شخص تنقید نہ کرے......کہ صحابہ نے فلاں کام کیسے کیا......دیکھ لو کام ان سے ہو گیا ہے......میں اس کو شریعت بناتا

ہوں...... قانون بناتا ہوں...... آج کے بعد حلال ہے...... اور پھر اگلا جملہ کہا خبردار......! عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ اللہ خوب جانتے ہیں...... کہ تم سے غلطی ہو گئی ہے...... تم نے خیانت کی ہے...... اس اللہ کے قانون کو پورا نہیں کر سکے...... یہ اللہ جانتے ہیں...... مگر اس کو گناہ کہنے کی کسی کو اجازت نہیں...... فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ...... کیونکہ اللہ ان کو معاف کر چکے ہیں...... خدا نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا ہے...... اللہ ان کی طرف اپنی رحمت کو متوجہ کر چکے ہیں۔

میرے محبوب......! ان لوگوں کی تو غلطی ہے...... لیکن قیامت تک شریعت بنا کر رمضان کی راتیں بیویوں کے پاس جانے اور کھانے پینے کے لئے حلال کر رہا ہوں...... لیکن کم از کم دن کو تو روزہ رکھ لیا کریں...... صحابہ کا عمل اللہ کے ہاں اتنا مقبول ہے

حضور ﷺ نے فرمایا...... یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں میں فرق یہ ہے......(۱) کہ وہ سحری کا کھانا نہیں کھاتے تھے...... اور تم صبح سحری کا کھانا کھایا کرو...... اور اس کھانے کو برکت کا کھانا سمجھ کر کھایا کرو...... اس کھانے پہ قیامت کے دن موخذہ اور حساب نہیں ہوگا...... یہ وہ کھانا ہے جس میں کسی کو شریک کرو...... تو یہ کہہ کر شریک کیا کرو...... کہ آؤ ہمارے ساتھ برکت کا کھانا کھاؤ...... دنیا کے کسی کھانے میں ہم کہتے ہیں...... حضرت صاحب تشریف لائیں...... آئیں دسترخوان پہ بیٹھیں...... فلاں بزرگ ساتھ ہو...... اس پر فلاں چیز پڑھ دی جائے...... یہ شاید برکت کا کھانا ہو جائے...... پیغمبر کی شریعت کا فیصلہ ہے...... کہ جب رمضان کا مہینہ آئے...... تو کسی حضرت کو بٹھانے کی ضرورت نہیں...... گناہ گار کو ساتھ بٹھا کر کھلا دیا کرو...... تو وہ بھی برکت کا کھانا ہوگا...... سحور کا کھانا تمہارے لئے برکت کا کھانا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۵ تا ۱۷۶ ج ۱ سنن ابی داؤد ص ۳۲۸ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۲۲، ترمذی ص ۱۵۰ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۶۳ ج ۱

روزہ ڈھال:

اور پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا...... اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ ...... روزہ ڈھال ہے......
مَالَمْ یُخْرِقْهَا...... جب تک اس ڈھال کو پھاڑ نہ دیا جائے۔(۱)

آنکھ اور زبان کی حفاظت:

دنیا کا سب سے جو اہم گناہ ہوتا ہے...... وہ آنکھ کا ہوتا ہے...... نظر اٹھتی ہے کسی پہ پڑتی ہے...... اس کا حسن اس کا جمال اس کا تصور دل و دماغ قبول کرتا ہے...... دل پہ اثر ہوتا ہے...... آدمی گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے...... تو ہر کام کی بنیاد نگاہ ہے...... یہ نظر سب سے بڑی چیز ہے۔

دل کی نہیں تقصیر مگر آنکھیں ہیں بڑی ظالم یہ جا کے نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا
یہ سارا قصور انہیں کا ہے...... اس لئے پیغمبر ﷺ نے فرمایا...... نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے...... شیطان جو تیر مارتا ہے...... اشارہ کرتا ہے...... نظر پڑتی ہے...... نگاہ کی حفاظت کرو...... بے محل نظر نہیں اٹھنی چاہئے...... آپ سب لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں...... تصاویر دیکھنا حرام ہے...... نامحرم کی طرف دیکھنا حرام ہے...... جہاں اسلام اجازت نہیں دیتا...... اس طرف آپ کی نظر نہیں اٹھنی چاہئے۔

دوسری چیز زبان ہے...... جس کی حفاظت بڑی ضروری ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا...... مَنْ یَّضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ لِحُیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ......(۲)
لوگو......! تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دو...... میں محمد تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳ ج ۱ بالجامع الترمذی ص ۱۵۹ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۵٤ ج ۱

(۱) مشکوٰۃ شریف، مسند ابی یعلیٰ میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح موجود ھیں "من ضمن لی ما بین لحیه رجلیه ضمنت له الجنة(مسند ابی یعلیٰ ص ۳۰۸ ج ۲)

پیغمبر ﷺ جنت کی ضمانت دینا چاہتے ہیں...... رمضان المبارک کا مہینہ ہے...... جمعۃ المبارک کا دن ہے...... اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کر پیغمبر ﷺ کا فرمان سنا رہا ہوں......

نوجوانو......! اگر پیغمبر ﷺ کی زبان پر یقین کر کے اس فرمان پر ہم پابندی کرنا شروع کر دیں...... تو خدا کی قسم محمد ﷺ کے ہاتھوں سے جنت اب بھی ملتی ہے...... مَنْ يَّضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ...... حضور ﷺ نے فرمایا...... کہ مجھے ضمانت دو اس چیز کی جو تمہاری ٹانگوں کے درمیان ہے...... (شرمگاہ) اور اس چیز کی ضمانت دو جو تمہارے جبڑوں کے درمیان ہے...... (زبان) اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ ...... میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں...... ایک تو زبان سے کوئی غلطی نہ کرو...... دوسرا اپنی شرم گاہ سے کوئی غلطی نہ کرو...... یہ دو ٹکڑے اپنی جان کے محفوظ رکھو...... تو میں محمد ﷺ تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں...... اور روزے کا مفہوم ہی ادا نہیں ہوتا...... جب تک ان کی حفاظت نہ ہو...... اس لئے تو کھانے پینے سے روکا گیا ہے...... اس لئے تو خواہشات نفسانیہ سے روکا گیا ہے۔

زبان کی حفاظت اس میں تمام قسم کی خرافات آتی ہیں...... گلہ کرنا، غیبت کرنا، گالی دینا جھگڑا کرنا...... بلکہ حدیث میں آتا ہے...... کہ جب تم سے کوئی جھگڑنے لگے...... کوئی گالی گلوچ پر اتر آئے...... تو اس کو کہہ دیا کرو...... بھائی معاف کر دیں...... چپ کریں میرا تو روزہ ہے...... اتنا کہہ کر ٹال دیا کرو...... اِنِّیْ صَائِمٌ...... یار چپ کر میرا روزہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ ایک شخص سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آیا...... صدیق اکبرؓ سے تند و تیز باتیں کرنے لگا...... صدیقؓ خاموشی سے سنتے رہے...... کسی ایک بات پر ابو بکرؓ نے جواب دے دیا...... حضور ﷺ نے فرمایا...... ابو بکر! جب تک تم چپ رہے تھے...... تو آپ کی طرف سے فرشتہ جواب دے رہا تھا...... اور جب آپ خود بولے ہو...... تو فرشتہ چلا گیا ہے ...... اور ہمارے ہاں تو یہ ہے...... کہ کسی نے ایک بات کہی ہے...... اس کو جب تک دس نہ سنائیں...... تو چپ نہیں ہوتے...... اس لئے کہ اس نے یہ کہا کیوں

ہے..... یہ بولا کیوں ہے.....اس کو جرأت کیسے ہوئی ہے.....ہم اسی پر لڑتے اور مرتے رہتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے..... کہ ایک عورت حضور ﷺ کے سامنے لائی گئی.....اللہ کے رسول ﷺ یہ مرتی ہے.....اس کی جان نکلتی ہے..... پورا دن اس نے روزے سے گذار دیا ہے.....بھوک کی وجہ سے اتنی پریشان ہے..... کہ سانس نکل رہی ہے.....حضور ﷺ نے فرمایا.....اس عورت کو کہو..... کہ منہ میں انگلی ڈال کر قے کرے.....(۱) اس نے منہ میں انگلی ڈال کر قے کی.....تو منہ سے گوشت کے لوتھڑے نکلے.....اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا..... اس نے کسی مسلمان کی غیبت کی ہے..... کسی مسلمان کی غیبت کرنا..... اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا ہے..... یہ وہی گوشت ہے..... جو اس کے منہ میں تھا .....جس کی وجہ سے اس کو تکلیف ہورہی تھی.....ہم کتنے مسلمانوں کا بیٹھ کر گلہ اور غیبت کرتے ہیں..... زبان کو قابو میں رکھنا چاہئے.....اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی ضروری ہے..... کہ صبح سحری کھایا کرو گے.....تو زبان قابو میں رہے گی.....نہیں کھاؤ گے.....تو طبیعت میں سختی آجاتی ہے.....اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا.....سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

کانوں کی حفاظت:

تیسری چیز جس کی پابندی کی اشد ضرورت ہے..... ہمارے کان ہیں..... ہر وہ بات جس کا زبان سے ادا کرنا شرعاً جائز نہیں.....اس کا کانوں سے سننا بھی شرعاً جائز نہیں ہے..... یہ قاعدہ کلیہ ہے..... زبان سے گانا گانا جائز نہیں.....تو سننا بھی جائز نہیں.....غیبت کرنا جائز نہیں.....تو سننا بھی جائز نہیں.....گالی دینا جائز نہیں.....تو گالی سننا بھی جائز نہیں..... کسی کے خلاف گفتگو کرنا جائز نہیں.....تو اس کو سننا بھی جائز نہیں.....

جو کہنے کی اجازت نہیں...... نبی ﷺ کی شریعت میں اس کے سننے کی کوئی اجازت نہیں۔

باقی اعضاء کی حفاظت:

اور بقیہ اعضاء کی حفاظت ہونی چاہئیں، ہاتھوں کی حفاظت کرو...... کہ وہ بے محل نہ اٹھیں...... پاؤں کی حفاظت کرو...... کہ وہ برائی کی طرف نہ جائیں۔

رزق حلال کا اہتمام:

اور ان میں سب سے بڑی چیز فرمایا...... رزق حلال کا اہتمام کرو...... روزے میں رزق حلال استعمال ہو...... افطاری میں بھی، سحری میں بھی...... ہمارے ہاں یہ چیز بھی نہیں ہوتی...... رزق حلال اللہ عطا فرمائیں...... یہ بڑی نعمت ہے...... خوش بخت ہے جس آدمی کو رزق حلال میسر آ گیا...... اگر رزق حلال سے روزہ نہیں...... اس روزے کی خدا کے ہاں کوئی مقبولیت نہیں...... اور حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ فرماتے ہیں...... کہ بہت سے لوگ دیکھو گے پراگندہ بال، پریشان حال، اللہ کے گھر کی چوکھٹ کو پکڑ کر چیخ و چلا کر، ہاتھ اوپر کر کے...... يَقُولُ اَللّٰهُمَّ يَارَبِّ اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ ...... کہتے ہونگے...... دھاڑیں مارتے ہونگے...... روتے ہونگے...... لیکن فرمایا...... كَيْفَ يُسْتَجَابُ دَعْوَتُهُمْ...... اللہ ان کی دعائیں کیوں قبول کرے...... مَلْبَسُهُمْ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُمْ حَرَامٌ...... ان کا پہننا حرام کا ہے...... ان کا کھانا حرام کا ہے...... ان کا پینا حرام کا ہے...... ان کی پوری زندگی حرام کاری میں گذرتی ہے...... خدا ان کی دعا قبول نہیں کیا کرتے۔

میرے دوستو......! حلال رزق جب تک نہیں ہوگا...... اس وقت تک گناہوں کی معافی کا کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔

حجاج بن یوسف کے دور میں حجاج کو کسی نے کہا...... یہاں ایک بہت بڑی علماء کی جماعت ہے...... جو بڑے مستجاب الدعوات لوگ ہیں...... ان کی دعائیں بڑی قبول

ہوتی ہیں...... جس ظالم بادشاہ کے خلاف انہوں نے دعا کی ہے...... اس کا تختہ الٹ گیا ہے...... اس نے کہا بڑی اچھی بات ہے...... وہ کون کون سے مولوی ہیں...... ان کی نشان دہی کریں...... انہوں نے علماء کی لسٹ بنا دی...... تو حجاج نے ان سب کی دعوت کی...... دستر خوان لگایا...... اس پہ وہ حرام کا مال جو سود کی کمائی کا تھا...... رشوت کی کمائی کا تھا...... غلط کاری کا تھا...... اس سے اعلیٰ قسم کے کھانے بنوا کر دستر خوان پہ رکھ کر ان تمام علماء کی ضیافت اور مہمان نوازی کی...... جب وہ کھا چکے...... تو حجاج نے ان کو مخاطب کر کے کہا...... کہ مولویو...... !اب تم الٹے لٹک کر بھی میرے لئے بد دعا کرو...... تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی...... اس لئے کہ تمہارے پیٹ میں حرام کا لقمہ جا چکا ہے...... ان کے پیٹ میں ایک لقمہ گیا...... ان کی دعائیں ختم ہو گئیں...... میں اور آپ اپنے متعلق سوچیں...... میں تبصرہ نہیں کرتا...... ہماری تو پوری زندگی حرام خوری میں گذر رہی ہے...... لقمہ حلال سب سے بڑی چیز ہے۔

حضور ﷺ کی حدیث ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا...... کسب حلال فرائض اسلام کی طرح اسلام کا ایک فریضہ ہے...... جیسے نماز فرض ہے...... روزہ فرض ہے...... زکوۃ فرض ہے...... حج فرض ہے...... اسی طرح حلال کمانا بھی مسلمان پر فرض ہے۔(۱)

خوف خدا:

اور ان میں سب سے بڑی بات یہ ہے...... کہ روزہ رکھنے کے بعد ہر وقت اللہ کا خوف رہے...... کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس عبادت کو قبول کرے...... کہتے ہیں کرو...... تو تب بھی ڈرو...... نہ کرو...... تو تب بھی ڈرو۔

---

(۱) طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (مشکوۃ شریف ص ۲۴۵ ج ۱)

سیدنا فاروق اعظمؓ ایک جملہ کہا کرتے تھے……اس کو دہراتا ہوں……فرماتے تھے……لوگو قیامت کے دن اللہ یہ اعلان کردیں……کہ آج سب کے سب جنت میں جائیں……صرف ایک آدمی کو جہنم میں بھیجوں گا……فرمایا میں اللہ کے قہر سے اتنا ڈرتا ہوں……کہ شاید جہنم میں وہ جانے والا عمر نہ ہو……اگر قیامت کے دن خدا یہ اعلان کردیں……کہ سارے کے سارے جہنم میں بھیجوں گا……ایک آدمی جنت میں بھیجنا چاہتا ہوں……فرمایا مجھے رب کی رحمت سے اتنی اُمید ہے……کہ جنت میں جانے والا میں عمر ہی ہوں گا……اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الرَّجَآءِ وَالْخَوْفِ…… ایمان آس اور یاس کی درمیانی کیفیت کا نام ہے……کہ رحمت سے امید بھی رہے……اس کے غضب سے ڈرتے بھی رہو۔

مولانا عبدالشکور دین پوریؒ ایک جملہ کہا کرتے تھے……کہ اس کی قہاریت سے ڈرو……کہ قہار ہے……اس کی رحمت کے طلب گار رہو……اس لئے کہ غفار ہے……اس کی قہاریت سے ڈرتے بھی رہا کرو……اس کی رحمت سے امید بھی رکھا کرو۔

روزے میں سب سے بڑی اہم چیز اللہ کی ذات کی حضوری کا تصور ہے……کہ ہر وقت یہ تصور رہے……کہ میرا رب میرے ساتھ ہے……اور مجھے دیکھ رہا ہے۔

حدیث جبرئیل میں مشہور سوال ہے……کہ پوچھا گیا محبوب احسان کیا چیز ہے……؟ فرمایا……اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ……(۱) اللہ کی تو ایسے عبادت کر کہ جیسے اپنے سامنے اللہ کے جلال وجمال کا مشاہدہ کررہا ہے……اگر یہ کیفیت تیرے اندر پیدا نہیں ہوتی……فَاِنَّہٗ یَرَاکَ……اللہ تو تجھے دیکھ رہے ہیں……ہاں اگر آدمی کی سوچ یہ ہو……کہ میرا آقا دیکھ رہا ہے……میرا مالک دیکھ رہا ہے……تو یقیناً وہ غلط کاری کی طرف کبھی نہیں جاسکتا۔

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۱ ج ۱، کنز العمال ص ۱۱ ج ۳ کتاب الاخلاق مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان

اس لئے بزرگ کہتے ہیں...... کہ گناہ وہاں کیا کرو جہاں خدا نہ دیکھے...... اب وہ جگہ تلاش کرو جہاں خدا نہیں دیکھتا...... اور جب گناہ کرو اللہ کی زمین پر نہ کیا کرو...... کسی اور جگہ جا کر کیا کرو...... اب وہ جگہ تلاش کرو جہاں تم نے گناہ کرنا ہو زمین خدا کی نہ ہو...... اگر گناہ کرنا ہے...... تو اس مالک کا رزق کھانا چھوڑ دو...... جس کی نافرمانی کرنی ہے...... اللہ کا رزق کھانا چھوڑ دو...... پھر کھاؤ کہاں سے کھاؤ گے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو...... ! جب تک ان چیزوں کی حفاظت نہیں ہوتی...... اس وقت تک اللہ کے ہاں روزہ مقبول نہیں ہوتا...... ایک حدیث میں ہے...... کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... بہت سارے روزے دار ایسے ہیں...... جو پورا پورا دن بھوک اور پیاس سے گذارتے ہیں ...... لیکن شام کو سوائے بھوکا رہنے کے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا...... (۱) علماء نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے...... کہ سارا دن بھوکے رہتے ہیں...... یا تو اس وجہ سے کہ جس کے سامنے بیٹھا روزے کا تذکرہ کیا...... کہ میں آج روزے سے ہوں...... آج صبح کچھ کھا نہیں سکا...... پانی نہیں پی سکا...... مجھے آج دودھ میسر نہیں آیا...... آج مجھے دہی نہیں ملی...... بس تھوڑا سا کھانا کھانا پڑا...... سفر میں تھا...... تو پھر بھی میں نے روزہ رکھ لیا...... ہر ایک کے سامنے روزے کا اظہار کرتا ہے...... پورا دن روزے کا پوسٹ مارٹم کرتا رہا...... یہ اللہ کے لئے اس نے روزہ نہیں رکھا...... یہ بندوں کے لئے رکھا ہے۔

خدا اعلان کرتے ہیں...... کہ تیرے اس بھوکے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے...... یہ عبادت تو نے میرے لئے نہیں کی ہے...... بلکہ جن کو بتا رہا ہے ان کے لئے کی ہے...... اس کا صلہ مجھ سے نہ مانگ ان سے مانگ۔

یا یہ ہے...... کہ روزہ رکھنے کے بعد روزہ کے آداب کی رعایت نہیں کی...... نگاہ

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۷۷ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۵۵ ج ۱، ابو داؤد ص ۳۲۹ ج ۱

کی حفاظت نہیں کی......زبان کی حفاظت نہیں کی...... ہاتھوں کی حفاظت نہیں کی...... پاؤں کی حفاظت نہیں کی......دل و دماغ کی حفاظت نہیں کی......اکل حلال کا خیال نہیں کیا...... کسب مال کا خیال نہیں کیا......ان چیزوں کا اگر احساس نہیں کیا......تو اللہ کے نزدیک یہ روزہ قبول نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا...... بڑے راتوں کو جاگنے والے ہیں......جن کو راتوں کو جاگنے کے سوا اور کچھ نہیں ملتا......(۱) صبح دکان پہ آئے...... بھائی کیا ہوا......؟ بس جی ساری رات جاگتا رہا......نفل پڑھتا رہا......اس لئے نیند آرہی ہے......اتنا کہا تو پوری رات کی عبادت ضائع ہوگئی......اتنی سی بات پر پوری رات کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے...... کیونکہ رات کے نوافل تنہائی کی عبادت ہے......یہ بندے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ہوتا ہے......جس کا مخلوق میں سے کسی کو پتہ نہیں ہوتا...... جب تک تم اس کا اظہار نہیں کرتے......اس وقت تک اس کا کسی کو پتہ نہیں چلتا......اگر اظہار نہیں کرو گے......تو اللہ ہی کو پتہ ہوگا......اللہ صلہ دے گا...... جب بندوں کے سامنے اس کا اظہار کر بیٹھے ہو......اس کا معنیٰ ہے......کہ بندے آپ پر واہ واہ کہیں......لوگ سمجھیں بڑا شب زندہ دار ہے...... لوگ کہیں بڑا تہجد گذار ہے......لوگ کہیں بڑا نیک وکار ہے...... جب لوگوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے......پھر خدا کی توجہ ہٹ جاتی ہے......اللہ کہتا ہے......کہ جس کے لئے رات کو کھڑا ہوا ہے......صلہ بھی اسی سے مانگ میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں ہے۔

جبرئیل کی دعا پر حضور ﷺ کا آمین کہنا:

ایک بڑی مشہور حدیث ہے......(۲) حدیث منبر کے نام سے سیدنا کعب بن عجرہ ؓ

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۷ ج ۱ (۲) رواہ الحاکم والترغیب وابن حبان والطبرانی الکبیر والبخاری

اس روایت کے راوی ہیں...... یہ ترہیب کے طور پر میں آپ کو سنا رہا ہوں...... صحابیؓ کہتے ہیں...... کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی محفل میں تھے...... اللہ کے رسول مسجد میں تشریف لائے...... جب پیغمبر ﷺ منبر پر آئے...... تو اللہ کے رسول نے ہمیں اپنی طرف بلایا...... حَضَرُنَا اِلَی الْمِنبَرِ ...... ہم پیغمبر کے منبر کے قریب حاضر ہو گئے...... فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے منبر کے پہلے زینے پہ قدم رکھا...... فرمایا آمین ...... دوسرے زینے پہ قدم رکھا...... فرمایا آمین...... تیسرے زینے پہ قدم رکھا...... فرمایا آمین...... تین مرتبہ آمین کے جملے دہرائے...... اس کے بعد حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا...... اور خطبہ دینے کے بعد حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے...... تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آج ہم نے وہ باتیں سنیں...... جو آج سے پہلے کبھی نہیں سنی تھیں...... آپ منبر پر تو اکثر آتے ہیں...... خطبہ تو اکثر ارشاد فرماتے ہیں...... بیان تو آپ کرتے ہی رہتے ہیں ...... لیکن آج جو کلمات ارشاد فرمائے ہیں...... کہ منبر کے قریب آجاؤ...... پھر ہم آپ کے قریب ہوئے...... پھر آپ نے آمین کہا...... وہ کیا جملے تھے......؟ توجہ سے اس حدیث کو سنیں...... فرمایا جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا...... تو جبرئیلؑ آئے...... کہا اللہ کے رسول میں ایک دعا کرتا ہوں...... آپ آمین کہیں...... یقیناً اللہ اس دعا کو بہت جلدی قبول کرلیں گے...... دعا کون کریں گے......؟ جبرئیلؑ، جو فرشتوں کے سردار ہیں...... آمین کہیں گے...... محمد رسول اللہ، جو نبیوں کے سردار ہیں...... اور جبرئیل اپنی مرضی سے نہیں آتا ...... اللہ کی مرضی سے آتا ہے...... اللہ بھیجنے والے...... جبرئیل آنے والے...... پیغمبر آمین کہنے والے...... ذرا ایک منٹ کے لئے سوچنا...... جس دعا کے لئے خدا نے بھیجا ہو...... جبرئیل آیا ہو...... جبرئیل نے پیغمبر کو بتایا ہو...... اللہ نے مجھے بھیجا ہے...... میں دعا کرتا ہوں...... آپ آمین کہیں...... آپ بتائیں اس دعا کی قبولیت میں کوئی شک ہوسکتا ہے......؟ (نہیں ہوسکتا) اگر شک نہیں ہوسکتا...... تو دعا کے جملے سنیں۔

رمضان کی قدر نہ کرنے والے کا انجام:

فرمایا جب میں پہلی سیڑھی پہ آیا...... تو جبرئیل نے کہا...... اللہ کے رسول جس شخص کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آئے...... اور وہ رمضان المبارک کے مہینے کو پائے...... رمضان کی برکتوں کو حاصل نہ کرے...... رمضان کے روزے نہ رکھے...... رمضان کی رات کا قیام نہ کرے...... رمضان کا احترام نہ کرے...... رمضان کی سعادتوں کو حاصل نہ کرنے...... خدا اس شخص کو تباہ اور برباد کردے...... میں نے اس پہ کہا آمین...... رمضان کے روزے چھوڑنے والو......! رمضان کے ساتھ تعلق نہ رکھنے والو......! رمضان کے ساتھ غداری کرنے والو......! رمضان کی بے حرمتی کرنے والو......! وہ پیغمبر جو رحمۃ اللعالمین ہیں...... وہ نبی جو شفیع المذنبین ہیں...... وہ نبی جو ماں سے زیادہ امت کے ساتھ شفقت کرنے والے ہیں...... جس نبی نے غیر مسلموں کے لئے بددعا نہ کی...... ظلم کرنے والوں کے لئے بددعا نہ کی...... راستے میں کانٹے بچھانے والوں کے لئے بددعا نہ کی...... جس نبی نے اپنے چچا حضرت حمزہ کے قاتل کو معاف کردیا تھا...... آج وہ پیغمبر جبرئیل کی دعا پر اللہ کے حکم سے رمضان المبارک کا احترام نہ کرنے والوں کے لئے بددعا کرکے کہتے ہیں...... اللہ جو اس مہینے کا احترام نہیں کرتا...... تو اس کو تباہ و برباد کردے...... آدمی سوچے...... کہ اس کی تباہی میں کوئی شک ہوسکتا ہے......؟

درود شریف نہ پڑھنے والے کا انجام:

دوسری سیڑھی پہ آئے...... فرمایا پھر جبرئیل امین نے کہا...... محبوب پھر اسی طریقے سے میں یہ دعا کرتا ہوں...... آپ آمین کہیں...... اس دعا کو بھی غور سے سننا...... کہا اللہ کے رسول جس محفل اور مجلس میں جس شخص کے سامنے پیارے دلبر، تیرا تذکرہ ہو...... محبوب تیرا پاکیزہ نام محمد رسول اللہ ﷺ آئے...... سننے کے بعد اگر وہ آپ پر درود نہیں پڑھتا...... آپ پہ

سلام نہیں پڑھتا...... صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتا......، روکھا سوکھا نام لیتا ہے......اور ادب اور احترام نہیں کرتا......اس کو خدا برباد کرے۔

مسلمانو......! پیغمبر کا حق ہے...... کہ جب آپ کا نام آئے......تو صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو......جس نبی نے آپ کو اور مجھ کو اسلام دیا ہے......جس پیغمبر نے انسانیت دی ہے......جس نبی نے ہدایت کا سبق دیا ہے......جس پیغمبر کی آمد سے پہلے لوگوں کی شکلیں بدل جاتی تھیں......جس نبی نے دعا کی کہ اللہ میری امت کی شکلیں نہ بدلنا......اللہ میری امت پہ قحط نہ لانا...... اللہ میری امت پہ وبا نہ ڈالنا......اللہ میری امت کو برباد نہ کرنا......اللہ میری امت کی خطاؤں کو نہ دیکھنا......میں محمد ﷺ کی روتی ہوئی دعاؤں کو دیکھنا

جو پیغمبر میرے اور آپ کے ساتھ اتنا بڑا احسان کرے......اور امت اتنی بڑی احسان فراموش ہو جائے...... جو رسول پہ درود نہ پڑھے......اس سے بڑا بے ایمان کون ہوسکتا ہے......آج سے کم از کم یہ وعدہ کرلو...... کہ رمضان المبارک میں روزانہ ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھا کریں گے...... یہ کم سے کم کہہ رہا ہوں......جو درود آپ کو آتا ہے۔

درود پڑھنے والے کے لئے حضور ﷺ شفیع ہیں......مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا...... حضور ﷺ نے فرمایا...... جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھے......خدا اس پہ دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں......(۱) اور رمضان میں ایک نیکی ستر کا درجہ رکھتی ہے......ایک مرتبہ درود پڑھنے پہ ستر مرتبہ رحمت آتی ہے۔

والدین کے نافرمان کا انجام:

اور تیسری بددعا بھی سن لیجئے......فرمایا جب میں آخری سیڑھی پہ آیا......جبرئیل

---

(۱) صحیح المسلم، مشکوٰۃ شریف ص۸۶ ج۱

نے کہا...... محبوب میں دعا کرتا ہوں...... آپ آمین کہیں...... اللہ جلدی دعا کو قبول کریں گے...... دعا یہ ہے...... کہ اللہ جس کے ماں باپ دونوں یا کوئی ایک زندہ ہوں...... اور وہ اپنے والدین کی ان کی زندگی میں ان کی خدمت کر کے ان کا احترام کر کے اگر وہ جنت حاصل نہیں کرتا...... اے اللہ اس کو تباہ و برباد کردے...... حضور ﷺ فرماتے ہیں...... کہ میں نے آمین کہا...... میں خاص طور پر نوجوانوں سے درخواست کرتا ہوں...... نوجوانو! اگر رمضان کی نعمتیں حاصل کرنی ہیں...... تو خدا کے لئے ماں باپ کو راضی کرو...... خدا کی قسم اٹھا کر کہہ رہا ہوں...... والدین بہت بڑا سرمایہ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا...... هُمَا جَنَّتُكَ هُمَا نَارُكَ...... یہ تمہارے لئے جنت بھی ہیں...... جہنم بھی ہیں...... خدمت کرو گے...... تو جنت ملے گی...... اگر ان کی خدمت نہیں کرو گے...... تو جہنم ملے گی۔

خوش نصیب وہ اولاد ہے...... جس نے اپنے والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل کی...... یہ بڑی نعمت ہیں...... ان سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں...... آج جن کے والدین دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں...... وہ بھی سن لیں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... کم از کم ان کی جدائی کے بعد اتنا تو کرلیا...... کرو کہ والدین کے جتنے رشتے دار ہیں...... یا ان کے جتنے تعلق دار ہیں...... کم از کم ان سے حسن سلوک سے پیش آیا کرو...... جب تم ان سے پیار سے پیش آؤ گے...... ان کے دل سے ٹھنڈی دعا نکلے گی...... تمہارے والدین کی روح کو وہ دعا پہنچے گی...... تو یقیناً والدین کی روحیں خوش ہوں گی...... کہ ہماری اولاد ہمارے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہی ہے...... جہاں میں اپنے نئے یاروں کے ساتھ دوستی نبھاؤں...... تو وہاں مجھے چاہئے اپنے دادے، نانے اور بزرگوں کے تعلق داروں کے ساتھ ہی تعلق اور دوستی نبھاؤں...... یہ میرا اخلاقی فریضہ ہے۔

اور کچھ نہیں کر سکتے...... تو کم از کم ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگا کرو...... رحمت

کی دعا کیا کرو...... بڑھاپے میں ان کی خدمت کرلیا کرو...... اس سے بڑا کوئی صلہ نہیں...... خدا کی قسم والدین کی زبان سے نکلنے والی دعا خدا کا عرش ہلا دیتی ہے۔

تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی:

حدیث میں آتا ہے...... ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ......(۱) تین آدمی ایسے ہیں...... جن کی دعا خدا قبول کر لیتے ہیں...... کبھی رد نہیں کی جاتی...... ان میں سب سے پہلا آدمی...... اَلصَّآئِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ...... روزہ دار آدمی کی دعا رد نہیں ہوتی...... جب وہ افطار کے وقت دعا مانگے...... شام کو دستر خوان پر نعمتیں رکھی ہوتی ہیں...... دعا قبول ہونے کا اب وقت ہے...... یہ بعد میں نہیں ملے گا...... اس لئے افطاری کے وقت خوب دعائیں مانگا کرو...... اور ایک روایت میں ہے...... حَتّٰى يُفْطِرُوْا...... حتی کہ شام کو افطاری کے وقت تک سارا دن روزہ دار کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے...... کوئی وقت ایسا نہیں...... جس میں اس کی دعا رد ہو۔

دوسرا فرمایا...... وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ...... انصاف کرنے والا جج قاضی معلم جسٹس سربراہ جس کے ذمہ ہے...... کہ وہ لوگوں کے کام کرتا ہے...... رعایا میں انصاف قائم کرتا ہے...... اگر وہ انصاف کو برقرار رکھتا ہے...... فرمایا یہ جب بھی دعا مانگتا ہے...... اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے...... اور جب یہ ظلم کرتا ہے...... تو مظلوم کی بددعا اس کے خلاف قبول ہوتی ہے

تیسرا حضور نے فرمایا...... وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ...... مظلوم کی آہ بھی اللہ کا عرش ہلا دیتی ہے...... اس کی دعا بھی فوراً قبول ہو جاتی ہے

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵ ج ۱، ترمذی، ابو داؤد

چوتھا حضور نے ایک جملہ ارشاد فرمایا..... ایک روایت میں آتا ہے..... وَدُعَاءُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ..... والدین کی دعا اولاد کے حق میں کبھی رد نہیں ہوتی..... وہ جب بھی دعا کرتے ہیں..... اللہ اسی وقت قبول کر لیتے ہیں..... فوراً قبول ہوتی ہے..... اس میں کوئی تردد نہیں ہوتا(۱)

دعا کے متعلق اہم ہدایات:

ایک بات دعا کے متعلق اور ذہن میں رکھیں..... بعض دفعہ ہم سوچتے ہیں..... کہ بڑی دعائیں مانگیں..... قبول نہیں ہوئیں..... بھائی! قبولیت کے بھی مختلف طریقے ہیں..... ایک تو یہ ہے..... کہ قبولیت کے لئے وہ اخلاص ہونا چاہئے..... دعا اس جذبے سے مانگیں..... گویا دعا قبول ہو چکی ہے..... جب کوئی کسی بڑے آدمی کے ہاں کوئی بھیک مانگنے جاتا ہے..... یہ نیت لے کر جاتا ہے..... کچھ لے کر آؤنگا..... اللہ سے بھی اس انداز سے مانگا کرو..... کہ کچھ لے کر جائیں گے..... تب ملتا ہے..... ہم دعا خدا سے مانگتے نہیں ..... ہم دعا پڑھتے ہیں..... رَبَّنَآ اٰتِنَا..... لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ..... یہ پڑھنا ہے..... مانگنا یہ ہے..... کہ جیسے کسی کے سامنے نیازمندی کے ساتھ، عجز وانکساری کے ساتھ، تواضع پیش کرتے ہوئے..... اپنے آپ کو ادنیٰ درجے کا تصور کر کے اس کے سامنے آدمی اپنی حجت پیش کر کے کہتا ہے..... بس جی کرم کر دیجئے..... مہربانی کر دیجئے..... میں کس کس کے دروازے کھٹکھٹاؤں..... آپ کے بغیر کس کے پاس جاؤں..... جب دنیا میں آپ کسی سے گفتگو کرتے ہیں..... تو یہ انداز ہوتا ہے..... اور خدا کے ساتھ بے نیازی کا انداز کیوں برتتے ہو..... اس انداز سے دعا مانگو..... گویا آپ کی دعا قبول ہو چکی ہے۔

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۹۵ ج ۱، ترمذی ص ۱۲ ج ۲

دوسرا ذریعہ دعا کی قبولیت کے لئے حلال کھانا بھی شرط ہے...... تیسری بات یہ ہے...... کہ بعض دفعہ دعا فوراً قبول ہوجاتی ہے...... اور بعض دفعہ اللہ محفوظ کردیتے ہیں...... حدیث میں آتا ہے...... کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو بلایا جائے گا...... اللہ کہیں گے...... کہ تونے فلاں دعا مانگی تھی......، فلاں دعا مانگی...... دنیا میں وہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئی تھیں...... تو سوچتا ہوگا...... شاید میری دعا قبول نہیں ہوئی...... فلاں مصیبت تجھ پہ آنی تھی...... اس تیری دعا کی وجہ سے میں نے اس کو ٹال دیا...... فلاں چیز تونے مانگی تھی...... اگر تجھ کومل جاتی...... تو تیرا یہ نقصان ہوتا...... اس کے بدلے میں میں نے تجھے فلاں چیز دے دی تھی...... اور جو تیری دعائیں وہاں نہیں قبول ہوئی تھیں...... آج جنت میں ان کا صلہ یہ یہ چیزیں لے...... اس وقت ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد کہے گا...... کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی...... تو آج سب کا بدلہ مجھے جنت میں مل جاتا۔

دعا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق دے...... رمضان المبارک کی تمام برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُدَعْوَانَااَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

نسبت قرآن (فضائل رمضان کی روشنی میں)

خطبه:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالاُمَم......o بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه' مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ ......(۱)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ......اَوْ كَمَا قَالَ......خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ......(۲)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......

اشعار؛

گمراہ نہ ملے گا تمہیں شیطان سے بدتر
ھادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بہتر
کیوں نہ ہو ممتاز اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں



(۱) پارہ ۲ سورۃالبقرہ رکوع ٦ (۲) عن ابی ھریرۃؓ مشکوۃ ص۱۷۳ ، جامع ترمذی ص۱۵۹ ج۱، صحیح البخاری ص۲۲۵ ج۱، مسلم ص۳٦۳ ج۱، ابن ماجه ص۱۱۸

قران کا جھنڈا عالم میں پھر اک بار خدایا لہرائے
مسلم کا عمل قرآن پہ ہو وہ دور مبارک پھر آئے
پھر تیری حکومت قائم ہو قانون تیرا پھر جاری ہو
محکوم ہو تیرا سارا جہاں محکومی انساں مٹ جائے
بس تیرا ہی انسان بندہ ہو اور تو ہی اس کا ملجا ہو
وہ وقت خدا یا پھر آئے وہ دور خدایا پھر آئے
وہ سوز ہو اپنی قرات میں مردہ بھی جس سے کانپ اٹھے
جو روئے زمین کو تڑپائے جو قلب وجگر کو گرمائے
قرآن کا جلوہ دل میں ہے قرآن کا پر تو شعر میں ہے
یہ حسن بینا حقیقت ہے کیونکہ نہ دلوں کوپرچائے
عاشق ہوں کلام ایزد کا میری ہے یہی دھن اے مصلح
قرآن کا جھنڈا عالم میں پھر بار خدا یا لہرائے
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا
ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
ہر روز بدلتے ہیں دیکھو کفار کی پوجا کے مرکز
مومن کا مگر قبلہ کعبہ ایمان نہ بدلہ جائے گا
کربل میں فدا کی ہیں جانیں حضرت کے قبیلے نے ہنس کر
امت پہ رسول اکرم کا احسان نہ بدلا جائے گا
شیطان کے فتنے پاؤ گے جس سمت نگاہیں ڈالوگے
اللہ سے مومن کا لیکن پیمان نہ بدلا جائے گا



یا الٰہی تو ہمیں عامل قرآن کر دے
مسلمان کو نئے سرے سے مسلمان کردے
وہ پیغمبر جسے سرتاج رسل کہتے ہیں
اس کی امت کو ذرا تابع فرمان کر دے

تمہید:

قابل صد تعظیم وتکریم!

واجب الاحترام!

بزرگو دوستو!

اور بھائیو!

امت مسلمہ کا مقدر اور خوش نصیبی ہے...... کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک بار اس بابرکت ،رحمت ،عزت ،کرامت اور شرافت والے مہینے کو دیکھنا نصیب فرمایا ہے...... اس پر ہم جتنا اللہ کا شکر ادا کریں...... اتنا کم ہے۔

میرے دوستو! گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں میں نے صرف روزہ کی اہمیت ،وروزہ کی فرضیت ،اور روزے کی شرعی حیثیت پر گفتگو کی تھی...... اور بتایا تھا کہ روزہ کہتے کس کو ہیں...... اور اس کا حکم...... کیوں ہوا! پہلی امتوں پر کس انداز سے روزے فرض تھے! اور اس امت کو کیسے روزے ملے۔

امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت:

میرے دوستو! آج میں جس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں...... وہ رمضان السبارک کی عظمت وفضلیت ہے۔

......کہ......

روزے تو تمام امتوں کو ملے ہیں......لیکن رمضان اس امت کے حصے اور مقدر میں آیا ......جیسے انبیاء کرامؑ تو تمام امتوں میں آئے......لیکن نبی آخر الزماں ﷺ اس امت کے حصے میں آئے......کتابیں تو تمام امتوں کو ملی ہیں......لیکن قرآن اس امت کے حصے میں آیا ہے......نمازیں تو تمام امتوں کو ملی ہیں......لیکن پانچ پڑھنے پر پچاس کا ثواب اس امت کے حصہ میں آیا ہے......یہ خصوصیت صرف اس امت محمدیہ ﷺ کے حصے میں آئی ہے۔

فضائل رمضان قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید نے رمضان المبارک کی جو فضیلت بیان کی ہے......آپ اس پر غور کریں......تو اس سے رمضان کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

......اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

رمضان وہ برکت والا......مہینہ ہے

رمضان وہ عظمت والا......مہینہ ہے

رمضان وہ خوبیاں والا......مہینہ ہے

......کہ......

اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

جس میں اللہ نے قرآن مجید اتارا ہے

رمضان کی عظمت کو سمجھنے کے لیے......یہ بہت بڑی بات ہے......کہ اس مہینہ میں اللہ نے قرآن اتارا ہے......آدمی اس نسبت کو اگر سمجھ لے......کہ رمضان اور قرآن میں ایک جوڑ اور نسبت کتنی عظمت والی ہے......تو رمضان المبارک کا احترام بھی سمجھ میں آجائے

گا.....اس کے روزوں کی عظمت بھی سمجھ میں آ جائے گی..... کہ اللہ تعالی نے رمضان المبارک کی فضلیت کو قرآن کی نسبت سے ظاہر فرمایا ہے۔

نسبت کا اثر:

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ

اور آپ اگر اس پر غور کریں.....تو جس چیز کی نسبت اللہ کے قرآن سے وابستہ ہو جاتی ہے..... یقیناً وہ چیز محترم ہو جاتی ہے..... اسے آدمی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے..... آدمی اس کا احترام کرتا ہے۔

کپڑے کی نسبت قرآن کی طرف:

اس نسبت کو سمجھنے کے لیے صرف دو تین باتیں ذہن میں رکھیں..... کہ کپڑے تو دنیا میں ہزاروں ہیں..... ہر آدمی اپنے کپڑے جا کر بازار سے خریدتا ہے.....خود ان کا انتخاب کرتا ہے.....اچھے اچھے کپڑے منتخب کر کے لے آتا ہے.....اپنے کپڑے لینے کے بعد .....دوکان دار سے بعض دفعہ ہم لوگ یوں کہہ دیتے ہیں..... کہ بچا ہوا کوئی چھوٹا سا کپڑے کا ٹکڑا ہو تو دے دینا.....! دکاندار کہتا ہے کہ کیا کرنا ہے.....؟ کرنا کیا ہے گھر میں قرآن رکھا ہوا ہے.....اس کا غلاف بنانا ہے.....اب اس دکاندار نے ایسا ردی اور بیکار کپڑا اٹھا کر آپ کی طرف پھینک دیا.....جس کی کوئی قیمت نہیں.....جس کی کوئی اہمیت نہیں..... آپ اسے قرآن پر بہت بڑا احسان سمجھ کر لے آئے..... کہ قرآن کے لیے کپڑا لے کر جا رہا ہوں .....ہم نے اس کپڑے کو قرآن مجید پر چڑھا دیا..... کپڑا اتنا بے کار اور ردی تھا..... کہ ہم نے خود نہیں خریدا..... بلکہ دکاندار نے منتخب کیا کپڑا وہ اتنا بے کار اور ردی تھا..... کہ ہم نے اس کی قیمت ادا نہیں کی.....اس دکان دار نے وہ کپڑا بغیر قیمت کے دیا ہے..... کپڑا وہ اتنا بے کار تھا..... کہ کسی اچھے تھان سے ہم نے اسے کٹوایا نہیں..... بلکہ اس نے بچا ہوا کپڑا اٹھا

کر دے دیا ہے......لیکن اس کپڑا کی نسبت اللہ کے قرآن سے وابستہ ہو جاتی ہے......تو وہ کپڑا اس قدر محترم اور عظمت والا بن جاتا ہے......کہ جب قرآن اٹھایا جاتا ہے......تو غلاف ساتھ ہوتا ہے...... جب قرآن کو سینے سے لگایا جاتا ہے......تو غلاف پہلے سینے سے لگتا ہے......قرآن بعد میں سینے سے لگتا ہے...... جب اسے چوما جاتا ہے......تو پہلے آدمی اس غلاف کو چومتا ہے......پھر اللہ کے قرآن کو چومتا ہے...... جب آدمی قرآن کو کسی احترام کی جگہ پر رکھتا ہے......تو پہلے غلاف بچھاتا ہے......اس کے اوپر قرآن مجید کو رکھتا ہے ......اور اگر کسی آدمی کے سر کا رومال اور پگڑی زمین پر پڑی ہوئی ہو......آپ اسے اٹھا کر جھاڑ کر اوپر رکھ دیں گے......لیکن یہ کپڑا اگر زمین پر گر جائے......آپ اٹھا کر صاف کریں گے...... سینے سے لگائیں گے......آنکھوں سے لگائیں گے......احترام کے ساتھ سر پر رکھیں گے......پھر اسے قرآن مجید پر چڑھا کے محفوظ کر کے رکھ دیں گے۔

اگر کوئی شخص آپ سے یہ پوچھے......کہ بھائی آپ اس کپڑے کی اتنی عزت کیوں کر رہے ہیں۔

اتنی اس کپڑے کی قیمت......کیوں ہوگئی ہے
اتنی اس کپڑے کی وقعت......کیوں ہوگئی ہے
اتنی اس کپڑے کی اہمیت......کیوں ہوگئی ہے
اتنی اس کپڑے کی شان......کیوں ہوگئی ہے

ہر آدمی آپ کو اس سوال کا یہی جواب دے گا......کہ بھائی یہ کپڑا تو کپڑوں جیسا ہے ......لیکن اب اس کی نسبت چونکہ قرآن کے ساتھ ہوگئی ہے......اب قرآن کی وجہ سے اس کا احترام ہو رہا ہے......تو کپڑے کی عزت کس کی وجہ سے ہوئی......(قرآن کی وجہ سے)

کاغذ کی نسبت قرآن کی طرف اور اثر:

سامعین محترم......نسبت دیکھئے......!

آپ کو ہزاروں لیٹر پیڈ......ملیں گے

آپ کو ہزاروں قسم کے کاغذ......ملیں گے

آپ کو ہزاروں قسم کے ایسے کاغذ ملیں گے......جس پر آپ اپنے وزٹنگ کارڈ چھپواتے ہیں......کتابیں چھاپنے کے لیے......اعلیٰ کاغذ استعمال کیا جاتا ہے

آپ دیکھتے ہیں ......کہ قرآن مجید سادہ اور رف کاغذ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ......ایسا کاغذ جس پر سیاہی پھیل جایا کرتی ہے......قلم سے لکھو تو کاغذ پھٹ جائے ......لیکن جب قرآن مجید اس کاغذ پر لکھا ہوا ہو......چھوٹا سا ٹکڑا ہے......جس پر بسم اللہ تحریر ہے......وہ اگر زمین پر پڑا ہے۔

آپ اس کو اپنے ہاتھوں سے......اٹھائیں گے

آپ اس کو اپنی آنکھوں سے...... لگائیں گے

آپ اس کو اپنے سینے سے......لگائیں گے

آپ اس کا احترام......کریں گے

آپ اس محبت کی نگاہ سے......دیکھیں گے

اس ٹکڑے کو اٹھا کر مسجد میں لاکر اللہ کے قرآن کی الماری میں رکھ دیں گے......آپ قرآن کھول کر اس کے درمیان میں اسے رکھ دیتے ہیں۔

بھائی! کاغذ تو اتنا بے کار ردی ہے......کہ اس سے آپ کا وزٹنگ کارڈ نہیں بن سکتا

......کاغذ تو اتنا بے کار اور ردی ہے......کہ آپ اسے لیٹر پیڈ کے لیے استعمال نہیں کر سکتے

......کاغذ تو اتنا بے کار ردی ہے......کہ آپ کتاب کے لیے اسے استعمال نہیں کرتے

مگر اس کاغذ کا اتنا احترام کیوں ہو رہا ہے......جب کہ کاغذ تو ان کاغذوں جیسا نہیں ......بلکہ ان سے بھی گھٹیا ہے......مگر اس کاغذ کی نسبت قرآن سے ہوگئی ہے......اس لیے

اس کا کاغذ آنکھوں سے بھی لگایا جا رہا ہے...... سینے سے بھی لگایا جا رہا ہے۔

کاغذ کو اس طرح کی عزت کس وجہ سے ملی...... (قرآن کی نسبت کی وجہ سے)

لکڑی کی نسبت قرآن کی طرف اور اثر:

اور آپ دیکھیں......! کہ لکڑیاں تو ہم نے دنیا میں ہزاروں دیکھیں......اعلیٰ قسم کے بہترین فرنیچر بنے ہوئے دیکھے......لوگ میزوں پر، کرسیوں، پر صوفہ سیٹوں پر......بیٹھے رہتے ہیں......کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا...... چھوٹی سی لکڑی جس کو میں اور آپ رحل کے نام سے یاد کرتے ہیں......ردی اور بے کار لکڑی جو گھر میں نہ روشن دان بن سکے۔

نہ کھڑکی......بن سکے

نہ دروازہ......بن سکے

نہ ونڈو......بن سکے

نہ اس کا صوفہ سیٹ بن سکے

نہ اس سے کرسی تیار ہو سکے

یعنی جو بالکل بے کار لکڑی تھی......آپ نے اٹھا کر وہ مسجد کے حوالے کر دی...... مسجد والوں نے اس پر تھوڑی سی محنت کر کے اس سے تپائی بنا لی چوکی بنا لی......اس پر اللہ کا قرآن رکھا گیا......اب یہ لکڑی اتنی محترم ہو چکی ہے......کہ جہاں سے قرآن اٹھایا جاتا ہے......تو وہیں سے رحل اٹھایا جاتا ہے۔

جب قرآن کو ہاتھ لگایا جاتا ہے......تو اس وقت اس رحل کو بھی ہاتھ لگایا جاتا ہے

جس وقت قرآن مجید کو بند کر کے رکھتے ہیں......تو اس وقت اس کو بھی احترام کے ساتھ وہیں رکھ دیتے ہیں۔

اگر کوئی بچہ اس کے اوپر سے گزر جائے......تو بچے کو استاد کان پکڑوا کر اس کی پٹائی کرتا

ہے۔

اگر کوئی اس سے سہارا لے کر بیٹھ جائے......ہم اسے روکتے ہیں...... کہ اس کا سہارا مت لو...... بھائی اس لکڑی کا اتنا احترام کیوں ہے۔

ہم کھل کر یہ بات کہتے ہیں...... کہ بھائی اس میں کوئی شک نہیں...... کہ لکڑی واقعی ہی اتنی بڑی اہمیت کی مالک نہیں تھی......وہ اتنی بے کار تھی...... کہ ہمارے گھر کے کام نہ آ سکی ......مگر اب اس لکڑی کی نسبت اس قرآن کے ساتھ جڑ گئی ہے......جس چیز کی نسبت قرآن کی طرف ہو......اللہ ایسے عظمتیں عطا کیا کرتا ہے......اب لکڑی کا احترام اس لیے کر رہے ہیں...... کہ یہ قرآن والی بن گئی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ

اب اس نسبت کو سمجھئے...... کہ اگر کپڑے کا تعلق قرآن کے ساتھ جڑ جائے......تو وہ کپڑوں میں اعلیٰ ہو جائے......لکڑی کی نسبت اگر اللہ کے قرآن سے وابستہ ہو جائے......تو وہ لکڑیوں میں سردار بن جائے......اسی طریقہ سے اگر کاغذ کا تعلق اللہ کے قرآن سے ہو جائے......تو وہ کاغذوں میں سردار بن جائے۔

قرآن کے لیے مہینے کا انتخاب:

جب ماہ رمضان کی نسبت اللہ کے قرآن سے ہوئی......تو اللہ نے کہا لوگو......!اگر رمضان کی عظمت کو سمجھنا چاہتے ہو......تو اس انداز سے سمجھو...... کہ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں اپنے لاڈلے اور پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کر کے......اس پیغمبر ﷺ کے سر پر نبوت کا تاج رکھ کر قرآن کو اس کے حصے میں دیا ہے ......اس قرآن کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے سردار کو منتخب کیا ہے......میں نے اس فرشتے کا انتخاب قرآن کیلئے کیا ہے......جو تمام فرشتوں کا سردار ہے......جو پیغمبر ﷺ پر

کتاب لے کر آیا کرتا تھا...... تو جس کی نسبت قرآن کی طرف ہوتی گئی...... اس کو عزت ملتی گئی۔

رمضان کی اہمیت کا سبب:

مہینے تو سال کے بارہ ہیں...... ہر مہینہ اپنی جگہ پر محترم ہے...... لیکن اس مہینے کو

جو روزوں کے لیے منتخب کیا گیا...... جو عبادت کے لیے منتخب کیا گیا ہے

جو رات کو جاگنے کے لیے...... منتخب کیا گیا

جو ملنساری کے لیے...... منتخب کیا گیا

جو ہمدردی کے لیے...... منتخب کیا گیا

جو محبت اور مودت کے لیے...... منتخب کیا گیا

صرف اس کا سبب ایک ہی ہے ...... کہ......

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

یہ وہ بابرکت مہینہ ہے...... کہ اس مہینے میں اللہ نے قرآن کو اتارا ہے

جب قران کی نسبت سے لکڑی کو عزت ملتی ہے

جب قران کی نسبت سے کاغذ کو عزت ملتی ہے

جب قران کی نسبت سے کپڑے کو عزت ملتی ہے

تو جس مہینے میں قرآن اترا تو وہ تمام مہینوں کا سردار بنا ہے...... اور جس رات میں قرآن اترا وہ ساری راتوں کی سردار بنی ہے......

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

رمضان بڑی عظمت والا مہینہ ہے...... کہ جس میں قرآن اترا ہے۔

اللہ کی عدالت میں دو سفارشی:

ایک بات اور ذہن میں رکھیں...... رمضان اور قرآن کا جوڑ ہی بڑا عجیب

ہے.....حدیث میں آتا ہے.....کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا.....کہ قیامت کے دن اللہ کے دربار میں جب ایک شخص پیش ہوگا.....تو اس کے لئے دوسفارشی آئیں گے.....ایک طرف رمضان ہوگا.....اور دوسری طرف قرآن ہوگا۔

رمضان اپنی تقریر کرے گا.....قران اپنی تقریر کرے گا

رمضان اپنی گفتگو کرے گا.....قران اپنی گفتگو کرے گا

رمضان کہے گا.....اے اللہ اگر میں تیرا مبارک مہینہ تھا.....اور تو نے مجھے مہینوں کا سردار بنایا تھا.....تو نے میرے روزوں کی فرضیت کا حکم دیا تھا

تو یہ تیرا وہ بندہ ہے.....جو صبح سے شام تک بھوک اور پیاس کی شدت کو برداشت کرتا تھا

سارا دن خاموش.....رہتا تھا

یہ لغو اور بے ہودہ باتیں نہیں کیا.....کرتا تھا

یہ روزے کا احترام کیا.....کرتا تھا

یہ سارا دن روزے سے.....رہتا تھا

اگر میں تیرا مقدس مہینہ ہوں.....عرش والا.....میری سفارش کو قبول کر کے اس کے لیے جنتی ہونے کا فیصلہ فرمادے.....

اور دوسری طرف قرآن پکارے گا.....قران کہے گا اے اللہ میں تیرا مقدس کلام ہوں.....اور واقعی ہوں.....تو نے مجھے تمام کتابوں میں عظمت اور فوقیت عطا کی ہے.....تو یہ تیرا وہ بندہ ہے.....جو رات کے سناٹوں میں کھڑے ہو کر جب دنیا سونے کی تیاری کر رہی ہوتی تھی.....تو یہ اٹھ کر مجھے پڑھا کرتا تھا.....اور یہ وہ لوگ ہیں..... جو امام کے پیچھے کھڑے ہو کر تراویح کی شکل میں مجھے سنا کرتے تھے۔

عرش والا.....اگر میں تیرا مقدس کلام ہوں.....اور تیری مبارک کتاب ہوں.....اور تو نے مجھے اپنا کلام بنایا ہے.....اگر تو نے اپنے محبوب کے حصہ میں میں میرا مقدر کیا ہے.....تو

پھر میری سفارش قبول کر..... یا تو میری سفارش قبول کرنے کے بعد اس آدمی کو جنت میں بھیج دے..... یا عرش والا پھر مجھے اپنے کلام ہونے سے نکال دے..... یہ سننے کے بعد اللہ فرشتوں سے کہے گا..... رمضان کی سفارش بھی مجھے قبول ہے قرآن کی سفارش بھی مجھے قبول ہے..... اور اس آدمی کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دو..... یہی وجہ ہے کہ جونہی رمضان کا چاند آتا ہے..... تو ہم سب سے پہلے قران پڑھتے ہیں..... روزہ بعد میں رکھا جاتا ہے..... قرآن پہلے پڑھا جاتا ہے تراویح میں اہتمام کے ساتھ ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں صبح کو اٹھیں گے تو بعد میں روزہ رکھیں گے..... شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

رمضان کی عظمت پر شیخ جیلانیؒ کا عجیب نقطہ:

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں عجیب نقطہ لکھا ہے..... کہ رمضان المبارک کا ایک ایک حرف اس کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

رمضان کی ''ر'' بتاتی ہے..... کہ یہ رحمت کا مہینہ ہے

رمضان کی ''م'' بتاتی ہے..... کہ یہ مغفرت کا مہینہ ہے

رمضان کی ''ض'' بتاتی ہے..... کہ یہ جنت کی ضمانت کا مہینہ ہے

رمضان کی ''الف'' بتاتی ہے..... کہ یہ انس والفت کا مہینہ ہے

اور رمضان کی ''نون'' بتاتی ہے..... کہ یہ نورانیت کا مہینہ ہے(۱)

اور یہ پیغمبر ﷺ نے ایک روایت میں بہت واضح کر کے ارشاد فرمایا

رمضان کی آمد پہ ہادی عالم ﷺ کا استقبالیہ خطبہ:

سیدنا سلیمان فارسیؓ اس روایت کے راوی ہیں..... شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے فضائل رمضان میں اس روایت کو کھول کر بڑی وضاحت کے ساتھ نقل کیا ہے.....

---

(۱) غنیۃ الطالبین ص۲۸۸ مترجم مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان المعظم کے آخری دنوں میں استقبال رمضان کے طور پر......اس رمضان کی آمد، اس کی عظمت اور فضیلت کے طور پر اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا......اور اس خطبے کے یہ جملے تھے

کہ......

یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ

اے لوگو! تم پر ایک بہت بڑا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے...... یہ مہینہ تم پر سایہ کرنے والا ہے......وہ اللہ کی رحمت کا مہینہ ہے...... عظمت و برکت والا مہینہ ہے......شَھْرٌ عَظِیْمٌ ......وہ بڑی عظمت والا مہینہ ہے......جس کو اللہ عظیم کہے اس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا ......اللہ کہے عظیم بڑی عظمت والا۔

لفظ عظیم کا استعمال:

آپ اگر قرآن اور حدیث کے مطالعہ پر غور کریں......! یہ عظیم کا لفظ ہی بڑا عظیم ہے......جس سے بڑائی میں کوئی چیز بڑی نہ ہو......اللہ نے اس جگہ پر عظیم کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے...... وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ......اللہ بہت بڑی بلند ذات ہے......تو اللہ سے بڑھ کر عظیم کوئی نہیں ہے......یہ اللہ نے اپنی صفت بیان کی ہے

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

محبوب ہم نے آپ کو سب سے بڑے اخلاق عطا کیے......سب سے بڑی عظمت والے اخلاق آپ کے مقدر میں رکھے ہیں......چنانچہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کو صاحب خلق عظیم کہا......یہ آمنہ کے در یتیم کی وہ صفت ہے......جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں سے کسی پیغمبرؑ میں اس کمال درجے کی اللہ نے صفت نہیں رکھی......یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے...... اس لئے اللہ نے لفظ عظیم استعمال کیا ہے۔

......قران مجید کو کہا......

وَلَقَدْ آتَیْنٰکَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ

قرن مجید وہ مقدس کتاب ہے...... جو سب سے بڑی عظمت والی کتاب ہے......

......اس لئے پیغمبر ﷺ نے فرمایا......

قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ

تم پر ایک ایسا مہینہ آرہا ہے...... جو بہت بڑی عظمت والا مہینہ ہے...... نبی ﷺ عظیم مہینہ کہے اس سے بڑھ کر اور عظمت والا مہینہ کیا ہوگا؟

پھر اس مہینے کی کچھ خصوصیات ارشاد فرمائیں......شَهْرٌ مُّبَارَكٌ......

ایسا برکت والا مہینہ...... جس میں برکت ہی برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے......

......شَهْرُ رَحْمَةٍ......

یہ رحمت کا مہینہ ہے...... کہ برکت کا مہینہ ہے

رمضان کا مہینہ تین حصوں میں تقسیم:

اس روایت میں اللہ کے پیغمبر نے اس مہینے کو تین حصوں میں تقسیم کر کے فرمایا "اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ" اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ" "وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ" (۱) پہلے حصے میں خدا رحمت برساتے ہیں...... درمیانی حصے میں خدا مغفرت کے فیصلے کرتے ہیں......اور آخری حصے میں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کو جہنم سے آزاد کر کے جنت کا ٹکٹ عطا فرما دیتے ہیں۔

رمضان کی پہلی رات کو ایک فرشتہ کا امت محمد ﷺ یہ کو خطاب:

غالباً سیدنا عباسؓ کی ایک روایت ہے......فرمایا جس وقت رمضان المبارک کا چاند نظر

(۱) عن سلمانؓ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴، کنز العمال ص ۲۲۲، عن ابی ہریرۃؓ کنز العمال ص ۲۱۶ ج ۸

آتا ہے...... اس رات آسمانی دنیا پہ ایک فرشتہ آتا ہے...... اور امت محمد یہ ﷺ کو مخاطب کر کے پوری رات یہ آواز دیتا ہے

یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ

اے نیکی کا دم بھرنے والے

عبادت کرنے والے

قران مجید پڑھنے والے

روزے رکھنے والے

ذکرواذکار اور تسبیح وتہلیل میں وقت گزارنے والے

مبارک ہو بڑی رحمت والا مہینہ آ گیا ہے...... بڑی عظمت والا مہینہ آ گیا ہے...... نیکی میں اضافہ کر...... کہ اگر روزانہ ایک پارہ پڑھتا تھا...... تو اب دو پارے پڑھنے شروع کر دے...... اگر دو پڑھتا تھا...... تو اب چار شروع کر دے...... اگر پہلے روزوں کا اہتمام نہیں کرتا تھا...... تو اس مہینے میں اہتمام شروع کر دے...... عام دنوں میں تو تسبیح نہیں پڑھتا تھا...... تو ان دنوں میں تو تسبیح کثرت سے پڑھ...... اللہ کا نام تو زیادہ کثرت کے ساتھ لے

یہ نیکی کا وہ مہینہ ہے...... جس میں نیکی کے اجر کو بڑھا دیا گیا ہے

اور پھر دوسرا جملہ کہتا ہے یَا بَاغِیَ الشَّرِّ

اے برائی کرنے والے...... ! برائی کو پھیلانے والے...... !

اے برے کام کرنے والے...... یہ برکت اور رحمت کا مہینہ آ گیا ہے

اب کچھ تو شرم کر برائی سے باز آ جا...... برائی کرنے والے تھوڑا سا برائی سے باز آ جا...... نیکی کرنے والے نیکی میں اضافہ کر...... !

آپ کو علم ہونا چاہیے...... کہ یہ اس کی برکت ہوتی ہے...... کہ آدمی رمضان میں نیکی کی طرف زیادہ مائل ہو جاتا ہے...... بدکاریوں سے خود بخود محفوظ ہو جاتا ہے۔

پانچ چیزیں صرف امت محمدیہ ﷺ کے لیے مخصوص:

حضرات محترم......ایک اور جگہ پر تفصیل سے ایک حدیث ہے......جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزوں کو خصوصیت سے فرمایا......کہ رمضان المبارک میں اللہ تعالی میری امت کو وہ پانچ نعمتیں عطا کرتے ہیں......جو اس سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کی امتوں میں سے اللہ نے کسی کو نہیں دیں...... یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا خاصہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......ان میں سب سے بڑی ایک چیز یہ ہے......کہ رمضان المبارک کے مہینے میں اللہ شیاطین کو قید کر دیتے ہیں......اس کی جب پہلی رات آتی ہے......تو خدا کی طرف سے جہنم کے داروغوں کو حکم ہوتا ہے......کہ جو سرکش شیاطین ہیں ......ان سب کو قید میں ڈال دیا جائے......انہیں اپنی جگہ محفوظ کر دیا جائے......اور ان سب کو قید کر دیا جاتا ہے......ان کے قید ہونے کے نتیجے میں آدمی بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو کر نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے......اور اگر ہلکی پھلکی سی جو لغزشیں ہو جاتی ہیں......تو اس میں آدمی کے اپنے نفس کا یا وہ جو چھوٹے شیاطین بچے ہوئے ہوتے ہیں......جو ان کے داؤ اور قبضے میں پھنس جائیں......وہ ان پر اپنا داؤ چلا دیتے ہیں......وہ ان پر کنٹرول کرنا شروع کر دیتے ہیں......وہ لوگوں کو غلط کاموں کی طرف بہکاتے ہیں......پھر آدمی سے چھوٹی غلطیاں ہو جاتی ہیں ورنہ اس مہینے میں غلطیوں کا عام طور پر امکان نہیں ہوتا......آدمی اس مہینے میں فطری طور پر نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے......یہ اس بابرکت مہینے کی عظمت ہے......یہ اس مہینے کی خصوصیت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا......جو اس مہینے میں نفل ادا کرے گا......اللہ اس کو فرضوں کے برابر اجر عطا کر دیتے ہیں......کوئی آدمی فرض ادا کرے تو ستر فرضوں کا اجر اسے ملتا ہے۔

رمضان کے مہینے میں مومن کے رزق میں اضافہ:

ایک بڑی مشہور حدیث ہے..... کہ حضور ﷺ نے فرمایا..... رمضان المبارک کا ایسا مہینہ ہے..... کہ جس میں

يُزْدَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ

اللہ اس مہینے میں مومن کے رزق میں اضافہ فرما دیتے ہیں

اس پر غور کریں..... آدمی سوچتا ہے..... کہ کھانے سے رک گیا..... پینے سے رک گیا ..... مومن کے رزق میں یہ کیا اضافہ ہوا..... نہ کھایا نہ پیا..... سارا دن بھوک اور پیاس برداشت کی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں..... مومن کے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے..... اور اضافہ بھی مومن کے رزق میں ہوتا ہے..... کافر کے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا..... انسان کو اس کی لذت کا اس وقت پتہ چلتا ہے..... کہ جب روزانہ شام کو دستر خواں پر مختلف قسم کی نعمتیں سامنے آئی ہوئی ہوتی ہیں..... جو پورے سال میں کبھی دیکھنے..... اور کھانے کو تو نہیں ملیں لیکن اس مہینے میں اللہ اضافہ کر دیتے ہیں..... اور ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے..... کہ اس مہینے میں جو مومن اپنے رزق کے اضافہ کی دعا کرے..... خدا پورے سال کے رزق کے اضافے کا فیصلہ فرما دیتے ہیں..... چونکہ یہ رزق بڑھانے کا مہینہ ہے..... اور اہل تصوف نے اس پر ایک عجیب نکتہ لکھا ہے۔

اہل تصوف کا رزق المومن پہ عجیب نکتہ:

وہ یہ ہے..... کہ مومن کا رزق بڑھتا ہے..... کافر کا نہیں بڑھتا..... وہ کیسے..... میرے دوستو..... مومن کے دو قسم کے رزق ہیں..... ایک تو یہ آدمی کے جسم کو رزق ضرورت ہوتی ہے..... یعنی اس جسم کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے..... دوسرا یہ ہے..... کہ مومن کی روح کو بھی

غذا کی ضرورت ہوتی ہے...... جسم کو جس غذا کی ضرورت ہوتی ہے...... وہ تو کھانا اور پینا ہے...... اور روح کو جس غذا کی ضرورت ہے وہ نماز ہے...... روزہ ہے...... صدقہ اور خیرات ہے...... ذکر اذکار تسبیح و تہلیل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں...... اس مہینہ میں مومن کے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے...... پہلے اگر روزانہ ایک تسبیح پڑھتا تھا...... تو اس مہینے میں اضافہ ہو گیا...... دو، دو چار ، چار تسبیحات پڑھنا شروع کر دیں ...... پہلے ایک پارہ تلاوت کرتا تھا...... تو اب پانچ تلاوت کرتا ہے...... عام دنوں میں نفل پڑھتا تھا...... تو نفل عام ہوتی تھی...... اللہ کہتا ہے...... کہ ہم نے تمہارے روحانی رزق کو بھی بڑھا دیا ہے...... کہ پڑھو نفل، لیکن اجر فرضوں کے برابر کروں گا...... اللہ روحانی رزق میں اضافہ کر دیتے ہیں...... کہ تم روحانی طور پر ایک فرض ادا کر رہے ہو...... ہم ستر فرض کا اجر عطا فرمائیں گے...... روحانی طور پر رزق میں اللہ اضافہ فرما دیتے ہیں...... کہ اللہ فرشتوں کو بھیجتے ہیں...... جو فرشتے آکر ان روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں...... ان کے ساتھ آکر عبادت میں شریک ہو جاتے ہیں...... ان کے ساتھ ریاضت میں شریک ہو جاتے ہیں۔

روزے کی عبادت کا دن پر اثر:

علماء نے لکھا ہے...... کہ روزہ ایک ایسی عظمت والی عبادت ہے...... جو طلوع فجر سے غروب شمس تک...... پورا دن کا ایک، ایک لمحہ اس روزہ رکھنے والے کے حصے میں عبادت لکھا جاتا ہے۔

نمازی آدمی جب تک نماز میں ہے...... عبادت ہے جب سلام پھیر کر فارغ ہوتا ہے تو فرشتہ نیکی لکھنے سے خاموش ہو جاتا ہے۔

زکواۃ دینے والے نے جب تک صدقہ اور خیرات کیا لکھنے والے فرشتے نے عبادت

لکھی جب وہ عبادت کر کے فارغ ہو گیا تو فرشتہ بھی عبادت لکھنے سے فارغ ہو گیا۔

تلاوت کرنے والا جب تک قرآن پڑھ رہا ہے نیکی لکھنے والا فرشتہ اس کی عبادت لکھ رہا ہے جب وہ تلاوت کرنے سے خاموش ہو جائے گا تو فرشتہ عبادت لکھنا بند کر دیتا ہے۔

لیکن روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ طلوع فجر سے لے کر غروب شمس تک آپ تلاوت کریں یہ فرشتہ تلاوت بھی لکھتا ہے ساتھ روزے کی عبادت بھی لکھتا ہے۔

آپ نماز ادا کر رہے ہیں یہ فرشتہ نماز کا اجر بھی لکھتا ہے ساتھ روزے کی عبادت بھی لکھتا ہے۔

اگر آپ خاموش بیٹھے ہیں......تو یہ فرشتہ آپ کی خاموشی کو بھی لکھ رہا ہے......اور ساتھ روزے کی عبادت کو بھی لکھ رہا ہے۔

رات کو آدمی جب سو جاتا ہے......تو فرشتے نہ نیکی نہ برائی کوئی چیز نہیں لکھتے......لیکن جب دوپہر کے وقت روزے دار نیند کرتا ہے......اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں دل محو خواب ہوتا ہے......اطمینان کے ساتھ سویا ہوا ہوتا ہے......اسے کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی......مگر فرشتہ لکھ رہا ہے کہ یہ روزے کے ساتھ ہے اس کا ایک ایک سانس نیند والا اللہ کی عبادت میں لکھ دیا جاتا ہے......روزہ ایک عجیب عمل ہے جس عمل کی خدا کی طرف سے اتنی بڑی جزا ملتی ہے۔

دو گناہ اور ان کا اثر:

گرامی قدر بزرگو......آپ ناراض نہ ہوں تو ایک دو گناہ بھی بتا دوں کہ دو گناہ ایسے ہیں کہ آدمی جس حال میں بھی رہے فرشتے ان کو گناہ ہی لکھتے رہتے ہیں......خواہ وہ کتنی بڑی ہی عبادت کیوں نہ کر رہا ہوں۔

پہلا گناہ اور فقہی مسئلہ:

جس آدمی نے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے...... یاد رکھیں کہ مرد کیلئے سونا پہننا حرام ہے اللہ کے نبی ﷺ نے مرد کو سونا پہننے سے منع فرمایا ہے...... آج کل ہماری نوجوان نسل کہتی ہے...... کہ مولوی صاحب سفر میں پہننے کی ضرورت ہوتی ہے ان کو یہ پتہ نہیں ...... کہ سفر میں ڈاکو بھی انہی چیزوں کو چھین لیا کرتے ہیں...... آپ کو سونے کی انگوٹھی پہن کر جانے کی ضرورت نہیں...... آپ اپنی جیب میں بھی پیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں...... بلکہ اور بھی محفوظ کرنے کے بہت سارے طریقے ہیں...... انگوٹھی پہننا یہ ایک بہانہ ہے...... جس کے ساتھ اللہ سے آدمی دھوکہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

جو آدمی سونا پہنتا ہے...... پیغمبر ﷺ کی شریعت نے سونا پہننا حرام قرار دیا ہے...... باوجود اس کے کہ جو یہ عمل کرتا ہے...... قیامت کے دن یہ سونا جہنم کی آگ سے گرم کر کے اسے داغ دیا جائے گا...... جب تک اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی رہے گی آپ نماز پڑھ رہے ہیں...... یہ فرشتہ عبادت لکھتا ہے...... اور ساتھ ہی دوسرا فرشتہ یہ بھی لکھتا ہے...... کہ یہ گناہ میں مصروف ہے...... آپ تلاوت کر رہے ہیں...... یہ فرشتہ عبادت لکھتا ہے...... اور دوسرا فرشتہ ساتھ یہ بھی لکھتا ہے...... کہ یہ گناہ میں مصروف ہے جو بھی اچھے سے اچھا عمل آپ کر رہے ہوں...... ایک فرشتہ عبادت لکھے گا اور دوسرا فرشتہ آپ کے اس گناہ کو گناہ لکھے گا...... کہ یہ آدمی گناہ میں مصروف ہے اور بہت بڑا جرم کر رہا ہے...... پھر آپ ایک اور بات پر غور کریں...... کہ یہ ایک اتنا بڑا گناہ ہے...... کہ آپ نیند کر رہے...... نیکی والا فرشتہ تو خاموش ہے کہ یہ سو گیا ہے...... لیکن گناہ والا فرشتہ لکھ رہا ہے...... کہ اس نے یہ گناہ کیا ہوا ہے

دوسرا گناہ:

دوسرا گناہ بڑا مشکل ہے...... کہہ دوں تو یقینا بہت سارے چہرے پریشان ہوں گے

وہ یہ ہے...... کہ جب میرے اور آپ کے چہرے پر اللہ کے نبی ﷺ کی پسندیدہ سنت نہیں ہوتی ......اور اسے اتروا کر پیشاب کی گندی نالیوں میں ڈال دیا جاتا ہے...... یہ اتنا بڑا جرم اور گناہ ہے...... کہ جس سے صرف پیغمبر ﷺ نہیں ...... بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ﷺ کے عمل کی توہین ہوتی ہے ......بعض لوگ کہتے ہیں ...... کہ یہ سنت ہے ......کون سا فرض ہے...... یاد رکھو یہ صرف سنت نہیں...... بلکہ کوئی ولی اس وقت تک ولی نہیں بنتا...... جب تک اس کے چہرے پر پیغمبر ﷺ کی یہ سنت نہ ہو...... کسی پیغمبر کو اس وقت تک نبوت عطا نہیں ہوئی ...... جب تک اس کے چہرے پر یہ سنت نہیں آئی...... یہ بہت بڑا منصب ہے...... اور جب تک آدمی کے چہرے پر یہ نہیں ہوتی۔

آپ نماز...... پڑھیں!

آپ ذکر...... کریں!

آپ تلاوت...... کریں!

آپ تسبیح...... پڑھیں!

جو کچھ بھی...... کریں!

ساری عبادتیں اپنی جگہ پر محترم ہیں...... لیکن ایک فرشتہ لکھتا ہے...... کہ یہ آدمی اس گناہ میں مصروف ہے ...... یہ دو جرم ایسے ہیں...... جو ہر حالت میں لکھے جاتے ہیں وہاں روزے کی عبادت اتنی عظمت والی ہے...... جو ہر وقت ہی عبادت لکھی جاتی ہے ...... یہاں یہ گناہ اتنے بدترین ہیں...... کہ ہر حالت میں گناہ ہی لکھے جاتے ہیں...... اسے نیکی نہیں لکھا جا سکتا۔

روزے دار کے منہ کی بو کی اللہ کے ہاں عظمت:

حضور اکرم ﷺ نے اس رمضان المبارک کی کچھ عظمتیں ارشاد فرمائیں ...... اور اس

کے کچھ اعمال ارشاد فرمائے ایک تو ارشاد فرمایا...... کہ اے لوگو...... یہ ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے

خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ......(۱)

روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک اور عنبر سے بھی زیادہ قیمتی ہے

اس پر غور کریں...... اس منہ کی بو سے مراد سارا دن روزہ رکھنے کے بعد...... عصر اور مغرب کے درمیان...... معدہ خالی ہونے کی وجہ سے آدمی کے منہ سے ایک ہوا محسوس ہوتی ہے بعض دفعہ آدمی کو وہ ہوا خود بھی محسوس ہوتی ہے...... آدمی محسوس کرتا ہے کہ میرے منہ میں عجیب ہوا پیدا ہوگئی ہے...... جس کو ہم برا محسوس کرتے ہیں...... اللہ کے نزدیک وہ مشک وعنبر سے بھی زیادہ قیمتی ہے کیوں...... اس لئے کہ یہ جو ہوا اندر سے پیدا ہوئی ہے...... یہ میرے اور آپ کے مسواک نہ کرنے کی وجہ سے نہیں ہوئی...... بلکہ اصل سبب اس کا یہ ہے...... کہ معدہ خالی تھا وہ اندر سے ایک ہوا نکل رہی ہے...... اور جو معدہ ہم نے خالی کیا ہے...... وہ اللہ کے حکم سے خالی کیا ہے...... معدہ اس لئے خالی ہوا ہے...... کہ پورا دن خدا کے حکم کی وجہ سے ہم نے کھایا پیا نہیں ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے...... کہ مسواک اپنی جگہ پر سنت ہے...... اس کی وجہ سے مسواک کی سنت کو ترک نہ کیجئے۔

حضرت شیخ الحدیث کی عجیب تحقیق:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے تو ایک عجیب جملہ لکھا ہے...... کہ یہ عمل بھی بڑا عجیب ہے...... جو قبیلہ محبت میں سے ہے...... عام آدمی اس کو نہیں سمجھ سکتا...... کہ جس سے پیار اور محبت ہو جائے جو محبوب بن جائے...... اس محبوب کی خامیاں بھی خوبیاں لگتی ہیں۔

---

(۱) عن ابی ہریرۃ مشکوۃ ص ۱۷۳ ج ۱، جامع ترمذی ص ۱۵۹ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۲۵ ج ۱، مسلم ص ۳۶۳ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۸

جس سے محبت ہو جائے ...... آدمی اس کی کمزوریوں کو بھی خوبیاں محسوس کرتا ہے......
روزے دار کے منہ سے آتی تو بو ہے...... لیکن یہ اللہ تعالی کو محبوب ہوتا ہے...... کہ میرے حکم سے اس نے کھانا چھوڑا ہے...... میرے حکم سے اس نے پینا چھوڑا ہے...... میرے حکم سے یہ بیوی سے دور ہوا ہے۔

میرے حکم سے اس شخص نے میرے فرمان کی پابندی کی ہے۔

دنیا کہے گی...... کہ اس کے منہ سے بد بو آ رہی تھی ...... لیکن اللہ کہتا ہے...... کہ مجھ سے پوچھو...... کہ یہ مجھے کتنی پسند ہے۔

تمہیں خوشبو اتنی محبوب نہیں...... جتنا اس کے منہ کی بو مجھے محبوب ہے...... اللہ کا قرب اس آدمی کو بڑا نصیب ہوتا ہے۔

ماہ رمضان کی پہلی رات کو حوروں کا خطاب:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... رمضان المبارک کے مہینے میں روزانہ صبح وشام اللہ تعالی جنت کو سجاتے ہیں...... ایک روایت میں آتا ہے...... کہ جب رمضان المبارک کے مہینے میں پہلی رات کا چاند نظر آتا ہے...... تو جنت کی حوریں وہاں جنت کے فرشتوں سے مخاطب ہو کر...... اور اللہ سے متوجہ ہو کر کہتی ہیں...... کہ اے عرش والے اللہ! ہم نے پورے سال اپنے آپ کو تیار کیا ہے...... کون سے خوش نصیب ایسے ہیں...... جو ہمارے مقدر میں آتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں...... کہ جو میرے بندے اس رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں روزوں کا اہتمام کریں گے...... جو میرے بندے رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے کا احترام کریں گے...... میں رب تم حوروں کا نکاح ان روزے داروں کے ساتھ کر دیتا ہوں۔

دس لاکھ آدمیوں کی مغفرت کا فیصلہ:

ایک روایت میں آتا ہے...... کہ روزانہ شام کو افطار کے وقت اللہ تعالیٰ دس لاکھ آدمیوں کی مغفرت کا فیصلہ فرماتے ہیں...... دیکھیں...... خدا کی رحمت کے خزانے رمضان المبارک میں اتنے وسیع ہو جاتے ہیں کہ جیسے لوگ کہتے ہیں...... کہ آج کل کپاس کا سیزن ہے ......اس لئے لوگ سیزن میں شادیاں بھی زیادہ کر رہے ہوتے ہیں...... کاروبار بھی زیادہ ہو رہے ہوتے ہیں...... کام کاج بھی زیادہ ہو رہے ہوتے ہیں...... اور اس سیزن سے ہر آدمی فائدہ اٹھاتا ہے۔

دوستو! رمضان بھی ایک سیزن ہے...... دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تم بھی فائدہ اٹھاؤ...... یہ کس چیز کا سیزن ہے......؟

یہ نیکیوں کا...... سیزن ہے

یہ تلاوت کا...... سیزن ہے

یہ عبادت کا...... سیزن ہے

یہ ریاضت کا...... سیزن ہے

میں اگلی بات نئی کہہ دوں...... کہ مہینہ دین کمانے کا بھی سیزن ہے...... اور دنیا کمانے کا بھی سیزن ہے...... کس کو خدا نہیں دیتا......؟

آج تاجر بڑے خوش ہیں...... کہ رمضان کا مہینہ آگیا...... کپاس کا موسم بھی ہے ...... بڑے لوگ آئیں گے...... کوئی کپڑا لینے کے لئے آئے گا...... چنانچہ بڑی چیزیں فروخت ہوں گی...... بھائی...... جہاں اپنے کاروبار کے متعلق سوچتے ہو...... وہاں اپنے اعمال کے متعلق بھی آدمی کو سوچ لینا چاہیے کہ اگر دولت زیادہ کمانا چاہتا ہوں...... تو یہاں شریعت کے احکامات کی طرف ہی زیادہ مائل ہو جاؤں۔

چنانچہ رمضان المبارک کے اس بابرکت مہینے میں اللہ کی طرف سے یہ فیصلے ہوتے ہیں کہ روزانہ دس لاکھ آدمیوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

اللہ کے بے شمار خزانے:

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ رمضان کی جب آخری رات آتی ہے...... تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس وقت فیصلہ فرماتے ہیں...... کہ اس پورے مہینے میں روزانہ دس لاکھ آدمیوں کی مغفرت ہوئی...... پورے مہینے میں جتنے لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے...... تو آخری ایک رات میں اتنی مقدار کے برابر اللہ تعالیٰ اور گناہگاروں کی مغفرت کا فیصلہ کر کے جنت کا ٹکٹ عطا فرما دیتے ہیں...... اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آتی...... وہ دینا چاہتا ہے لینے والے بنو

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

اپنے آپ کو اس قابل بنا...... اپنے آپ کو مالک کے دروازے پر لا...... تیرے مانگنے کی دیر ہے...... اس کے عطا کرنے میں کوئی دیر نہیں۔

انسان کو خدائی صدا:

میرے بھائیو! حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... کہ رمضان کی پہلی رات کو بھی صدا لگتی ہے اور لیلۃ القدر کی رات کو بھی صدا لگتی ہے ...... ہر رات سحر کے وقت جس وقت ہم تہجد کے لئے اٹھتے ہیں...... تو اس وقت یہ آواز لگتی ہے...... اللہ فرماتے ہیں...... کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا...... بخش دوں...... ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا...... میں اپنی رحمت کے خزانے لوٹا دوں...... ہے مجھ سے کوئی چیز لینے والا...... میں اپنی رحمت کے دریا اس کو دینا چاہتا ہوں ...... ہے کوئی دعائیں کرنے والا...... جس کی دعاؤں کو میں قبول کروں...... میرے اور آپ کے طلب میں تو تاخیر ہوتی ہے...... خدا کی عطا میں کوئی دیر نہیں ہوتی......

حدیث پاک میں آتا ہے......فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابٌ......(۱) ہر دن رات میں اللہ دعائیں قبول کرتے ہیں......صبح سحری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے......شام کو افطاری کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

انسان پر خدائی احسان:

ایک روایت میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا......کہ لوگو اللہ اور اس کے رحمت کے فرشتے......ان لوگوں پر جو صبح سویرے اٹھ کر سحری کا کھانا کھاتے ہیں بیٹھ کر درود پڑھتے ہیں رحمت بھیجتے ہیں......فرمایا صبح اٹھ کر سحری کا کھانا کھایا کرو......اس کھانے میں خدا برکت نازل کرتے ہیں۔

کھانا خود کھاتے ہیں...... پیٹ اپنا بھرتے ہیں......لیکن اس کھانے کو برکت کہا گیا......اس کھانے میں برکت اتار دی گئی......اس کھانے کو انبیاءؑ کی سنت قرار دے دیا گیا صرف یہاں تک بس نہیں......بلکہ اس سے بھی بڑھ کر......ایک نعمت خدا کی طرف یہ کہ صبح کے وقت دعا بھی قبول ہوتی ہے......اور شام کو......افطاری کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے......اور شام کو جب ہم دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں......افطاری کا وقت آتا ہے......اس وقت روزانہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے......لیکن یہ باتیں اس وقت ہونگی جب ہماری توجہ روزہ کی طرف ہوگی......افطار کا وقت ہے......ہم چیزوں کی طرف اگر متوجہ ہیں......تو دعا قبول نہیں ہوگی......اور اگر سحری کے وقت کھانے پینے میں بھی ہم لگے ہوئے ہیں تو دعاؤں سے محروم ہو جائیں گے اس لئے دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہو تو ان چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے......کہ صبح و شام اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے......تو بندے کو اس رحمت سے فائدہ اٹھانا چاہیے......آدمی صبح کو بھی دعا مانگے......اور شام کو بھی دعا مانگے۔

---

(۱) مسند دص ۱۷۳ ج ۱، صحیح البخاری ص ۲۲۵ ج ۱، ترمذی ص ۱٤۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۸

تین انسان جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ(۱)

لوگو! تین آدمی ایسے ہیں جن کی دعا خدا کبھی رد نہیں کرتا وہ جب ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے......اور اللہ ان آدمیوں کی دعاؤں کو قبول فرما لیتے ہیں

......فرمایا کہ......

اَلصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ

روزہ دار جب افطار کے وقت دعا مانگتا ہے......تو اللہ قبول کر لیتے ہیں......اور جونہی وہ دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہیں......روزانہ افطار کے وقت اس کی دعا قبول ہوتی ہے دوسرا فرمایا

......کہ......

اَلسُّلْطَانُ الْعَادِلُ

منصف بادشاہ......منصف جج وہ حاکم جو عدالت کی کرسی پر بیٹھتا ہے......اور اللہ نے اسے فیصلے کے اختیارات سونپے ہوئے ہیں اگر یہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں ......تو یہ جب بھی دعا کرتے ہیں......اللہ تعالی اسی وقت اس کی دعا قبول فرما لیتے ہیں......

تیسرا فرمایا کہ......وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی جب آہ نکلتی ہے......اللہ کا عرش ہل جاتا ہے......اللہ مظلوم کی دعا کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔

ماں باپ کی اولاد کے بارے میں دعا:

ایک روایت میں یہ بھی ہے......وَفِيْ رِوَايَةٍ وَدُعَاءُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ(۲) کہ بچہ کے ماں

---

(۱) مشکوۃ ص۱۹۵ ج۱   (۲) مشکوۃ ص۱۹۵ ج۱، ترمذی ص۱۲ ج۲

باپ جب بھی اپنی اولاد کے حق میں دعا مانگتے ہیں۔

اے اللہ..........میرے بچے کو نیک کر......!

اے اللہ..........میرے بچے کو صالح کر ......!

اے اللہ..........میرے بچے کا مقدر اچھا بنا......!

اے اللہ.....میرے بچوں کی عمروں میں برکت عطا فرما......!

ماں باپ کے دل سے جب بھی اولاد کے حق میں دعا نکلتی ہے.....فرمایا یہ دعا فوراً قبول ہوتی ہے.....اس کی قبولیت میں کوئی تاخیر نہیں ہوتی۔

والدین کو ممانعت:

اس لئے اولاد کے مسئلے پر احتیاط کیا کریں.....کبھی بددعا نہ دیا کریں.....اگر والدین نے بددعا کر دی.....اور عرش ہل گیا.....اور یقیناً قبولیت کا وقت ہو.....تو بیٹے کی زندگی تباہ ہو جائے گی.....زندگی اس کی برباد ہو جائے گی.....تو والدین کو دکھ ہوگا.....اسلئے احتیاط کرنا چاہئے۔

عبادت ہی عبادت:

میرے محترم دوستو!.....یہ بڑی عظمتوں والا مہینہ مسلمانوں پر آیا ہے.....جس کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے۔

صبح کو اٹھتے ہیں.....تو.....عبادت ہے

سحری کر رہے ہیں.....تو.....عبادت ہے

کھانا کھا رہے ہیں.....تو.....عبادت ہے

پانی پی رہے ہیں.....تو.....عبادت ہے

اذان ہوئی ہے.....تو.....عبادت کا وقت ہے

نماز پڑھ رہے ہیں......تو......عبادت ہے

نماز کے بعد اشراق تک وہاں بیٹھے رہنا......یہ ایک مستقل عبادت ہے اشراق پڑھیں تو بھی عبادت ہے۔

پھر اگر سونا چاہتے ہیں آپ نے کچھ آرام کیا ہے......یہ ایک مستقل عبادت میں لکھا جا رہا ہے۔

شام کو افطاری کے بعد آپ نمازوں کا اہتمام کر رہے ہیں......تو عبادت ہے......کچھ دیر آرام کرتے ہیں......تو یہ سکون کرنا عبادت ہے

بیس رکعات تراویح کا اہتمام کیا ہے......اس کو عبادت میں لکھ دیا گیا ہے اگر ان تراویح کے اہتمام کے بعد جلدی سو گئے ہیں......تا کہ صبح میں جلدی اٹھ جاؤں......اس سونے کو بھی عبادت کہا گیا ہے۔

دنیا والو......! آپ تو میٹھی نیند کرتے رہتے ہیں فرشتے آپ کی نیند کو بھی عبادت لکھتے ہیں

......چونکہ یہ......

عبادتوں کا......مہینہ ہے

ریاضتوں کا......مہینہ ہے

مجاہدے کا......مہینہ ہے

تسبیح وتہلیل کا......مہینہ ہے

حمد وثنا کا......مہینہ ہے

غمخواری کا......مہینہ ہے

ہمدردی کا......مہینہ ہے

ملازمین کے بوجھ میں کمی:

اس لئے ایک حدیث میں آتا ہے...... کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اپنے ملازموں کا بوجھ ہلکا کرو......(۱)

جب آپ کا پلے دار سو کلو کی بوری اٹھا کر جاتا ہے ......اور اس کا جو پسینہ نکل رہا ہوتا ہے......اور اس کی جو حالت ہوتی ہے...... کبھی اس کی کیفیت کو دیکھ کر ذرا اپنی زندگی کی طرف ہی نظر ڈال لیا کرو ......کہ......

اگر مجھے روزہ ہے تو روزہ اس کو بھی ہے...... اگر مجھے بھوک اور پیاس محسوس ہوتی ہے تو اس کو بھی محسوس ہوتی ہے......اگر میں ضرورت مند ہوں تو ضرورت مند وہ بھی ہے۔

روزہ افطاری کا اجر:

اور پھر اللہ کے پیغمبر ﷺ نے کچھ فضیلتیں ارشاد فرمائیں...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی روزے دار کا روزہ افطار کرادے ......اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ہوگا......اور ساتھ ہی فرمایا کہ جو آج کل لوگوں کو شبہ ہوتا ہے ......اگر روزہ دار کو روزہ رکھوادیں تو اس کا اپنا روزہ ختم ہو جاتا ہے۔

علامہ ندیم صاحب کا حیرت انگیز جواب:

کل ایک آدمی مسئلہ پوچھنے کیلئے آیا ...... کہ میں بیمار ہوں ......میں کسی کو روزہ رکھوانا چاہتا ہوں......اور میں نے سنا ہے کہ جس کو روزے رکھواؤ میرے روزوں کا تو اجر مجھے مل جائے گا جو روزہ رکھ رہا ہے ......میرے کھانے سے اسے ثواب نہیں ملے گا...... میں نے کہا......کہ وہ کسی دنیا کے حکمران کے خزانے نہیں ......وہ اس مالک کے خزانے ہیں......جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔

---

(۱) مشکوۃ ص ۱۸۱ ج ۱

میرے دوستو......!ایک حدیث بڑی مشہور ہے......سب جانتے ہیں

اِنَّمَاالْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ(۱)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے ......کہ اس پر اگر غور کریں ......تو آپ حیران ہوجائیں گے......کہ اعمال کا لفظ بھی جمع ہے اور نیات کا بھی جمع ہے......یعنی جس عمل میں جتنی نیتیں آپ کرتے چلے جائینگے اللہ اتنے عمل قبول کر کے اجر عطا فرمائے گا......مثلاً آپ نے دس کھجوریں لیں اور دس آدمیوں کو دے دیں......یہ نیت کی کہ میں دس آدمیوں کو روزہ کھلوا رہا ہوں......آپ کو ان دس آدمیوں کو روزہ کھلوانے کا اجر ملے گا جتنا دس آدمیوں نے روزہ رکھا ہے......اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تو ہر آدمی کو اتنی استطاعت اور طاقت نہیں ہے......کہ ہر آدمی دوسرے کو روزہ کھلوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد پیٹ بھر کر کھلانا نہیں ہے......اگر آپ نے ایک کھجور دے دی ہے......یا آپ نے پانی کا ایک گھونٹ دے دیا ہے......آپ نے اسے کوئی ایسی چیز دیدی ہے جس سے اس نے روزہ افطار کرلیا ہے اگر ان میں سے کسی ایک چیز سے وہ روزہ افطار کرلیتا ہے...... آپ کے حصے میں اجر اس کے برابر لکھا جاتا ہے۔

دسترخوان پر مختلف نعمتیں اور مختلف آدمی:

ایک اور بات بھی یاد رکھیں کہ دسترخوان پر مختلف نعمتیں آئیں......اور مختلف آدمیوں نے بھیج دیں......افطاری کا وقت ہے......اب دس آدمیوں کے کھانے وہاں رکھے ہیں بھائی جس سے پہلے روزہ کھلے گا یقیناً اجر اسکو ملے گا......باقیوں کے حصے میں اجر ہوگا یا نہیں کہیں وہ محروم تو نہیں ہوجائینگے۔

(۱) صحیح البخاری و صحیح المسلم

علماء نے لکھا ہے کہ اس دستر خوان پر جتنے آدمی بیٹھے ہیں...... جتنی نعمتیں کھا رہے ہیں جس جس کی آئی ہوئی نعمتوں سے افطار کر رہے ہیں...... ان سب کو اللہ تعالیٰ اتنا ہی اجر دے گا جتنا کہ وہ روزہ رکھنے والے کو دے گا...... اس لئے کہ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے ...... ہر آدمی کی نیت یہ ہے...... کہ میں افطاری کرادوں...... اس لئے اگر پچاس آدمی بھی یہ محنت کر کے کوئی چیز لے آئیں...... اور وہاں رکھ دی گئی ہیں...... سو آدمی اگر اس سے روزہ افطار کرتے ہیں...... اور پچاس آدمی افطار کراتے ہیں ہر ایک آدمی کو اللہ سو سو آدمیوں کے روزے کا ثواب دے گا...... اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے چونکہ یہ ایک غم خواری کا مہینہ ہے...... ہمدردی کا مہینہ ہے۔

اللہ کے راستے میں ایثار و قربانی کا مہینہ ہے اللہ کے پیغمبر ﷺ نے بڑی عظمتیں اس مہینے کی ارشاد فرمائیں۔

ایک مردود کے لئے ہادی عالم ﷺ کی بددعا:

ایک حدیث مشہور ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو...... اللہ اسے تباہ و برباد کرے...... خدا اس کو ہلاک کرے جو رمضان کا مہینہ پائے اور رمضان کے مہینے کا احترام کرے...... اور جنت کو حاصل نہ کر سکے...... وہ خدا کی رحمت سے دور ہے۔

ہم روزے رکھتے ہیں...... جس وقت ہم روزے میں اعمال صالحہ نہیں کرتے اور روزہ کے اندر روزے کے آداب کا لحاظ نہیں کرتے...... اس کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

روزے کے آداب اور نظر کی حفاظت:

حضرات محترم روزے کے آداب یہ ہیں...... وہ روزہ دار روزہ رکھنے کے بعد ان چیزوں کی حفاظت کرے...... نظر کی حفاظت کرے...... یہ سب سے بری چیز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے...... کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

حضرت علیؓ نے پوچھا...... کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ نظر اگر اچانک کسی

نہ پڑ جائے تو پھر کیا کیا جائے......؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... کہ پہلی نظر معاف ہے......اب اگر پہلی نظر کے بعد جب دیکھے گا......تو یہ دیکھنا آنکھ کا زنا لکھا جائے گا۔

علامہ خالد محمود صاحب سے سوال جواب:

ہمارے ایک لندن کے عالم علامہ خالد محمود ہیں......ان سے کسی نے پوچھا کہ پہلی نظر کی حد کیا ہے......علامہ صاحب نے کہا ہے...... کہ جب تک دیکھ سکتے ہو......وہ آدمی حیران ہوا......اس نے کہا کہ اس کا معنی پھر چھٹی ہے......علامہ صاحب نے فرمایا کہ نہیں اس نے کہا......پھر کیسے......؟

علامہ صاحب نے فرمایا کہ یہ آنکھ آدمی کی جب جھپکتی ہے......یہ اس کے بس کی بات نہیں ہوتی...... کہ وہ اس کو روکے رکھے نظر پڑی آنکھ جب جھپکی نظر ختم اب آنکھ جھپکنے کے بعد اگر نظر گئی ہے تو یہ اس کا گناہ ہے......اس لئے اگر کوئی چیز سامنے آجائے......جس پر نظر ڈالنی ہو......اس پر نظر پڑے تو فوراً اپنی نگاہ کا احتساب کرو......اس پر کنٹرول کرو......تا کہ یہ نظر اس پر جم نہ جائے......اسے دیکھتے ہوئے نظر رک نہ جائے۔

غیبت اور زبان کی حفاظت:

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ نظر کی حفاظت کریں ......اور زبان کی بھی حفاظت کریں......اچھی بات کریں ......اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... کہ روزے دارو......اگر کوئی آدمی آکر تنگ کرے......تو ایک جملہ کہہ دیا کرو...... کہ یار چپ رہ میں تو روزے سے ہوں اس کیساتھ بحث نہ کرو...... تکرار نہ کرو......اختلاف نہ کرو......اصرار نہ کرو......اس کے ساتھ مقابلہ بازی نہ کرو۔

ایک جملہ کہہ کر اپنی جان چھڑا لیا کرو......یار چپ رہ میں تو روزے سے ہوں تو بولتا رہ میں تو بولتا نہیں میں روزے سے ہوں اپنے آپ کو خاموش رکھا کرو......کسی کی غیبت نہ کیا کرو بڑی مشہور حدیث ہے کہ دو عورتیں بیٹھ کر غیبت کر رہی تھیں......اور روزے کا ماتم ہو رہا

تھا......وہ بھوک اور شدت سے مرگئیں......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو کھو کہ قے کریں......جب قے کی گئی......تو منہ سے بوٹیاں نکلیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ......تم نے مسلمان بھائی کا گوشت کھایا ہے......جس کی تم نے غیبت کی ہے یہ ایسا ہے......جیسے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ......تم نے اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے ......اور یہ بات ذہن میں رکھئے ......کہ بداعمالی سے روزہ اتنا متاثر ہوتا ہے......کہ آدمی کو بھوک پیاس کی شدت ستانے لگی......آدمی پریشان ہو جاتا ہے...... اسلئے اپنے آپ کو ان چیزوں سے محفوظ رکھیے۔

کسب حلال اور تاجر:

روزے کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ حلال کھائے......دکاندار صاحبان ......تاجر صاحبان اس پر غور کریں......اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کیلئے جنت کے دروازے عجیب طریقے سے کھولے ہیں......

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ (۱) سچے اور امانت دار......دیانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاءؑ صدیقینؓ اور شہداء کے ساتھ اللہ ان کا حشر فرمائے گا کتنی بڑی بات ہے......؟

تجارت اپنی کررہے ہو

پیسہ اپنے لئے......کمارہے ہو

جمع اپنے لئے......کررہے ہو

لیکن اس ارادہ سے......کررہے ہو

کہ میں پیغمبر ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کررہا ہوں......پیغمبر ﷺ نے بھی دیانت

---

(۱) عن ابی سعید مرفوعا مشکوٰۃ ص ۲۴۳ ج ۱ جامع ترمذی

اور صداقت کے ساتھ تجارت کی ہے...... آپ نے اگر کسی کو دھوکہ نہیں دیا اس نیکی کی وجہ سے قیامت کے دن حشر انبیاءؑ کے ساتھ ہوگا صدیقین کے ساتھ ہوگا شہداء کے ساتھ ہوگا یہ کتنی بڑی نعمت ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... قیامت کے دن ہر تاجر فاجر اٹھایا جائے گا...... بدکار ہوگا...... فاجر ہوگا...... اس کے سر پر گناہوں کا انبار ہوگا...... مگر جس تاجر نے تجارت کرتے ہوئے اللہ کا خوف سامنے رکھا...... اور نیکی کی اور سچائی کی گفتگو کی...... تو جھوٹ نہیں بولا اور نیکی یہ کی ...... کہ اس سے اخلاق سے پیش آیا...... اور اس نے تقوی کیا کہ اس کو دھوکہ نہیں دیا...... اگر اس طریقے سے تجارت کرتا ہے تو قیامت کے دن انبیاءؑ کے اور شہداءؒ کے ساتھ اٹھایا جائے گا مفت میں نیکی کرنے کا موقع ہے کہ تجارت اپنی کیجئے اور جنت مفت میں کما لیجئے۔

میرے محترم دوستو ...... روزے کے آداب میں سے ایک یہ ہے...... کہ ہاتھوں کی حفاظت ہو...... کہ وہ غلط نہ اٹھیں...... پاؤں کی حفاظت ہو...... کہ وہ غلط نہ چلیں...... ان چیزوں کا اہتمام کریں۔

ماہ رمضان میں چار کام کرنے والے:

آخر میں چار چیزیں وہ بتانا چاہوں گا...... کہ جو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی تھیں ...... کہ ان چار کاموں کا تم اہتمام کرو...... ایک تو یہ ہے...... کہ اس مہینے میں کلمہ طیبہ کثرت سے پڑھا کریں...... اَفضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... سب سے بہترین ذکر اللہ کا نام لینا ہے ...... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے...... دوسرا کام یہ ہے...... استغفار اس مہینے میں بکثرت پڑھا کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... طُوبیٰ لِمَنْ وُجِدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَاراً کَثِیْراً(۱) کہ سب سے بڑا خوش نصیب وہ آدمی ہے جس کے نامہ اعمال میں

---

(۱) عن عبد اللہ بن عمر مرفوعا مشکوۃ ص۲۰۶ ج ۱، سنن ابن ماجہ

استغفار زیادہ ہوگا۔

ایک تو کلمہ طیب کی کثرت کیجئے...... دوسرا استغفار کی کثرت کیجئے...... استغفار سے اللہ گناہوں کو دھو دیتا ہے...... اور تیسری چیز جو اس مہینے میں کثرت سے کرنے کی ہے...... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت کی طلب کیا کرو...... دیکھیں...... دنیا کی چیزیں ہم لوگ طلب کرتے ہیں...... کہ اے اللہ زمین دے...... اے اللہ رقبہ دے

اے اللہ میرے مقدمہ کا اچھا فیصلہ ہو جائے

اے اللہ میری شادی اچھی جگہ ہو جائے

اے اللہ میری دکان اچھی چل جائے

اے اللہ میرا فلاں مشکل مسئلہ حل ہو جائے

اے اللہ میری بیوی نیک فطرت ہو جائے

خدا بد فطرت بیوی سے ہر انسان کو بچائے وگرنہ آدمی کو جہنم کی آگ کے انگارے دنیا میں چھونے لگ جاتے ہیں اس کیلئے دنیا ہی جہنم بن جاتی ہے۔

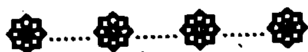
میرے محترم دوستو......! دنیا کے مسائل کا حل ہم سوچتے ہیں...... خدا کیلئے تم کبھی آخرت کا بھی سوچ لیا کرو...... اے اللہ جنت کا راستہ آسان کر دے...... اے اللہ جنت عطا فرما دے...... اے اللہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال کر دے...... اس لئے جنت کے واقعات پڑھتے ہیں...... تو آدمی کو محسوس ہوتا ہے...... کہ یہ واقعی کتنی بڑی نعمت ہے...... کتنی بڑی عظمت کی چیز ہے...... جس سے ہم محروم ہیں...... جس کا ہمارے ذہن میں تصور ہی نہیں ہے...... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے...... کہ میں نے جنت میں وہ چیزیں دیکھیں...... جو نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھی نہیں...... جو کسی کان نے سنی نہیں...... کسی کے دل میں ان نعمتوں کا تصور نہیں گزرا...... کہ کیسی نعمتیں ہیں۔

میرے محترم دوستو......! جنت کی طلب کیا کریں...... اور جہنم سے پناہ مانگا کریں اور

صرف جہنم سے ہی نہیں بلکہ اللہ کی ہر آفت سے پناہ مانگا کریں...... حساب کتاب کی سختی سے پناہ مانگا کریں ...... اور سکرات کی موت سے پناہ مانگا کریں ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے...... موت کے وقت جو جھٹکے لگتے ہیں اے اللہ میں اس سے بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں...... جب آدمی کسی کو مرتے دیکھتا ہے...... تو اس کو اپنی موت کا منظر آنکھوں میں آجائے...... تو پتہ چل جاتا ہے خاص طور پر ان چیزوں کا خیال کرنا چاہئے۔

آخری بات یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کا مہینہ ہے...... اس مہینے میں قرآن کی تلاوت کثرت کے ساتھ کیا کریں...... اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



حقوق قرآن

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ......الٓمّٓ ٥ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ٥وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ٥وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ٥

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ(رواہ البخاری)(۱)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (رواہ مسلم)(۲)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا (رواہ احمد والترمذی)(۳)

---

(۱) مسند ابی یعلیٰ الموصلی "خیارکم من تعلم القرآن وعلمه" ص۳۳۹ ج۱، مشکوۃ ص۱۸۳ ج۱، صحیح البخاری، ترمذی ص۱۱۸ ج۲عن عثمان، اور یہی روایت ترمذی میں حضرت علی سے بھی انہیں الفاظ کے ساتھ مروی ہے، ترمذی میں ہی حضرت عثمان سے بھی حدیث بالفاظ دیگر بھی مروی ہے " خیرکم اوافضلکم من تعلم القرآن وعلمهٗ (۲) مشکوۃ شریف ص۱۸٤ ج۱، صحیح المسلم ص۸۱۷ ج۱، ریاض الصالحین ص۳۲۷

(۳) مسند ابی یعلیٰ ص٤٦٦ ج۱، مشکوۃ شریف عن عبد الله بن عمر ص۱۸٦ ج۱، ترمذی ص۱۱۹ ج۲پر لفظ" منزلتك عند اخرایة تقرأ بها موجود ہیں، مذکورہ بالاالفاظ مشکوۃ شریف کے ہیں

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم...... بزرگو...... دوستو......اور جہاں تک میری آواز جارہی ہے...... سننے والی میری باغیرت ماؤ...... بہنو......اور بیٹیو!

یہ تقریب ختم قرآن کریم کی ہے...... سب سے پہلے میں اس قاری صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں......جس نے آپ کو قرآن کریم تراویح میں سنایا ہے...... پھراس جماعت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں......جن کو پورا قرآن سننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے

قرآن کریم پر گفتگو کرنے کے لئے مختلف عنوان ہیں......عظمت قرآن...... فضیلت قرآن......آداب قرآن......اعجاز قرآن......تلاوت قرآن...... حقوق قرآن ......ان میں سے جس عنوان کو لیا جائے......تو سیر حاصل گفتگو ہوسکتی ہے......وقت کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے......صرف حقوق قرآن کے حوالے سے چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم کے پانچ حقوق:

علماء نے لکھا ہے......کہ قرآن کریم کے پانچ حق ایسے ہیں......کہ جب تک ان کو ادا نہ کیا جائے......تو اس وقت تک کسی کو عامل قرآن یا طالب قرآن کہلانے کا حق نہیں ہے......حقوق کے مطالبات کی دنیا ہے...... ہر شخص اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے......میں اس وقت قرآن کریم کے حقوق بیان کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن کا پہلا حق:

قرآن کریم کا سب سے پہلا حق یہ ہے......کہ اس پر ایمان لایا جائے......یعنی

''ایمان بالقرآن'' قرآن کریم کو ماننے کا مطلب یہ ہے...... کہ اس مقدس کتاب پر ایمان لائیں...... کہ یہ مقدس کتاب ہے...... مبارک کتاب ہے...... منزل من اللہ کتاب ہے...... محفوظ کتاب ہے۔

اس کتاب کے ماننے میں یہ بات ضروری ہے...... کہ ایمان رکھو...... کہ قرآن کریم کلام خدا ہے...... کتاب ہدیٰ ہے...... سیرت مصطفیٰ ہے...... سب سے پہلی چیز اللہ کا کلام ہے...... اس کتاب سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں ہیں...... وہ صرف کتابیں ہیں...... مگر قرآن کریم کتاب بھی ہے...... اور کلام بھی ہے۔

کتاب اور کلام میں فرق:

کتاب اور کلام میں یہ فرق ہے...... کہ کلام وہ ہے کہ جسے بولا جائے...... اور کتاب وہ ہے کہ جسے لکھا جائے...... پہلی ساری کتابیں لکھی ہوئی آئیں...... تورات کے تختے حضرت موسیٰؑ پر اترے...... انجیل لکھی ہوئی آئی...... زبور لکھی ہوئی آئی...... مگر قرآن کریم اللہ کا مقدس اور پاکیزہ کلام ہے...... یعنی جو کچھ اللہ بولے ہیں...... اللہ نے تکلم فرمایا ہے...... وہ کلام خدا قرآن ہے۔

اللہ سے ہمکلام ہونے کا طریقہ:

جو شخص یہ چاہے...... کہ میں اللہ کی بولی بولوں...... یا اللہ سے ہم کلام ہوؤں...... یا اللہ سے باتیں کروں...... اس کو چاہیے...... کہ قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دے...... گویا اللہ سے باتیں کر رہا ہے۔

قرآن کریم کی حفاظت:

یہی وجہ ہے...... کہ پہلی جتنی آسمانی کتابیں تھیں...... ان میں تبدیلی کی گئی...... ردو بدل کیا گیا...... کوئی کتاب اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہی...... دنیا میں

صرف اور صرف قرآن ایک ایسی کتاب ہے...... جسے اللہ نے اپنے محبوب نبی ﷺ پر اتارا ہے...... اور جیسے اتارا ہے...... ویسے ہی محفوظ ہے......اس کی حفاظت بھی اسی لئے ہے ......کہ یہ کلام خدا ہے۔

- جیسے اللہ بے عیب ہے......اس کا کلام بھی بے عیب ہے۔
- جیسے اللہ باقی ہے...... ویسے اس کا کلام بھی باقی ہے۔
- جیسے اللہ کو فنا نہیں...... ویسے اس کے کلام کو بھی فنا نہیں۔
- جیسے اللہ کی ذات ہمیشہ ہے...... ویسے ہی اس کی بات بھی ہمیشہ ہے۔

آسمانی کتب کی حفاظت:

دنیا میں آج کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں......سب میں ترمیم ہو چکی ہے......آج ہم مسلمان پوری دنیائے کفر کو چیلنج سے کہتے ہیں...... کہ یہودیو......! اپنی تورات لاؤ...... عیسائیو......! اپنی انجیل لاؤ......سکھو......! اپنی گرنتھ لاؤ...... ہندوؤ......! اپنی وید لاؤ۔

ہم مسلمان اپنے اللہ کا کلام اپنے نبی پر اترنے والی رحمت والی کتاب لاتے ہیں......تم اپنی کتابیں پیش کرو...... ہم اپنی کتاب پیش کرتے ہیں......وہ کتابیں ایک کے بعد جب دوسری مرتبہ چھپیں......تو نسخہ بدل جاتا ہے......عبارتیں بدل جاتی ہیں...... بلکہ دنیا سے وہ زبانیں ختم ہوگئیں جن میں یہ کتابیں اتری ہیں......مگر قرآن کریم اپنی آن و شان سے باقی ہے......ہماری کتاب قرآن کریم پندرہ صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی اعلان کرتی ہے...... کہ کسی میں طاقت ہے......تو اس کی مثال پیش کر کے دکھاؤ......قرآن جیسے محبوب ﷺ پر اترا...... ویسے ہی آج تک محفوظ ہے۔

- قرآن کے حروف ملا کر لفظ بناؤ......الفاظ ملا کر کلمے بناؤ
- کلمے ملا کر جملے بناؤ...... جملے ملا کر آیتیں بناؤ

- آیتیں ملا کر رکوع بناؤ...... رکوع ملا کر سورتیں بناؤ
- سورتیں ملا کر منزلیں بناؤ...... منزلیں ملا کر پورا قرآن مجید بناؤ
- پورے قرآن کریم کی سات منزلیں...... چودہ سجدے...... تیس پارے...... ایک سو چودہ سورتیں...... پانچ سو اٹھاون رکوع...... چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں...... ایک ہزار سات سو اکہتر مدیں...... ایک ہزار دو سو چوہتر شدیں...... تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس حروف...... جسے اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارے ہیں...... وہ قرآن آج بھی محفوظ ہے...... یاد رکھیے قرآن کا محافظ اللہ ہے۔

اس لئے ارشاد فرمایا...... اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ...... بیشک قرآن کو نازل بھی ہم نے کیا ہے...... اس کی حفاظت بھی ہم خود کریں گے۔

حفاظت قرآن کے ذرائع:

حضرات محترم...... ! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کچھ اس انداز سے فرمائی ہے...... کہ اللہ نے قرآن کریم اتار کر حفاظت کی ہے...... جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچا کر حفاظت کی ہے۔

- رحمۃ للعالمین نے امت تک پہنچا کر حفاظت کی ہے۔
- صحابہ کرام نے جان کے نذرانے دیکر حفاظت کی ہے۔
- اہل بیت عظام نے خون میں لت پت ہو کر حفاظت کی ہے
- مفسرین نے قرآن کی تفسیر بیان کر کے حفاظت کی ہے۔
- محدثین نے احادیث کی روشنی میں حفاظت کی ہے۔
- فقہاء امت نے مسائل کا استنباط کر کے حفاظت کی ہے۔
- مبلغین نے تبلیغ قرآن کر کے حفاظت کی ہے۔

- مدرسین نے قرآن پڑھا کر حفاظت کی ہے۔
- علماء امت نے اشاعت دین کر کے قرآن کی حفاظت کی ہے۔
- کاتبوں نے قرآن کی کتابت کر کے حفاظت کی ہے۔
- جلد سازوں نے اوراق کو بند کر کے حفاظت کی ہے۔
- حفاظ نے الفاظ قرآن کی حفاظت کی ہے۔
- قرّاء کرام نے ادائیگی صحت کی حفاظت کی ہے۔
- مجاہدوں نے قانون قرآن کی حفاظت کی ہے۔
- اور آج تمام دینی مدارس مکمل علوم قرآن کی حفاظت کر رہے ہیں۔

گرامی قدر سامعین...... ! یاد رکھیے...... جیسے قرآن کریم قیامت تک محفوظ ہے...... ایسے ہی قرآن کی حفاظت کے جتنے ذرائع ہیں...... قرآن کے صدقے یہ بھی قیامت تک محفوظ رہیں گے۔

حجاج بن یوسف اور حفاظت قرآن:

برادران اسلام سنئے......! جن لوگوں نے قرآن کریم کو بدلنے کی کوشش کی وہ خود بدلے...... ان کا ایمان بدلا...... ان کا دین بدلا...... ان کا کلمہ بدلا...... ان کی نماز بدلی...... ان کی آذان بدلی...... مگر قرآن کریم قیامت تک محفوظ رہے گا۔

ایک حدیث شریف میں ہے...... کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا...... اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ لَیُوَیِّدُ ھٰذَاالدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ...... (۱) بے شک اللہ تعالیٰ کبھی اس دین کی خدمت فاسق وفاجر سے بھی لے لیتے ہیں۔

---

(۱) صحیح البخاری، مشکوۃ شریف ص۵۳۴ ج۲

حجاج اور خدمت قرآن:

حجاج بن یوسف تاریخ کا وہ ظالم ترین انسان ہے......جس کی تلوار سے صحابہ کرام کے خون کے قطرے ٹپکے ہیں......لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے ایک خدمت لی......کہ اس نے قرآن کریم پر اعراب یعنی زبر، زیر، پیش لگائے ......پرانے عربی رسم الخط میں اعراب اور نقطے نہیں تھے......یہ کام حجاج بن یوسف کا مرہون منت ہے......حجاج جب یہ کام کرا رہا تھا......تو اس وقت یہودیوں کا ایک وفد آیا......جس میں یہودی عالم تھے......انہوں نے حجاج کو آ کر کہا......آپ اپنے مذہب اور دین کی خدمت کا کام کر رہے ہیں......اس میں ہماری ایک گذارش ہے......جسے آپ قبول کر لیں۔

حجاج نے کہا......کہو کیا کہتے ہو......؟ انہوں نے کہا......کہ آپ کے قرآن میں ایک واقعہ درج ہے......کہ اللہ کے دو نبی جناب موسیٰؑ اور جناب خضرؑ نے ایک سفر میں (جس کا ذکر تفصیل سے سورہ کہف میں موجود ہے) ایک بستی میں جا کر قیام کیا......رات کا وقت تھا......نبیوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا......انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا......قرآن کریم کے الفاظ ہیں......فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا ...... یہودیوں نے کہا ......آپ ہماری درخواست مانیں......کہ اس لفظ ''اَبَوْ'' کو ''اَتَوْ'' کر دیں......''با'' کے نیچے کا نقطہ اوپر لگا دیں......اور ساتھ ایک نقطہ اور بڑھا دیں......یہ لفظ ''اَبَوْ'' سے ''اَتَوْ'' ہو جائے گا......آپ کا کچھ نہیں بگڑے گا......لیکن ہمارا کام بن جائے گا......اَبَوْ کا معنی کھانا دینے سے انکار کر دیا......اور اَتَوْ کا معنی انہوں نے کھانا دے دیا......

یہودی کہنے لگے......کہ ہماری عزت بن جائیگی......ورنہ ہمارے آباء و اجداد اور قبیلے کی ناک کٹ جائے گی......حجاج بن یوسف نے تحمل اور بردباری سے ان کی بات سن کر کہا...... یہ سامنے مہمان خانہ ہے......تشریف رکھئے ......میں آپ کی ضیافت کرتا

ہوں...... حجاج اٹھا...... گھر جا کر تلوار لایا...... تلوار کو لہرا کر کہا...... میرے اللہ میرے رب میرے مالک تو تو مجھے جانتا ہے...... کہ میں آمر ہوں...... ظالم ہوں...... جابر ہوں...... میری تلوار سے صحابہ کے خون کے قطرے ٹپکتے ہوئے تاریخ نے دیکھے ہیں۔

مگر میرے اللہ جس مقدس اور پاک کلام کی حفاظت کی ذمہ داری آپ نے اٹھائی ہے...... کوئی ظالم مجھے اس میں ردو بدل کو کہے...... میں اس کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں...... یہ کہہ کر حجاج نے دس یہودیوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے سب کے سر قلم کردیئے...... اللہ کا وعدہ سچا ہوا...... اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوۡنَ

حضرات محترم......! قرآن پر ایمان لانے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے...... کہ قرآن اللہ کا کلام ہے...... قرآن محفوظ کتاب ہے...... قرآن تبدیلی سے پاک ہے۔

ایمان بالقرآن میں یہ بھی ضروری ہے...... کہ قرآن جیسے کلام خدا ہے...... ویسے ہی سیرت مصطفیٰ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی کامل سیرت قرآن کریم میں بیان کی ہے...... دنیا کی کوئی کتاب کسی نبی کی سیرت نہیں۔

قرآن اور سیرت مصطفیٰ ﷺ:

قرآن میرے محبوب ﷺ کی سیرت کی کتاب ہے...... جو کچھ قرآن میں قال ہے...... وہ میرے نبی کی سیرت میں حال ہے...... جو کچھ قرآن میں نقوش ودال ہیں...... وہ میرے محبوب ﷺ کی سیرت میں اعمال ہیں۔

- اگر قرآن کریم علم ہے...... تو میرے محبوب ﷺ عمل ہیں۔
- قرآن کریم اجمال ہے...... تو آقا ﷺ اس کی تفصیل ہیں۔
- قرآن کریم متن ہے...... تو آقا ﷺ اس کی تشریح ہیں۔

- قرآن کریم ذکر ہے......تو آقا ﷺ اس ذکر کے مذکر ہیں۔
- قرآن کریم نصیحت ہے......تو آقا ﷺ اس کے ناصح ہیں۔
- قرآن کریم وعظ ہے......تو آقا ﷺ واعظ ہیں۔
- قرآن کریم ہدایت ہے......تو آقا ﷺ ہادی ہیں۔
- قرآن کریم رحمت ہے......تو نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔
- قرآن کریم نور ہے......تو آقا ﷺ سراج منیر ہیں۔

ام المؤمنین سیدہ طاہرہ عابدہ زاہدہ مخدومہ امت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا...... کہ امی! آپ بتائیں گی......؟ سمجھائیں گی......؟ سکھائیں گی......؟ ہمارے آقا کی سیرت کیا ہے......؟ تو اماں عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا...... مجھ سے پوچھتے ہو...... تم نے قرآن نہیں پڑھا......؟ سائل نے کہا...... امی قرآن کو روزانہ پڑھتا ہوں...... میں تو محبوب ﷺ کی سیرت پوچھنا چاہتا ہوں...... اماں نے جو جواب دیا...... وہ سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مانند ہے فرمایا...... كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ ...... میرے محبوب کی سیرت تو یہ اللہ کا قرآن ہے۔

تیری صورت تیری سیرت زمانہ میں نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیاری دلیل بے مثالی ہے
محمدؐ مصطفیٰ احمد کے خلق کا مظہر یہ قرآن ہے
ستارہ خلق احمد کا سماں پر بھی درخشاں۔ ہے

مسلمانو یاد رکھو......! میرے آقا ﷺ کی سیرت لیلیٰ مجنوں کے افسانوں میں نہیں ...... ہیر رانجھا کے قصوں میں نہیں...... سوہنی مہینوال کے افسانوں میں نہیں...... سسی پنوں کے دوہڑوں میں نہیں...... شیریں فرہاد کی کہانیوں میں نہیں...... ہمارے محبوب ﷺ کی سیرت اللہ کے قرآن میں ہے......یا پھر خود محبوب کے فرمان میں ہے۔

قرآن کتاب ہدایت:

جب تک قرآن اترتا رہا...... محبوب ﷺ بتاتے رہے ...... کہ کلام خداہے...... کتاب ھدیٰ ہے...... نور ہدایت ہے...... اور جس دن سے میرے آقا اپنے رب کے حضور تشریف لے گئے...... قیامت تک قرآن تعارف کرا کر بتا رہا ہے...... کہ وہ محبوب خداہیں...... رسول خداہیں...... سید الانبیاء ہیں...... یہ بھی عقیدہ رکھئے...... کہ یہ قرآن کتاب ھدیٰ ہے...... یعنی ہدایت کی کتاب ہے

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا...... اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ...... (۱) اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلندی عطا کرتا ہے...... اور بہت سے لوگوں کو پست کرتا ہے۔

قرآن کی مثال:

قرآن کی مثال بارش سی ہے...... جیسے بارش آسمان سے آتی ہے...... قرآن بھی آسمان سے آیا ہے...... بارش کا پانی صاف ہوتا ہے...... قرآن کے احکام بھی صاف اور واضح ہیں...... بارش جب زمین پر آتی ہے...... تو زمین اگر بنجر ہو...... اروڑی ہو...... شور ہو...... کلر ہو...... بے کار ہو...... تو یہ بارش ایسی زمین کو فائدہ نہیں دیتی...... بلکہ بدبو پیدا ہوگی...... قرآن کی بارش جب ہوئی...... تو ابوجہل، ابولہب، عبداللہ بن ابی بن سلول منافق، کعب بن اشرف یہودی کے دل کی زمین اروڑی، بنجر، بیکار، شور اور کلر تھی...... اس لئے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا...... یہ لوگ قرآن سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے ذلیل ہوئے...... رسوا ہوئے...... برباد ہوئے...... اور اگر زمین اچھی ہو...... صاف شفاف ہو

---

(۱) ریاض الصالحین ص ۲۲۷ مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، صحیح المسلم ص ۸۱۷ ج ۱، مشکوٰۃ شریف ص ۱۸٤ ج ۱

اعلیٰ ہو ......تو پانی بھی صاف شفاف پڑا ......اس زمین سے پھل ، پھول ، سبزا اگتا ہے......قرآن کریم کی بارش جب صحابہ کے دلوں کی زمین پر برسی تو پھل اگے ......پھول نکھرے ......بہار آئی ......صدیق کے دل پر قرآن کی بارش آئی ......تو صداقت کے پھول بنے ......عمر کے دل پر قرآن کی بارش آئی ......تو عدالت کے پھول برسے ......بلکہ یوں کہیے......کہ تاجر آیا......قرآن کی بارش نے صدیق بنایا۔

- تلوار لیکر قتل کے ارادہ سے عمر آیا......تو قرآن کی بارش نے عمر کو عادل بنایا۔
- دولت مند آیا......تو ذوالنورین بنا۔
- چھ سال کا کھیلتا بچہ آیا......تو حیدر کرار بنا۔
- سلمان فارسی آیا......تو خاندان نبوت کا فرد بنا۔
- ابوذر آیا......تو فقر کی سلطنت کا تاجدار بنا۔
- ابو ہریرہ آیا......تو حافظ الحدیث بنا۔
- عبداللہ بن مسعود آیا......تو فقیہ امت بنا۔
- عبداللہ بن عباس آیا......تو مفسر قرآن بنا۔
- حمزہ آیا......تو سید الشہداء بنا۔
- حنظلہ آیا......تو غسیل الملائکہ بنا۔
- بلال آئے......عربی نہیں عجمی ہے......سید نہیں حبشی ہے......خوبصورت نہیں...... سانولا ہے......قریب کا نہیں...... دور کا ہے......اپنا نہیں بے گانہ ہے......گورا نہیں کالا ہے......مگر دل صاف ہے......قرآن کی بارش دل پر آئی...... چلتا زمین پر ہے...... قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔

قرآن کا کریم کا دوسرا حق:

حضرات محترم......!اس مقدس کتاب پر ایمان لانے کے بعد اس کا حق ہے...... کہ اس کو پڑھا جائے......یاد رکھئے...... کہ دنیا میں کوئی کتاب ، کتابِ تلاوت نہیں......قرآن کریم کتابِ تلاوت ہے......تورات،انجیل اور زبوران میں سے کسی کتاب کی باقاعدہ تلاوت نہیں ہوتی تھی......ان کتابوں کی حیثیت ایسی تھی ......جیسی وکلاء کی الماریوں میں لاء اور قانون کی کتابیں رکھی ہوتی ہیں......جب ضرورت پڑی...... کتاب نکالی......مسئلہ دیکھا......پھر کتاب وہیں رکھ دی......کسی کتاب کو ثواب کی نیت سے تلاوت نہیں کیا جاتا۔

یہی ایک کتاب قرآن کریم ہے......جس کی تلاوت ہے......اور اس کی تلاوت پر اللہ کی طرف سے بڑے اجر و ثواب کے وعدے ہیں......سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی ایک روایت میں ہے...... کہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز میں قرآن کا ایک حرف پڑھے...... ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں ملتی ہیں......(۱)اگر بیٹھ کر نماز میں پڑھے......تو ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیاں ملتی ہیں......اگر باوضو ہو کر قرآن کو چھو کر پڑھے......تو ہر حرف کے بدلے پچیس نیکیاں ملتی ہیں......اور اگر بغیر ہاتھ لگائے بھی چلتے پھرتے قرآن پڑھے......تو ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں کہیں نہیں گئیں......اور جو شخص پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لئے بھی ہر حرف کے بدلے میں ایک نیکی ہے......پھر یاد رکھئے...... کہ اللہ کے محبوب نبی ﷺ کی امت کی ہر نیکی رمضان المبارک میں ستر گنا بڑھ جاتی ہے......پھر نماز میں ہر عبادت کا ثواب ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے......پھر لیلۃ القدر میں ہزار مہینہ سے افضل

---

(۱) احیاء بحوالہ تحفہ حفاظ ص ۲۰۰ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

اس کو ضربیں دے کر ثواب کا اندازہ لگائیں۔

رب قدوس اور تلاوت قرآن کریم:

اس مقدس کتاب کی تلاوت اللہ تعالیٰ نے خود کی ہے...... کیونکہ یہ کتاب اللہ کا کلام ہے...... اللہ کی مقدس زبان سے نکلا ہوا ہے۔

ایک روایت میں ہے...... کہ زمین و آسمان کے بنانے سے کئی ہزار سال قبل جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی چند سورتوں کی تلاوت کی تو حاملین عرش فرشتے جھوم اٹھے...... اور پکار اٹھے...... کہ کتنی خوش نصیب وہ امت ہے...... کہ جس کے حصہ میں یہ کتاب ہے۔

- کتنی خوش نصیب وہ زبانیں ہیں...... جو اس کتاب کو پڑھیں گی۔
- کتنے خوش نصیب وہ سینے ہیں...... جن میں یہ کتاب محفوظ ہوگی۔
- کتنے خوش نصیب ہیں...... وہ کان جو یہ کلام سنیں گے۔

ایک روایت میں ہے...... کہ جب کوئی اللہ کا بندہ قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے...... تو اللہ تعالیٰ اس کو سن کر بہت خوش ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اور تلاوت قرآن:

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی...... کہ بعض دفعہ ایک ایک رکعت نفل میں ساڑھے چھ چھ پارے تلاوت فرماتے...... اور بعض مرتبہ یوں ہوتا...... کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔(۱)

جبرئیل اور قرآن:

جبرئیلؑ ہر سال رمضان المبارک میں تشریف لاتے...... اور نبی کریم ﷺ کے

---

(۱) اسوہ رسول اکرم ص۱۷۰ تا ۱۷۱ مطبوعہ عمر پبلی کیشنز لاہور

ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے...... جیسے حفاظ ایک دوسرے کو قرآن کریم سناتے ہیں۔(۱)

صدیقؓ اور قرآن:

جناب صدیق اکبرؓ نے کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا...... اللہ کے محبوب میرا کیا کام ہے......؟ امام الانبیاءؐ نے فرمایا...... جو میرا کام ہے...... وہ تیرا کام ہے...... میرا کام دعوت و تبلیغ ہے...... تیرا کام دعوت و تبلیغ ہے...... میرا کام قرآن پڑھنا پڑھانا ہے...... تیرا کام قرآن پڑھنا اور پڑھانا ہے...... صدیق اکبر نے دکان پر جا کر جو قرآن اتر چکا تھا...... اس کی تلاوت شروع کر دی...... پورا دن قرآن بھی پڑھتے رہے...... اور دعوت بھی دیتے رہے...... جب شام کو واپس آئے...... تو چھ جلیل القدر صحابہ جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے...... کلمہ پڑھ چکے تھے...... ان سب کو اللہ کے رسول کی خدمت میں لا کر کہا...... محبوب میری سارے دن کی پونجی یہ عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ اور سعد رضی اللہ عنھم ہیں...... جن کو آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔

عمرؓ اور قرآن:

سیدنا عمر بن خطابؓ نے جب بہن سے قرآن سنا...... اور اس کو اتنا مارا...... کہ بہن لہولہان ہوگئی...... سارا جسم خون سے تر ہوگیا...... بقول حفیظ:

بہن بولی عمر گر تو ہم کو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا کتوں سے بوٹیاں نچوالے
بلندی معرفت کی مل چکی ہے گر نہیں سکتی
میں راہ حق پر آچکی ہوں ہر گز پھر نہیں سکتی

---

(۱) "ان جبرئیل کان یاتیہ یعارضنی القران مرۃ "عن عائشہ مسند ابی یعلیٰ ص ۲۱ ج ۶، صحیح البخاری ص ۳ ج ۱ عن ابن عباس

عمر متاثر ہوئے......قرآن سنا دل پر اثر ہوا......اپنے گلے میں کپڑا ڈال کر خود کو ملزم بنا کر اللہ کے نبی کے حضور حاضر ہوئے۔

حضور نے عمر کے دامن کو جھٹک کر کہا......عمر کیسے آئے ہو......؟ عمر کے جسم پر کپکپی اور لرزہ طاری تھا......عمر بولے......بقول شاعر

سودے کے لئے بازار گئے ہم
ہاتھ اس کے بکے جس کے خریدار تھے ہم

قرآن کی تاثیر تھی......نبی کی دعا تھی......رب کی تقدیر کا فیصلہ تھا......کہ عمر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

سیدنا عمرؓ ہمیشہ عہدہ کے لئے نماز اور قرآن کے پابند کو ترجیح دیتے......عمر کا انجام شہادت بھی مصلیٰ رسول، محراب النبی، مسجد نبوی میں، نماز فجر میں، قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

عثمانؓ اور قرآن:

سیدنا عثمانؓ کی تو پوری زندگی قرآن سے وابستہ ہے......عثمانؓ نے کلمہ پڑھا......تو سامع قرآن بن کر......عثمانؓ نے زندگی گزاری......تو قاری قرآن بن کر ......عثمانؓ نے دور حکومت گزارا......تو جامع اور ناشر قرآن بن کر......عثمانؓ دنیا سے رخصت ہوئے......تو شہید قرآن بن کر۔

علی المرتضیٰؓ اور قرآن:

سیدنا علی المرتضیٰؓ ان لوگوں میں سے ہیں......جن کو خدمت قرآن کی زیادہ سعادت نصیب ہوئی......حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں جب قرآن کریم کی جمع وتدوین کا کام شروع تھا......تو سیدنا علیؓ اس کمیٹی کے اہم رکن تھے......اپنی تلاوت کا یہ

عالم تھا...... کہ صبح اٹھتے قرآن کی تلاوت شروع ہوتی...... جہاد بھی کرتے ......قرآن بھی پڑھتے......شام کو جب واپس آتے......تو قرآن والناس تک پہنچ چکا ہوتا تھا۔

حسنین ؓ اور قرآن:

سیدنا حسن ؓ نے تخت خلافت پر بیٹھ کر قرآن پڑھا......سیدنا حسین ؓ کو کسی نے کربلا کے ریگ زاروں میں کہا تھا...... کہ حسین ؓ آج آپ قرآن پڑھ رہے ہیں......؟ تو سیدنا حسین ؓ نے فرمایا...... کہ کیوں نہ پڑھوں...... کہ نانا محمد مصطفیٰ ﷺ نے طائف کے پتھروں میں قرآن پڑھا ہے......نانی خدیجہ نے محمد ﷺ کی مرہم پٹی کر کے قرآن پڑھا ہے......اباّ علی المرتضیٰ نے میدان جہاد میں قرآن پڑھا ہے......اماں فاطمہ الزہراء ؓ نے چکی پیس کر قرآن پڑھا ہے...... بھائی حسن نے تخت خلافت پر بیٹھ کر قرآن پڑھا ہے......آج مجھ حسین کو کیا ہو گیا ہے...... کہ قرآن نہ پڑھوں......؟ مزا تو تب ہے...... کہ آج کربلا کے میدن میں تلواروں کے سائے میں خون میں غلطاں ہو کر قرآن پڑھ کر نانا مصطفیٰ کی طائف کی سنت کو زندہ کروں۔

پڑھو ہر دم درود ان پر لیاقت ہو تو ایسی ہو علی بابا نبی نانا شرافت ہو تو ایسی ہو
بر نیزے پہ حضرت نے سنایا یوں کلام اللہ ملائک بھی ہوئے حیراں تلاوت ہو تو ایسی ہو

صحابہ اور قرآن:

تلاوت قرآن میں کس کس کا ذکر کیا جائے......صحابہ کرام کی تو زندگی اللہ کا قرآن تھا......سیدنا ابی بن ابن کعب انصاری ؓ کو حضور ﷺ نے اس امت کا سب سے بڑا قاری کہا۔(۱)

---

(۱) ترمذی ص۲۲۸ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۷۸ ج۲

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ اتنا اچھا قرآن پڑھتے تھے...... کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا...... کہ تو مجھے قرآن سنا...... عرض کیا یارسول اللہ میں آپ پر کیسے پڑھوں...... آپ پر تو قرآن اترا ہے...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... کہ تو مجھے سنا میرا دل خوش ہو...... کہ جن کو قرآن پڑھایا...... وہ کتنا اچھا پڑھتے ہیں۔(۱)

میرے اکابر اور تلاوت قرآن:

سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ ؒ ہر روز رات میں قرآن کریم کا ایک ختم کیا کرتے تھے۔(۲)

امام شافعی ؒ کی بچی جتنی دیر میں کھانا تیار کرتی ...... اتنی دیر میں پندرہ پارے تلاوت کر لیتی...... خود امام شافعی ؒ ہر رات قرآن کریم کا ختم کرتے تھے۔(۳)

- امام احمد بن حنبل ؒ دن رات میں تین سو رکعت پڑھتے تھے۔(٤)
- امام ابو یوسف ؒ روزانہ سو رکعت نماز پڑھتے تھے۔(٥)
- امام بقی بن مخلد ؒ ہر رات تیرہ رکعتوں میں پورا قرآن ختم کرتے تھے...... اور ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔(٦)

---

(۱) ترمذی ص۲۲۱ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۷۸ ج۲ (۲) حضرت امام اعظم (متوفی ۱۵۰ ھجری) ایک بار دن کو اور ایک بار رات کو قرآن کریم ختم کرلیتے تھے (الجوهر المضیه ص٥٢٤ ج۲)، عبد الله بن مبارک فرماتے هیں که امام صاحب کا پینتالیس ٤٥ سال تک یه معمول رها که وه ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھتے اور رات کو دو رکعتوں میں پورا قرآن کریم ختم کردیتے تھے (بغدادی ص٣٥٥ ج١٣)، حضرت خارجه بن مصعب کهتے هیں که کعبه میں چار بزرگوں نے قرآن ختم کیا هے حضرت عثمان، حضرت تمیم داری، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت امام ابو حنیفه رضی الله عنهم (بغدادی ص٣٥٧ ج١٣)، جس جگه امام صاحب کی وفات هوئی اس مقام پر امام صاحب نے سات هزار مرتبه قرآن کریم پڑھا تھا (البدایه والنهایه ص١٠٧ ج١٠) (٣) بغدادی ص٦٣ ج٢ (٤) تهذیب التهذیب ص٧٤ ج١ (٥) دول الاسلام ص٩٤ ج١ (٦) تذکرة الحفاظ ص١٨٥ ج٢

- امام بخاری ؒ روزانہ ایک ختم کیا کرتے تھے......اور رمضان میں روزانہ دو قرآن ختم کیا کرتے تھے۔(۱)
- امام ابن عساکر ؒ روزانہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔(۲)
- شاہ محمد اسماعیل شہید ؒ عصر سے مغرب تک پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔(۳)
- حضرت حسین احمد مدنی ؒ نے جیل کی کوٹھڑی میں بیٹھ کر پورا قرآن زبانی یاد کیا ہے
- اس گئے گزرے دور میں بھی مولانا مسعود اظہر نے انڈیا کی جیل میں ایک ماہ میں مکمل قرآن کریم حفظ کیا۔
- مولانا اعظم طارق شہید ؒ جیل میں یومیہ ایک قرآن اور دس پارے تلاوت کرتے تھے......کس کس بزرگ کا ذکر کروں پوری رات گزر جائے گی۔

وسعت دل ہے بہت وسعت صحرا کم ہے
اس لئے مجھ کو تڑپنے کی تمنا کم ہے

قرآن کریم کا تیسرا حق:

حضرات والا......! قرآن کریم کا تیسرا حق قرآن کو پڑھنے کے ساتھ اس کو سمجھنا ضروری ہے......تاکہ پتہ چلے اس کا حق کیا ہے......قرآن کہتا کیا ہے......قرآن چاہتا کیا ہے......قرآن بتاتا کیا ہے......قرآن کا معنیٰ کیا ہے......قرآن کا مفہوم کیا ہے......قرآن کا مقصد کیا ہے......اور قرآن کا مطلب کیا ہے۔

بڑے افسوس سے یہ بات کہنا پڑتی ہے......کہ ہم مسلمان لوگ غیروں کے کلاموں کو سمجھتے ہیں......ان کے معانی ومطالب یاد کرتے ہیں......ان کی زبانیں سیکھتے ہیں۔

---

(۱) بغدادی ص۱۲ ج۲، طبقات الشافعیہ ص۹ ج۲ (۲) تذکرہ ص۱۲۱ ج۴ (۳) فیض الباری ص۱۹۸ ج۴

مگر اپنے اللہ کا کلام نہیں سیکھتے...... اپنے محبوب رب کی محبوب زبان نہیں سیکھتے...... حدیث میں ہے...... کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا...... کہ لوگو...... اَحِبُّوا الْعَرَبَ بِالثَّلَاثِ...... اہل عرب سے تین وجہ سے محبت کرو

۱ اَنَا مُحَمَّدٌ عَرَبِیٌّ...... میں محمد عربی ہوں۔

۲ وَالْقُرْآنُ عَرَبِیٌّ ......اور اللہ کا قرآن عربی ہے۔

۳ وَلِسَانُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِی الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ ......اور جنت میں جنتیوں کی زبان عربی ہے

حضرت مولانا محمد عثمان کا واقعہ:

میں طالب العلمی کے ابتدائی دور میں مدرسہ خدام القرآن میرے شاہ صادق آباد میں پڑھتا تھا......اور تقریریں بھی وہیں سے سیکھیں...... باقاعدہ طلبا کو خطابت سکھائی جاتی ہے...... وہاں اب بھی میرے ایک شفیق استاد مولانا عبدالقیوم شجاع آبادی ہیں...... جنہوں نے مجھے زادالطالبین پڑھائی تھی...... اور تقریریں یاد کراتے تھے ......اور سکھاتے تھے ......ان کی دعائیں ہیں...... جو آج قبول ہو رہی ہیں...... ورنہ میری اپنی کوئی اوقات نہیں۔

میرے شاہ مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد عثمان صاحبؒ جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے......اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے...... انہوں نے اپنی طالب العلمی کا واقعہ بیان کیا...... کہ میں جامعہ عباسیہ بہاولپور جو آج جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہے...... میں پڑھتا تھا...... وہاں اس وقت درس نظامی پڑھایا جاتا تھا...... نواب صادق مرحوم کا دور تھا...... اس وقت ایک انگریز آیا...... اس نے پورے جامعہ کا معائنہ کیا۔ قرآن کریم کی درسگاہ میں آیا...... جہاں کم سن چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے...... انگریز ان کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا...... یہ کتاب قرآن ان لوگوں کی زبان کی

کتاب نہیں.....مگر کمال ہے.....کہ بچے زبانی پڑھ رہے ہیں.....اس نے ایک چھوٹے بچے کو کھڑا کر کے قرآن سنا.....پھر حیرت سے پوچھا.....بچے ! کیا تمہیں اس کتاب کا مطلب بھی آتا ہے.....؟

سامعین محترم.....!اس انگریز نے بچے سے پوچھا تھا.....ہم بڑوں سے اگر کوئی پوچھے.....تو کیا ہمیں قرآن کا مطلب آتا ہے.....؟ ہر گز نہیں.....اس بچے نے جواب د یا.....نہیں جو استاد پڑھاتا ہے..... میں اسے یاد کرتا ہوں..... مجھے اس کے معنیٰ کا کوئی پتہ نہیں ہے.....اس انگریز نے نواب صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا.....نواب صاحب ! تم مسلمان ہم انگریزوں کے کلام کا معنیٰ تو سمجھتے ہو..... اپنے رب کے کلام کا معنیٰ نہیں جانتے..... مسلمانو..... !انگریز نے بھی ہمیں غیرت دلائی ہے..... کہ اللہ کے کلام کا معنیٰ سمجھیں..... مگر یاد رکھو اپنی رائے سے قرآن سمجھنے کی کوشش نہ کرنا.....ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے..... جب تک کسی عالم سے قرآن کی نسبت نہ ملے .....اللہ کے نبی ﷺ کے بتائے بغیر تو صحابہ کرام جو صاحب زبان تھے.....وہ بھی نہ سمجھ سکے..... چہ جائیکہ آج کا جدید تہذیب کا دلدادہ ترجمہ والا قرآن گھر میں رکھ کر پڑھے اور سمجھے.....کہ میں قرآن سمجھ چکا ہوں.....وقت بہت گزر گیا ہے.....اب مختصر کرتا ہوں۔

قرآن کا چوتھا حق:

مسلمانو! یاد رکھئے.....کہ قرآن کریم کے نزول کا مقصد صرف مقدس کتاب بنا کر جزدانوں میں سجا کر مشک وعنبر لگا کر رکھ دینا نہیں..... یا کسی تنازعہ میں اس کو عدالتوں میں لے جا کر سر پر رکھ کر اس کی قسمیں اٹھانے کے لئے نہیں..... یا یہ اس لئے نہیں..... کہ ہم اس کی تصویر بنائیں.....اور دولت کمائیں.....اور یہ بھی یاد رکھیں.....اس کے پڑھنے کا بڑا اجر وثواب ہے.....مگر یہ بھی صرف اور صرف مقصود نہیں..... بلکہ قرآن کریم عمل کی کتاب

ہے......درس انقلاب ہے......قرآن کے قوانین کو ہم اپنی زندگی میں نافذ کریں......اس پر عمل کریں۔

مسلمانو......! آج ہم اپنی زندگیوں پر غور کریں......کہ قرآن کریم سے ہم کتنے دور ہو چکے ہیں۔آج اگر ہم قرآن پر عمل کرتے......تو رسوا نہ ہوتے۔

- قرآن پر عمل کرتے......تو ذلیل نہ ہوتے۔
- قرآن پر عمل کرتے......تو غیروں کے غلام نہ ہوتے۔
- قرآن پر عمل کرتے......تو ظلم کی چکی میں نہ پستے۔

کتنے افسوس کی بات ہے......کہ ہمارا نام مسلمانوں کا ہے کام بے ایمانوں کا ہے۔

- قرآن کو مان کر......سود کھاتے ہیں۔
- قرآن کو مان کر......زنا کرتے ہیں۔
- قرآن کو مان کر......شراب پیتے ہیں۔
- قرآن کو مان کر......رشوت کے بازار گرم ہیں۔
- قرآن کو مان کر......کفر سے دوستی ہے۔
- قرآن کو مان کر......یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں۔
- قرآن کو مان کر......نہیں پڑھتے۔
- قرآن کو مان کر......قرآن نہیں سمجھتے۔
- قرآن کو مان کر......قرآن نہیں سیکھتے۔
- قرآن کو مان کر......علماء، اولیاء اور صلحاء سے دشمنی ہے۔
- قرآن کو مان کر......پیغمبر کی سنتوں سے بغاوت ہے۔

ہم بیٹھ کر سوچیں......کہ یہ کہیں دین سے بغاوت تو نہیں......یہ کہیں منافقت تو نہیں قرآن کریم سے دوری کا عالم تو یہ ہے......کہ آج عدالت میں جائیں......ملک

مسلمانوں کا ہے.....عدالت مسلمانوں کی ہے.....کیس کا مدعی مسلمان ہے.....ملزم مسلمان ہے.....گواہ مسلمان ہے.....وکیل مسلمان، جج مسلمان، مگر جب فیصلہ ہوتا ہے.....تو مسلمانوں کے ملک میں، مسلمانوں کی عدالت میں، مسلمان ملزم و مدعی اور مسلمان وکیل و جج کی موجودگی میں قرآن کے خلاف ہوتا ہے.....اس سے بڑی بے عملی اور منافقت کیا ہوگی۔

قرآن کریم کا پانچواں حق:

مسلمانو.....! قرآن پر ایمان لاکر، اس کو پڑھ کر، اس پر عمل کر کے، اس کو سمجھ کر اب ہماری ذمہ داری یہ ہے.....کہ اس کی اشاعت و تبلیغ کریں۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کے صدقے سے اس امت کے حصے میں اشاعت و تبلیغ کا فریضہ آیا ہے.....اشاعت کے مختلف طریقے ہیں.....کسی میں شریک ہوں .....یقیناً اشاعت و تبلیغ کا اجر ملے گا۔

قرآن کریم کے مدارس، تبلیغ قرآن کا فریضہ ادا کر رہے ہیں .....ان میں ہزاروں بچے قرآن کریم حفظ و ناظرہ پڑھتے ہیں.....ان درس گاہوں سے متعلق جتنے لوگ ہیں.....وہ سب فریضہ تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

استاذ پڑھا کر تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہا ہے.....شاگرد پڑھ کر فریضہ تبلیغ سیکھ رہا ہے ان درس گاہوں میں زیر تعلیم بچوں کی کفالت کرنے والے.....ان کا تعاون کرنے والے.....ان کو کتابیں، قرآن لیکر دینے والے.....ان کی خوراک پوشاک، علاج معالجہ کا انتظام کرنے والے.....ان درس گاہوں کے قیام میں تعاون کرنے والے.....سارے کے سارے اس فریضہ تبلیغ کو ادا کر رہے ہیں۔

ایسے جہاد کرنے والے مسلمان بھی قرآن کے قانون کی سربلندی کے لئے

مصروف عمل ہیں...... یہ بھی تبلیغ کی ایک قسم ہے۔

تبلیغ کی چار قسمیں:

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ فرمایا کرتے تھے...... کہ تبلیغ کی چار قسمیں ہیں

(۱) قدمی تبلیغ، چل کر تبلیغ کرنا...... جیسے جماعتیں یا علماء و مبلغین دوسروں کے پاس جا کر دین پہنچاتے ہیں۔

(۲) قولی تبلیغ، یعنی تلاوت کے ذریعہ لوگوں کو قرآن کے عمل پر ابھارنا...... یا معانی و مطالب بتا کر تبلیغ کرنا...... جیسے ناصحین، واعظین، مبلغین اس فریضہ تبلیغ کو ادا کرتے ہیں۔

(۳) قلمی تبلیغ،...... یعنی تحریر کے ذریعہ فریضہ تبلیغ ادا کرنا...... جیسے نبی کریم ﷺ نے خود خطبہ حجۃ الوداع لکھوا کر ابو شاہ کو بھجوایا تھا...... ہمارے اکابر کی تصانیف یہ قلمی تبلیغ ہیں۔ حضرت تھانویؒ کی ایک ہزار سے زائد کتب ہیں...... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، مفتی محمد شفیعؒ اور تمام اکابر کی تالیفات اسی سلسلہ کا حصہ ہیں۔

(۴) قلبی تبلیغ، یعنی دل کی توجہ سے کسی کو دین کی طرف بلانا،

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

یہ جتنے اہل اللہ، اہل تصوف مشائخ، بزرگان دین کے سلاسل ہیں...... سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، یہ سب اسی تبلیغ کا حصہ ہیں...... اس لئے کسی نہ کسی صاحب نسبت سے اپنا تعلق اصلاح کے لئے جوڑنا بہت ضروری ہے ورنہ آدمی بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔

چار جماعتیں:

شاہ ولی اللہ ؒ نے لکھا ہے...... دین اسلام اور قرآن کی اشاعت وتبلیغ کے لئے چار جماعتوں کا ہونا ضروری ہے:

(۱). علماء دین ومشائخ کی جماعت...... جو تبلیغ کے ذریعے دین پھیلائے۔

(۲). معلمین ومدرسین کی جماعت...... جو تدریس کے ذریعہ دین پھیلائے۔

(۳). مجاہدین کی جماعت...... جو جہاد کے ذریعہ دین پھیلائے۔

(۴). معاونین کی جماعت...... جو ان تینوں جماعتوں کے چلانے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرات محترم......! مختصراً بندہ نے قرآن کریم کے حقوق بیان کئے ہیں۔

دعا:

دلی دعا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن کریم پر کامل ایمان رکھنے...... اعمال صالحہ کرنے...... قرآن کریم کے آداب اور تجوید کے اصولوں کے مطابق سیکھ کر پڑھنے...... اہل حق علماء سے قرآن سمجھنے...... اور اس پر صحیح صحیح عمل کرنے اور دنیا میں اس کو پھیلانے کی توفیق عطا کرے...... اور رمضان المبارک کے برکات ومنافع نصیب کرے۔۔آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیدہ عائشہ اور جنگ بدر

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَم......O بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّه مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَواهِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... O بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ...... وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی ...... اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ...... قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ......لَاهِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ ......وَلٰکِنْ جِهَادٌ وَّنِیَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا...... (۱)وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ......اِذَا تَرَکْتُمُ الْجِهَادَ فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْکُمُ الذِّلَّةَ......وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا......قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... یَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِیْلُ یُقْرِءُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ هُوَیَرٰی مَالَا اَرٰی (۲)عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ......قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اَلَااِنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ(۳)

---

(۱) صحیح البخاری ص۴۳۳ ج۱ صحیح المسلم مسند ابی یعلی ص۲۹۸ ج۴ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یہ الفاظ حدیث میں نہیں ملتے البتہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ص۳۹۹ ج۱ پر ایک باب باندھا ہے الجہاد ماضٍ مع البر والفاجر بقول النبی ﷺ الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیٰمۃ نیز مشکوٰۃ شریف میں اس سے ملتے جلتے الفاظ بھی ملتے ہیں الجہاد ماض مذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل آخر هذه الامت الدجال لا یبطلهٗ جور جائر و لا عدل عادل والایمان بالاقدار رواه ابو داؤد مشکوٰۃ ص۱۸ ج۱ (۲) کنز العمال ص۶۱ ج۱۲ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان ، مسند ابی یعلی ص۲۳۰ ج۴، صحیح البخاری ص۵۳۲ ج۱، صحیح المسلم ص۲۸۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۷۳ ج۲، ترمذی ص۲۲۷ ج۲، فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل ص۸۷۱ ج۲.

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ...... (۱)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

قابل صد اعزاز وتکریم...... بزرگو...... دوستو اور مسلمان بھائیو! گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں رمضان المبارک کے اہم ترین واقعات اوران کی فہرست آپ حضرات کے سامنے بیان کی تھی...... رمضان المبارک ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے...... جس میں اسلام کے اہم ترین واقعات پیش آئے ہیں۔

آج کے اس خطبہ میں تمام واقعات کو دہرایا تو نہیں جاسکتا نہ ان پر تفصیل سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔

سترہ رمضان کے اہم واقعات:

دو تین واقعات بطور نمونہ کے پیش کروں گا...... اسلئے کہ ان میں ایک ایک واقعہ ایسا ہے...... کہ اگر ان پر تفصیلی گفتگو کی جائے تو کم از کم ایک ایک جمعہ خرچ ہوسکتا ہے...... لیکن میں وقت کی قلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور حالات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے نہایت ہی مختصر گفتگو کروں گا...... ایک چیز تو یہ موقع اور مناسبت سے بیان کرنی ہے...... کہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو بدر کے میدان میں جناب سرور کائنات امام المرسلین جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فتح کیا...... اسلام کی سب سے پہلی جنگ کا یہ واقعہ ہوا...... دوسرا اسی مناسبت سے ملت اسلامیہ کی عظیم خاتون مریم اسلام زوجۃ الرسول سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ

(۱) مشکوٰۃ ص ۵٦٤ ج ۲، جامع ترمذی ص ۲۱۲ ج ۲

رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو ہوا...... پھر اسی رمضان کی سترہ تاریخ کو یہ اہم واقعہ پیش آیا...... کہ رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی اور پیاری لخت جگر، بنت پیغمبر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جس نے تین ہجرتیں دو حبشہ کی اور ایک مدینہ کی کی تھیں...... سیدنا عثمان کی زوجہ تھیں...... ان کا انتقال بھی اسی تاریخ کو ہوا...... اور پھر اسلامی تاریخ میں اسی سترہ تاریخ کو ایک اور واقعہ پیش آیا وہ واقعہ ہمارے نوجوانوں کے لیئے سب سے زیادہ سبق آموز ہے...... کہ ایک خاتون کی آواز پر، اس کے ایک خط کی تحریر پر، سترہ سالہ عرب کا نوجوان جس کو دنیا محمد بن قاسم کے نام سے یاد کرتی ہے...... عرب کی دھرتی سے اٹھا...... سندھ سے گذرتے ہوئے اس نے ملتان میں آ کر ملتان پر اسلامی پرچم لہرایا...... راجہ داھر کو شکست دی تھی...... یہ چار پانچ واقعات ایک تاریخ میں ہوئے ہیں...... وہ تاریخ رمضان کی سترہ تاریخ تھی...... ایک روایت کے مطابق 17 رمضان کو سیدنا علیؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا...... 21 رمضان کو شہید ہوئے...... یہ چند ایک مضامین آج کے خطبے میں سمیٹ کر پیش کروں گا...... دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سننے سمجھنے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غزوۂ بدر:

سب سے پہلے غزوۂ بدر کے متعلق عرض کرتا ہوں...... یہ بھی ایک تاریخی حقائق ہوا کرتے ہیں...... کہ آدمی جنگ سے پہلے اس کے اسباب پیش کرے...... میں اگر اس کے اسباب پر بھی گفتگو کروں...... کہ غزوۂ بدر کیوں واقع ہوا...... کیا حالات تھے......! کیسے فوجیں چلیں...... کس طریقے سے لشکر آئے......؟ کیا ضرورت پڑ گئی تھی......؟ تو اسی پہ ہی وقت پورا ہو جائے گا...... لیکن اس واقعہ سے جو اہم سبق ہمیں ملتا ہے...... میں صرف وہ چنی چنائی باتیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جنگ کی دو قسمیں غزوہ اور سریہ:

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جتنی جنگیں لڑی گئیں......ان کی دو قسمیں ہیں...... ایک وہ جنگ جس کی قیادت اور کمان آمنہ کے دریتیم نے فرمائی......اس کو اسلامی تاریخ میں غزوہ کہا جاتا ہے......اور جس جنگ میں خود پیغمبرؐ نے شرکت نہیں فرمائی...... بلکہ صحابہ کرام میں سے کسی کو قائد بنا کر ساتھ بھیج دیا......خود مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا......اس جنگ کا نام اسلامی تاریخ میں سریہ ہے...... 72 سرایا آپ کی زندگی میں ہوئے ......جن میں فوج کے قائد حضور نہیں بلکہ صحابہ تھے...... اور 28 غزوات دس سال کے مختصر عرصے میں ہوئے ......آج کسی ملک میں پندرہ سال کے عرصے میں چند دن کے لئے ایک جنگ بھی ہو جائے ......تو قومیں یہ سمجھتی ہیں یہ ملک دیوالیہ ہو چکا ہے۔

حالات خراب ہو گئے ہیں......وہاں کی معیشت برباد ہو گئی ہے......وہاں کی سیاست تباہ ہو گئی ہے......وہاں کے لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں......لیکن پیغمبر ﷺ کی جرأت، نبی کا حوصلہ اور پیغمبر کے صحابہ کی بہادری ملاحظہ کیجئے......کہ دس سال کی زندگی میں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے 28 وہ جنگیں لڑی ہیں...... جن میں پیغمبر بذات خود شریک ہوئے ہیں......پیغمبر ﷺ نے فوج کی خود کمان کی ہے ......فوج کی خود قیادت فرمائی ہے...... اور 72 کے قریب وہ جنگیں ہیں......جن میں اللہ کے پیغمبر نے صحابہ کو سربراہ بنا کر بھیجا ہے۔

جہاد کامیابی کی علامت:

اسلامی تاریخ میں وہ دس سال پیغمبر کی زندگی کے اس طرف نشان دہی کرتے ہیں...... کہ مسلمانوں میں جب تک جذبہ جہاد باقی رہے گا...... جذبہ حریت باقی رہے گا......کفر کے مقابلہ میں مسلمان لڑتا رہے گا...... میدان جہاد میں جاتا رہے گا......خود جائے تب بھی کامیاب ہوگا......اپنے نوجوانوں کو تیار کر کے بھیجے تب بھی کامیاب ہوگا......پیغمبر علیہ

السلام نے ۲۷ سرایا ۲۸ غزوات لڑ کر عملی طور پر یہ ثابت کیا...... کہ پیغمبر علیہ السلام جب مدینہ میں پہنچے تھے...... تو صرف مدینہ طیبہ اتنی چھوٹی سی بستی تھی...... چھوٹا سا شہر تھا کہ جتنی آج مسجد نبوی ہے...... اس وقت سارا مدینہ ہوا کرتا تھا...... اتنی سی جگہ پہ اللہ کے نبی محدود تھے...... اور مدینہ کے یہودی، پیغمبر کے مخالف تھے...... مدینہ کے عیسائی نبی کے دشمن تھے...... مدینہ کے منافق نبی کے دشمن تھے...... لیکن پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کا فریضہ امت کے سامنے پیش کیا...... جس پر پیغمبر نے خود بھی عمل کیا...... صحابہ کو بھی عملی زندگی کا سبق دیا...... خود بھی شریک ہوئے...... صحابہ کو بھی شریک کیا...... جوانوں کو بھی شریک کیا...... بچوں کو بھی شریک کیا...... حتیٰ کہ عورتوں کو بھی جہاد میں شریک کیا...... دس سال کا مختصر عرصہ گذرنے کے بعد جب آمنہ کے در یتیم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا وصال انتقال پر ملال ہوا...... تو تاریخ یہ بتاتی ہے...... کہ جب آقا مدینہ میں آئے تھے تو رہائش کا اپنا مکان نہیں تھا...... وہ بھی ابوایوب انصاری نے دیا تھا...... جب مدینے میں آئے تھے تو جگہ خریدی گئی تھی...... جب مدینے میں آئے تھے مسجد کی زمین خریدنے کے لیئے پیغمبر کے پاس پیسے نہیں تھے...... نبی کی جماعت اس وقت بے سروسامانی کے عالم میں تھی...... دس سال جہاد کرنے کے بعد اللہ نے اتنی بڑی طاقت عطا کی...... کہ پیغمبر جب دنیا سے رخصت ہوئے...... اس وقت دس لاکھ مربع میل تک اسلامی پرچم لہرا رہا تھا...... اس سے ہمیں سبق ملتا ہے...... کہ جہاد مسلمانوں کی ایک اہم ترین طاقت ہے...... کہ جب تک مسلمان میدان جہاد میں رہے گا لڑتا رہے گا...... کامیابی سے ہمکنار ہوتا رہیگا...... جب یہ بزدل ہو کر بیٹھ جائے گا...... اس وقت یہ شکست کا سامنا کرے گا...... آپ اور ہم دیکھیں...... یہ کتنے افسوس کی بات ہے...... کہ کشمیر مسلمانوں کا ہو اور فیصلہ کرنے کے لیئے امریکہ آئے۔

سب سے پہلا غزوہ:

سب سے پہلا غزوۂ بدر ہے...... آقا مدینے میں آئے ایک سال گزرنے کے بعد دوسرا سال شروع ہوا...... اسلامی لشکر کی تعداد 313 بتائی جاتی ہے...... کچھ عورتیں تھیں...... حضور جب مکے سے مدینے آئے...... تو صرف 72 مسلمان تھے......(۱) اللہ کے پیغمبر نے محنت کی مکے اور قرب و جوار کے رہنے والے انصار نے اسلام قبول کیا...... کچھ صحابہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے ...... نتیجہ سامنے آیا...... رحمتہ اللعالمین جب میدان بدر کی طرف گئے...... اس کا پس منظر ایک مستقل موضوع ہے...... اس کو فی الحال چھوڑتا ہوں۔

اسباب بدر:

ابوسفیان قافلہ لے کر گذر رہا تھا...... حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا خیال تھا...... کہ اس پہ حملہ کر دیا جائے...... وہاں سے مال لوٹ کر لایا جائے...... مال غنیمت ہم اپنے پاس اکٹھا کریں......(۲) ادھر ابوجہل کو معلوم ہوا تو یہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہوا...... دوسری طرف یہ لشکر آرہا تھا...... حدیث میں آتا ہے کہ جبرئیل امین قرآن مجید لے کر آئے...... آ کر کہا محبوب! دو فوجیں آپ کے سامنے ہیں حق و باطل کا معرکہ ہو سکتا ہے...... آپ کے صحابہ شہید بھی ہو سکتے ہیں...... آپ اپنے نہتوں کو لے کر بدر کے میدان میں جائیں...... دوسری طرف یہ ہے...... کہ اگر آپ ابوسفیان کے اس قافلے کو کنٹرول کریں گے تو قافلہ رک جائے گا...... آپ اس سے دولت لے آئیں گے۔

دولت مل جائے گی...... شہادت نہیں ملے گی۔

دولت مل جائے گی...... عظمت سے محروم ہو جائیں گے۔

دولت مل جائے گی...... کامیابی کی راہیں کھلنا بند ہو جائیں گی۔

---

(۱) فتح الباری ص۲۲۷ ج۷ باب عدۃ اصحاب بدر. (۲) سورت مصطفی ص۵٦ ج۲

دولت وشہادت صحابہ کی نظر میں:

جبرائیل علیہ السلام نے کہا...... یارسول اللہ ﷺ پسند فرمائیں...... کس چیز کو پسند کرتے ہیں پیغمبر نے جب صحابہ کے سامنے بات رکھی...... حدیث میں آتا ہے...... صدیقؓ کھڑے ہو گئے...... اللہ کے محبوب ہم مکہ چھوڑ کے آپ کے ساتھ آئے ہیں...... آپ کو مدینے میں تنہا نہیں چھوڑیں گے......(۱) فاروق نے کہا ہم جان دینے کے لیئے تیار ہیں...... حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ...... میں تم سے گفتگو نہیں کر رہا...... میرا مقصد کچھ اور ہے......(۲) کوئی اور تیسرے آدمی سیدنا مقداد صحابی اٹھے کہا اللہ کے رسول! ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے تیار ہیں......(۳) ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں...... موسیٰ کی قوم نے کہا تھا...... اِذهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُون ...... تو اور تیرا رب جا کر لڑئیں...... ہم یہاں پر بیٹھیں ہیں...... محبوب ہم ایسا نہیں کریں گے...... بلکہ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا...... وہاں ہمارا خون گرے گا...... جہاں آپ کا اشارہ ہوگا...... وہاں ہماری جانیں قربان ہوں گی...... اللہ کے پیغمبر نے پھر فرمایا مقداد! تم بھی بیٹھ جاؤ...... کوئی اور صحابی رائے پیش کرے......

پیغمبر کا منشا یہ تھا...... کہ جن انصار نے جرأت کے ساتھ خطوط لکھ کر دعوت دے کر قافلے بھیج کر ہمیں بلوایا ہے...... نبی دیکھنا یہ چاہتے تھے...... کہ ان لوگوں میں کتنی جرأت ہے ...... انصار میں سے ایک صحابی اٹھے...... ان کا نام سعد بن معاذ تھا...... وہ کھڑے ہو گئے...... کہنے لگے اللہ کے پیغمبر ہم آپ کی گفتگو کا انداز سمجھ گئے ہیں...... آپ ہمیں آزمانا چاہتے ہیں...... ہم سے پوچھنا چاہتے ہیں...... محبوب پھر گھبرانے کی ضرورت نہیں

---

(۱) سیرت مصطفی ص۶۱ ج۲ (۲) سیرت مصطفی ص۶۱ ج۲ (۳) فتح الباری ص۲۲۳ ج۷، زرقانی ص۴۱۲ ج۱، سیرت ابن ہشام ص۱۲ ج۲

خدا کی قسم...... اِنَّا نَحْنُ نُقَاتِلُ عن اَمَامَكَ وعنْ خَلْفَكَ وعن يَمِيْنُكَ و عَنْ شُمَالِكَ......(۱) محبوب نہ گھبرائیں! ہم آپ کی دائیں جانب بھی کھڑے ہو کر لڑیں گے...... سامنے اگر کوئی دشمن آئے گا...... تب بھی لڑیں گے...... پچھلی طرف سے اگر کسی نے حملہ کیا...... ہم تب بھی لڑیں گے...... محبوب ہماری جانیں قربان ہوں گی...... ہمارے جسم کی بوٹیاں ہو سکتی ہیں...... پیارے محبوب آپ کی آبرو پہ آنچ نہیں آنے دیں گے...... یہ جملے سن کر خوشی سے نبوت کی آنکھوں میں آنسو آگئے...... آقا نے آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر انصار کے لئے دعا مانگی...... پھر حضور ﷺ نے صحابہ کو تیار کیا۔

دو کم سن بچوں کا جذبہ جہاد:

دو چھوٹے بچے شہزادے آتے ہیں...... کہتے ہیں آئے اللہ کے رسول ہمیں قبول فرمائیں...... عمریں پوچھی گئیں تو ایک بچہ 15 سال کا تھا...... دوسرا اس سے بھی چھوٹا تھا...... حضور ﷺ نے فرمایا 15 سال سے کم عمر والا چھوٹا ہے...... (15 سال والا نبی کی شریعت میں بالغ ہوتا ہے) حضور نے فرمایا بڑے کو قبول کر لیتا ہوں...... چھوٹے کو نہیں...... چھوٹا کھڑا ہو گیا...... کہا آقا ﷺ اس کو قبول کیا ہے۔

مجھے کیوں نہیں قبول فرماتے...... میں اس سے طاقت میں زیادہ ہوں...... لڑنے میں زیادہ ہوں...... پہلوانی میں اس سے زیادہ ہوں...... مجھے بھی اجازت دی جائے...... بلکہ اس چھوٹے بچہ نے کہا...... اس سے میری کشتی کرا دیں...... میرا بھائی مجھ سے کشتی لڑے...... حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کشتی لڑو...... بچوں میں کیا جذبہ حریت تھا...... کیا جذبہ جہاد تھا...... آج کا نوجوان کرکٹ کا پلیئر ہے...... ہاکی کا چمپیئن ہے...... کاش آج کے نوجوان بھی میدان جہاد کے چمپیئن ہوتے۔

---

(۱) البدایہ والنہایہ ص۲۶۲ ج۳ ، راجع عیون الاثر ص۲۴۷ ج۱ ، زرقانی ص۴۱۳ ج۱

آج کشمیر کی خستہ حالی...... بوسنیا کے حالات...... فلسطین کی کیفیت...... میرے اور آپ کے سامنے ہے...... ہم یہاں آزادی کی چھٹیاں تو منا سکتے ہیں...... ہڑتالیں تو کر سکتے ہیں...... نعرے تو لگا سکتے ہیں...... لیکن میدان جہاد میں جا کر کفر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

دو بچوں کی کشتی:

پیغمبر کے سامنے دو بچے لڑتے ہیں...... چھوٹا بڑے کے کان میں کہہ دیتا ہے...... نبی کا فیصلہ کبھی تبدیل نہیں ہوا کرتا...... حضور ﷺ نے تیرے حق میں تو فیصلہ کر دیا ہے...... تو تو منظور ہو ہی چکا ہے...... میں پیچھے رہ گیا...... تو آگے بڑھ گیا...... تو نیچے گر جا میں تیرے سینے پر بیٹھ جاتا ہوں...... تا کہ تو بھی قبول ہو جائے...... میں بھی قبول ہو جاؤں...... بھائی تھا اس کا جذبہ شہادت عجیب تھا...... وہ نیچے گر پڑے اور چھوٹا بھائی سینے پہ آ گیا...... کہا محبوب دیکھا! حدیث میں آتا ہے حضور مسکرا پڑے...... مولانا عبدالشکور دین پوریؒ ایک جملہ کہا کرتے تھے...... کہ نبی مسکرائے...... تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں...... جنت کیا ہے نبی کی مسکراہٹ کا نام ہے...... جہنم کیا ہے پیغمبر کے غیظ و غضب کا نام ہے...... نبی غصے میں آئے...... تو جہنم بھڑکتی ہے...... نبی مسکرا پڑے...... تو جنت کھل جایا کرتی ہے...... حضور ﷺ مسکرائے فرمایا میں سمجھ گیا ہوں جو اس بچے نے داؤ کھیلا ہے...... فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں...... وعدے کا پکا ہوں...... جاؤ تمہیں بھی قبول کرتا ہوں...... چھوٹے بچے نے تیاری کی...... صحابہ میدان جہاد میں پہنچے۔

لشکر کفار بدر میں:

ابو جہل اپنا لشکر لے کر آ رہا تھا...... ابو سفیان نے اطلاع بھجوائی...... کہ ہم کامیابی سے آ گئے ہیں...... آپ لوگ واپس آ جائیں...... اب ہمارا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا...... ابو جہل اب بھی تکبر میں تھا...... اس نے کہا ہم بدر کے میدان تک جائیں گے...... قرب و جوار

کی جتنی فوجیں اس معرکہ میں ہمارے ساتھ جارہی ہیں......ہم وہاں جا کر ان کی ضیافت کریں گے......مہمان نوازی کریں گے......ان کو وہاں بکرے کھلائیں گے......ان کی عزت کریں گے......ہم وہاں پر فتح کا پرچم لہرائیں گے......پھر خوشی کے ساتھ واپس آئیں گے......اس ظالم کو یہ پتہ نہیں تھا......کہ میں آگے جا رہا ہوں فتح کا پرچم لہرانے نہیں جا رہا......بلکہ موت کے منہ میں جا رہا ہوں......وہ روانہ ہوا اور ادھر اللہ کے پیغمبر بھی آئے......

حدیث میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ جب بدر میں پہنچے......تو ابوجہل کا لشکر پہلے پہنچ چکا تھا......(۱) بدر ایک کھلا میدان ہے......اب سعودی حکومت نے بدر کا راستہ بند کر دیا ہے......ورنہ اسی راستے سے لوگ مکہ سے مدینہ جایا کرتے تھے......بدر کی زیارت بھی ہوتی تھی......جہاں رحمت للعالمین کے لئے چھپر بنایا گیا تھا......جس میں حضور ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے......اس جگہ لوگ جا کر نوافل بھی پڑھتے تھے......وہ ایک عجیب سی جگہ ہے......بڑی بابرکت جگہ ہے......اب وہ راستہ بالکل بند ہے...... اب لوگ طریق ہجرت سے جاتے ہیں......بدر مدینے سے کافی فاصلے پر ہے......لشکر ابوجہل پہلے پہنچا......اسلامی لشکر بعد میں پہنچا......کافروں نے چٹیل میدان پہ قبضہ کر لیا......اور مسلمانوں کے لئے وہ جگہ چھوڑی جو ریت کے ٹیلے تھے......آپ جانتے ہیں......کہ ریت کے ٹیلے پہ گھوڑے دوڑ نہیں سکتے......انسان وہاں پر بھاگ نہیں سکتا......بڑی پریشانی ہوتی ہے......جب اللہ کے پیغمبر وہاں پر پہنچے......تو صحابہ کرام پر بھی عجیب کیفیت تھی......کہا اللہ کے رسول ہم واقعی امتحان میں آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی بدر کی رات:

حدیث میں آتا ہے......17 رمضان جمعۃ المبارک کی رات تھی......

---

(۱) سیرت النبی علامہ شبلی نعمانی ص۱۹۶ ج۱

17 رمضان جمعہ کے دن غزوۂ بدر ہوا...... رات کو اللہ کے پیغمبر سوئے نہیں...... حضور کے لئے اونچے سے ٹیلے پر ایک چھپر سا بنا دیا گیا...... اس کے اوپر خیمہ لگایا گیا...... جس میں اللہ کے نبی نے پوری رات عبادت میں گزاری...... حضور نے نیند نہیں کی...... حضرت ابوبکر صدیق ساتھ تھے...... اور باہر کچھ صحابہ پہرہ دے رہے تھے...... اللہ کے پیغمبر نے سر سجدے میں ڈالا...... پوری رات نبی کی آنکھوں میں آنسو جاری رہے...... حضور عبادت کرتے رہے...... دعا مانگتے رہے...... ایک عجیب جملہ حدیث کی کتب میں آتا ہے...... صدیق اکبر کہتے ہیں کہ ریتلی زمین کے باوجود جب میں نے اس زمین کو دیکھا تو نبی کے آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا:

پوری رات پیغمبر کا تعلق خدا کے ساتھ رہا...... نتیجہ کیا نکلا کہ رات کے آخری حصے میں تیز بارش آئی بارش کی وجہ سے وہ ریتلی زمین جم کر میدان جہاد بن گئی...... اور جہاں میدان تھا...... وہاں سارا پانی جمع ہو گیا...... وہ لوگ پانی میں تھے...... مسلمان بڑی اچھی جگہ پر تھے اور اب مقابلے کی شکل تھی۔

فرشتے نصرت کو اتر پڑے:

ادھر سے اللہ کا فیصلہ ہو گیا مصطفیٰ نہ گھبرائیے...... ہم آپ کی نصرت کے لیئے ہزاروں فرشتے آسمان سے اتار رہے ہیں(۱)...... تفسیر کشف الرحمان میں لکھا ہے...... کہ کئی ہزار فرشتے اترے...... ہر فرشتے کی کیفیت یہ تھی...... کہ ان کے سر پر پیلے رنگ کے عمامے بندھے ہوئے تھے...... اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں...... باقاعدہ وہ مسلمانوں کے لشکر میں انسانی شکل میں بھی آئے...... صحابہ نے یہ کم دیکھا تھا اور کفار نے زیادہ دیکھا

---

(۱) صحیح البخاری باب شہود الملائکۃ بدر الفتح الباری ص۲٤۲ ج۷، زرقانی ص۲۷ ٤ ج۲

تھا...... اللہ نے چونکہ ان پر غلبہ ڈالنا تھا...... دوسرے دن صبح ایک دوسرے کے سامنے مقابلے کیلئے میدان میں آئے...... ابو جہل اپنی صفیں درست کر رہا تھا۔

اللہ کے محبوب ﷺ اور صحابہ کی صفیں:

رحمت للعالمین اپنے صحابہ کی صفیں درست کرا رہے تھے...... حضور کے ہاتھ میں صفوں کی ترتیب کے لئے ایک چھڑی تھی...... ایک صحابی عکاشہ سامنے کھڑے ہوئے تھے...... حضور نے چھڑی ان کے پیٹ میں ماری...... ننگے پیٹ تھے...... صرف چادر باندھی ہوئی تھی...... جسم پر کرتہ بھی نہیں تھا...... 313 آدمی، دو گھوڑے، ستر اونٹ، 8 زرہیں، 6 تلواریں، اتنا مختصر سا اثاثہ لے کر پیغمبر میدان جہاد میں آئے اور صحابہ کی اپنی حالت یہ ہے...... کہ کسی کے پاؤ ں میں جوتے نہیں...... کسی کے سر پہ پگڑی نہیں...... کسی کے جسم پر کرتہ نہیں...... تن تنہا ہاتھوں میں چھڑیاں لے کر آئے تلواریں پوری نہیں...... نیزے پورے نہیں...... ہتھیار پورے نہیں اونٹ پورے نہیں...... گھوڑے پورے نہیں...... صرف چھڑیاں لے کر صحابہ پیغمبر کے اشارے پر آئے۔

اسلئے آئے کہ ان کا یقین تھا...... کہ اللہ ہم دین کی کامیابی تیرے حکم میں سمجھتے ہیں...... تیرے پیغمبر کے طریقے میں سمجھتے ہیں۔

تلوار نے کامیابی نہیں دینی...... پیغمبر کے اشارے میں کامیابی ہے...... نبی نے چلنے کو کہہ دیا ہے...... اس لئے ہم چلنے کو تیار ہیں...... ہمارے پاس اسلحہ نہیں کیسے جا کے لڑیں گے......؟ جانا ہمارا کام ہے فتح دینا تیرا کام ہے۔

صحابہ پہنچ گئے میدان میں آمنے سامنے کھڑے تھے...... ابو جہل گھوڑے پر سوار تھا...... اس کے سر پر لوہے کا خود تھا...... صرف اس کی آنکھیں ظاہر تھیں...... اور وہاں کیفیت یہ تھی...... کہ وہاں ایک ہزار سے زیادہ لشکر تھا۔

فراست نبوی ﷺ:

یہ بھی ایک واقعہ ہے...... کہ وہاں سے کافروں کے دو غلام پکڑ کر لائے گئے...... حضور ﷺ نے ان سے پوچھا...... کہ کفار کا لشکر کہاں ہے؟ کہا اللہ کے رسول فلاں جگہ پہ ہے...... فرمایا کتنے آدمی ہیں...... انہوں نے کہا ہمیں پتہ نہیں...... فرمایا کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں...... انہوں نے کہا نو یا دس...... حضور نے فرمایا اندازہ یہ ہے...... کہ لشکر نو سو سے لیکر ہزار تک ہے......(۱)

معجزہ رسول ﷺ ایک دن قبل مقتولین بدر کی نشان دہی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... کہ لڑائی سے ایک دن پہلے جہاں ہم نے لڑائی لڑنی تھی...... حضور نے فرمایا عمر! کل اسی جگہ ابو جہل کی لاش تڑپے گی......(۲) اس جگہ عتبہ کی لاش تڑپے گی...... اس جگہ فلاں بدمعاش کی لاش تڑپے گی...... ستر مقامات اللہ کے نبی نے دکھائے...... اور ایک ایک کا اشارہ کر کے کہا یہاں پر فلاں فلاں کافر مریں گے...... یہ باتیں سن کر ایک عام آدمی خیال کرتا ہے سوچتا ہے یہ کیسے ہوگا...... کہ جن کے سر پہ پگڑیاں نہیں...... جن کے جسم پہ کرتے نہیں...... جن کے پاس اسلحہ نہیں...... جن کے پاس سواریاں نہیں...... یہ ان پر کیسے کنٹرول کریں گے...... اور یہ عجیب باتیں ہیں۔ مسلمانو سنو! دوسرا دن آیا صفیں برابر ہو گئیں...... اللہ کے پیغمبر نے اس غزوہ کے اندر ہاتھ میں تلوار نہیں لی...... اور پیغمبر نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی پہ تلوار نہیں چلائی اس کا فلسفہ اور حکمت یہ ہے۔

سب سے بڑا ملعون کون:

علماء نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا ملعون شخص وہ ہے جس نے کسی پیغمبر کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کر دیا ہو اسلئے حضور کی رحمتہ اللعالمینی کا تقاضہ یہ تھا کہ حضور نے تلوار نہیں اٹھائی

---

(۱) سیرت مصطفی ص ۷۰ ج ۲ (۲) مسند احمد عن انس، زرقانی ص ۴۲۱ ج ۱، سیرت مصطفی ص ۷۲ ج ۲

اللہ کے نبی میدان جہاد میں گئے ......صفوں کو سیدھا کرانے کے بعد اللہ کے پیغمبر نے چھپر میں سر سجدے میں ڈال کر ایک دعا مانگی۔

دعائے رسول ﷺ:

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ......(۱) عرش والا! دیکھ میری پوری زندگی کا سرمایہ...... میری پوری زندگی کی پونجی...... یہ 313 نہتے جو بدر کے میدان میں، میں نے لا کر کھڑے کر دیئے ہیں......اے اللہ! یہ میرا سرمایہ ہیں......ان کے جسم پہ کپڑے نہیں ہیں......ان کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں......ان کے پاس اسلحہ نہیں ہے......ان کے پاس طاقت نہیں ہے......یارب تیری ذات پہ بھروسہ کر کے میں ان کو لے آیا ہوں...... یہ میرے اشارے پہ چل کر آ گئے ہیں......اے اللہ! ایسی فرمانبردار جماعت آج تک کسی کو نہیں ملی جو تو نے مجھے عطا کی ہے......میرا رب پھر مجھ سے سن لے......خدانخواستہ کل کفر کا مقابلہ کرتے ہوئے اس پہلے غزوے میں یہ سارے کے سارے مارے گئے...... یہ سارے ختم ہو گئے......ان تھلك ھذہ العصابہ لن تعبد ابدا......اے اللہ! پھر میں تجھے اپنا رب کہہ کر کہتا ہوں تیری ربوبیت کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں......تیری جلالت کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں......اگر یہ مر گئے قیامت تک تیرا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہوگا......پیغمبر کی زبان گوہر فشاں کے جملے تھے عرش ہل گیا......اور واقعہ بھی تھا نبیؑ نے چودہ سال محنت کرنے کے بعد 313 آدمی تیار کئے......وہ آج مٹ جاتے تو دین آگے کیسے پھیلتا...... یہ جو کہتے ہو اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد......کربلا کے بعد نہیں بدر کے بعد......غزوۂ بدر اسلام کا سب سے پہلا معرکہ ہے جہاں حق و باطل کی کھلی جنگ ہوئی ہے......بدر کے میدان میں نبی نے کہا اگر آج یہ مٹ گئے تو قیامت تک کبھی اسلام زندہ نہیں ہوگا۔

---

(۱) صحیح المسلم بحوالہ سیرت مصطفی ص ۸۱ ج ۲

دونوں جماعتیں میدان میں:

جنگی اصول یہ ہوتا تھا...... اہل عرب کا کہ ایک آدمی اِدھر سے ایک اُدھر سے نکلتا مقابلے میں یہ کہتا...... هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ...... ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا...... وہ ایک دوسرے سے تلوار کے ساتھ لڑتے تھے...... ایسے پہلوان ایک دوسرے کو دعوت دیتے...... پھر ہجوم کی جنگ چھڑ جاتی...... بدر میں تین کافر نکلے انہوں نے کہا...... ہے کوئی ہمارا مقابلہ کرنے والا......؟ ادھر سے انصار پہلے نکلے...... اسلئے کہ انصار نے کہا تھا...... کہ مصطفیٰ ہم مہاجرین سے زیادہ لڑ کے دکھائیں گے...... باہر نکلے ابو جہل نے کہا تم ہٹ جاؤ ہم تمہارے ساتھ مقابلہ نہیں کرنا چاہتے...... ہمارے سامنے وہی آئے جس کو ہم نے غیر بنا کر مکے سے نکال دیا تھا...... مہاجر آئیں...... تین صحابہ پیغمبر نے میدان میں بھیجے...... سید الشہداء حضرت حمزہ دوسرے حیدر کرار...... تیسرے عبیدہ بن حارث......(۱) یہ اس جنگ میں شہید بھی ہو گئے تھے...... حضرت حمزہ احد میں شہید ہوئے...... اور حضرت علی اپنے دور خلافت میں شہید ہوئے...... اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے...... کہ بدر میں جن تین پہلوانوں کو نبی نے بھیجا تھا...... تینوں نے جام شہادت نوش کیا...... اس وقت نہیں بعد میں وقفے وقفے سے جام شہادت نوش کیا...... وہاں ابو جہل کی طاقت اپنے زور پر ہے...... یہاں محمد کی نبوت اپنی صداقت کے زور پر ہے...... اے اللہ! بدر کے میدان میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے میں اپنا نمائندہ بنا کر علی کو بھیج رہا ہوں...... چنانچہ اس پوری جماعت میں سب سے پہلا کافر جو قتل ہوا وہ علی بن ابی طالب کی تلوار سے قتل ہوا تھا...... لڑائی ہوئی بڑے زوردار طریقے سے ستر کافر مارے گئے ستر گرفتار ہوئے اور صحابہ کرام کی تعداد جنہوں نے جام شہادت نوش کیا وہ چودہ ہیں مسلمان بڑی فتح و کامیابی کے ساتھ واپس آئے بڑے حوصلے سے کامیاب ہوئے

---

(۱) فتح الباری ص ۲۲۱ ج ۷ باب قتل ابی جهل ، زرقانی ص ۴۱۷ ج ۱ ، سیرت مصطفی ص ۷۸ ج ۲

بدر میں بچوں کا کردار:

عبدالرحمان بن عوف کہتے ہیں ...... کہ میں میدان جہاد میں کھڑا تھا...... دائیں دیکھتا ہوں بائیں دیکھتا ہوں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں...... یہ وہی بچے تھے جو پیغمبر کے سامنے کھڑے ہو کر آپس میں کشتی لڑ رہے تھے...... میں نے سوچا دونوں بازو کمزور ہیں کوئی بازو تو طاقت ور ہو...... کوئی ایک پہلوان جو مقابلہ کر سکے یہ تو لڑنے کے قابل نہیں ...... اگر مجھ پہ حملہ ہو جائے تو یہ میرا بچاؤ نہیں کر سکتے...... ابھی میں یہ سوچ رہا تھا...... کہ ایک بچہ میرا بازو پکڑ کر کہتا ہے کہ چچا کیا تم ابو جہل کو جانتے ہو؟ دوسرا کہتا ہے چچا کیا تم ابو جہل کو جانتے ہو؟ میں نے کہا بیٹے تمہارا اس سے کیا کام ہے؟ وہ تو بہت بڑا پہلوان ہے...... وہ تو قریش کا سردار ہے...... وہ تو فوج کی کمان کر رہا ہے...... تم اسے کیا کرنا چاہتے ہو...... کہا ہم اس کو دیکھنا چاہتے ہیں ...... بیٹے دیکھنے کے بعد کیا کرو گے! حفیظ جالندھری نے وہ جملہ نقل کیا ہے...... بچے تڑپ کے کہنے لگے...... چچا!

قسم کھائی ہے مریں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے محبوب باری کو

پیغمبر کا دشمن ہو اور ہم بھی زندہ رہیں...... اور وہ بھی زندہ رہے...... یہ نہیں ہو سکتا...... ہم اس کو قتل کرنے کے لئے آئے ہیں...... یہاں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں...... نوجوانو! جذبہ شہادت بڑی چیز ہے...... لیکن شہادت سے بھی بڑھ کر یہ جذبہ ہونا چاہئے...... کہ کفر کو مار کر ہم غالب ہو کر ان پہ حکومت کریں گے...... یہ جذبہ زیادہ ہونا چاہئے...... جس کے حصہ میں شہادت لکھی ہے...... اسے آئے گی...... غازی ہونے والا جذبہ پیدا کرو...... کہ ہم نے کفر کو فی النار کرنا ہے...... ہم نے غالب ہونا ہے...... ہم نے ان پہ حکومت کرنی ہے...... ان بچوں نے یہ نہیں کہا ہم صرف مرنے کے لئے آئے ہیں...... کہا اس کو مارنا چاہتے

ہیں...... ہمارے پیغمبر کا دشمن ہے...... حضرت عبدالرحمان بن عوف کہتے ہیں...... کہ میں نے انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا...... تو اچانک یہ بچے میرے سامنے سے دوڑے...... ایک نے اس کے گھوڑے پر حملہ کیا...... وہ گرا تو دوسرے بچے نے ابو جہل پر حملہ کر کے اس کو قتل کیا...... جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ ابو جہل کو تلاش کرو اس کی لاش کہاں ہے......(۱)

ابو جہل کا سر قلم کرنا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود فقیہ امت کو بھیجا...... ابن مسعود تشریف لے گئے...... جا کے دیکھا ابو جہل ہچکیاں لے رہا تھا...... اس کی روح نکل رہی تھی...... موت کا شکار ہو رہا تھا...... ابن مسعود کہتے ہیں...... کہ میں نے اس کے قریب جا کر کہا دیکھ اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے...... دیکھ اللہ نے پیغمبر کو فتح عطا کی ہے...... دیکھ تو اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے...... میں نے تلوار نکالی اس کی گردن قلم کرنے لگا...... اس وقت بھی مجھے ابو جہل نے ایک جملہ کہا ابن مسعود بے شک قتل کر دے اس کی آنکھوں میں آنسو آئے کہنے لگا مجھے افسوس اس بات کا ہے...... کہ مجھے چھوٹے بچوں نے قتل کیا ہے...... کوئی پہلوان مارتا میں اپنے آپ پہ ناز اور فخر کرتا...... میں پوری زندگی پہلوانوں کی طرح لڑتا رہا...... مرتے وقت مجھے بچوں نے مارا اور کہا اب تو اتنا کر دے کہ میری گردن کاٹتے ہوئے ذرا نیچے سے کر کے کاٹنا...... دنیا کو پتہ چلے کہ بڑی گردن والا عام آدمی نہیں...... اپنی قوم کا سردار ہے...... اس وقت حضور نے یہ جملہ ارشاد فرمایا...... لِكُلِّ اُمَّتٍ فِرْعَوْنٌ وَّ فِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ جَهْلٍ......(۲) ہر امت میں ایک فرعون سرکش بدمعاش آیا ہے...... میری امت کا سب سے بڑا بدمعاش ابو جہل ہے۔

---

(۱) صحیح البخاری کتاب الجهاد باب غزوہ بدر ج۲ (۲) فتح الباری ص۲۳۰ ج۷، زرقانی ص۴۳۸ ج۱

اور حضور نے بڑا عجیب جملہ فرمایا...... میرا فرعون اس فرعون سے بھی بڑا فرعون ہے ......وہ جب پانی اور طوفان میں گیا...... غرق ہونے لگا تو جس وقت اسے موت نظر آئی...... تو اس نے کہا...... امنت برب موسیٰ و ھارون...... کلمہ پڑھنے لگا اگرچہ اسوقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا...... یہ تو اتنا بڑا بدمعاش ہے کہ مرتے ہوئے بھی کہتا ہے...... کہ نیچے سے کرکے گردن کاٹنا...... پتہ چلے کہ سردار کی گردن ہے...... اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے عبد اللہ بن مسعود جلیل القدر صحابی ہیں...... ان کا انتقال بھی اسی رمضان المبارک کے مہینے میں ہوا...... جس نے سترہ رمضان کو بدر کے میدان میں ابوجہل کا سر قلم کیا......(۱)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کون ہیں:

اور یہ بھی ایک عجیب بات بتاؤں...... کہ عبداللہ بن مسعود بھی کوئی بہت بڑا پہلوان آدمی نہیں تھا...... کتب میں لکھا ہے...... کہ سب سے چھوٹے قد والے آدمی تھے...... ہلکا سا جسم تھا...... دبلی سی جان تھی...... پتلا سا وجود تھا...... حدیث میں آتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی ٹانگیں تھیں ......جب دوڑتے تھے تو صحابہ دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے تھے...... یہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہے...... جس کو پوری زندگی یہ سعادت نصیب ہوئی...... کہ حضور اکرم ﷺ کا مسواک اور رحمت کا ئنات کی جوتی مبارک ان کے پاس ہوا کرتی تھی......(۲) ابن مسعود کہتے ہیں...... کہ میں نے مکہ اور مدینہ کی دس سالہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وقت گذارا ہے...... اپنی پوری زندگی میں محبوب کے ساتھ رہ کر حضور کی خدمت میں رہا...... یہ مجھے سعادت نصیب ہوئی...... کہ میں صاحب السواک والنعلین ہوں...... پیغمبر کی جوتی اور مسواک اٹھایا کرتا تھا...... آج کوئی کسی ولی کا ایک دن جوتا سیدھا کرے تو پوری زندگی فخر کرتا ہے...... ابن مسعود وہ باکمال انسان ہے......

---

(۱) آثار الحدیث ص۱۷۵ ج۲ ، صحیح البخاری ، فتح الباری ص۲۳ ج۷ (۲) صحیح بخاری میں الفاظ یوں ملتے ہیں حضرت ابو درداء نے حضرت علقمہ کو فرمایا الم یکن فیکم صاحب النعلین والوسادۃ والمطھرۃ ص۵۳۱ ج۱

جس نے 23 سال تک پیغمبر کی جوتیاں سیدھی کیں..... عبداللہ بن مسعودؓ ہی وہ شخص ہے کہ جس نے اس امت کے سب سے بڑے فرعون کو قتل کیا ہے..... اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے ..... کہ کچھ فرعونی ذہن رکھنے والے بدبخت اسی صحابی رسول ﷺ کی اداؤں، وفاؤں سے دشمنی رکھتے ہیں۔

میدان بدر میں پرچم اسلام:

ایک اور بات سمجھیں ..... کہ میدان بدر میں حضور اکرم ﷺ نے جو پرچم دیا تھا..... حدیث میں آتا ہے..... وہ پرچم حضرت علیؓ کو عطا کیا..... ایک روایت میں ہے..... یہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو عطا کیا گیا تھا..... بعض علماء نے لکھا ہے..... مختلف پرچم تھے ..... جو مختلف صحابہ ؓ کو دیئے..... ان میں سے جو جھنڈا علیؓ کو دیا تھا..... یہ کونسا جھنڈا تھا..... یہ وہ پرچم تھا..... جو میری اور آپ کی اماں ام المومنین صدیقہ کائناتؓ..... محبوبہ حبیب خدا..... گلشن رسول ﷺ کی عندلیبہ..... اماں عائشہؓ کا دوپٹہ تھا..... سیرت اور تاریخ کی کتب میں آتا ہے..... کہ سیاہ اور سفید دھاریاں اس کے اندر موجود تھیں..... یہ دوپٹہ اللہ کے نبی ﷺ نے حیدرؓ کو دے کر میدان جہاد میں لہرانے کو کہا..... روایات میں آتا ہے ..... حضور ﷺ نے پرچم دیتے ہوئے یہ کہا تھا..... اللہ یہ بدر کے میدان میں عائشہؓ کا دوپٹہ بھی شریک ہو رہا ہے..... اے اللہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے سر کا دوپٹہ ہے ..... اے اللہ اس دوپٹے کی لاج رکھنا..... عرش والا..... 313 نہتے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دے..... مسلمانو! عائشہؓ ماں ہے..... حیدرؓ بیٹا ہے..... بیٹے نے امی کے سر کے دوپٹے کا پرچم بنا کر بدر کے میدان میں لہرایا تھا..... اور سترہ رمضان کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی وفات ہوئی۔

ام المومنین عائشہؓ کون ہیں:

میرے دوستو! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری ازواج اپنی جگہ قابل قدر ہیں...... نبی ﷺ کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے...... جو ماں کی قدر کرے...... وہ حلالی ہے...... جو ماں کی قدر نہ کرے وہ حرامی ہے...... میں حلالی بیٹوں سے گفتگو کر رہا ہوں...... وہ سنیں اماں عائشہؓ کہا کرتی تھیں...... میں وہ خوش نصیب عورت ہوں...... جس کے بستر پر جبرائیل وحی لاتے تھے۔

عائشہؓ وہ خاتون ہے...... جس کو جبرائیلؑ سلام دینے آئے......

عائشہؓ وہ خاتون ہے...... جس نے جبرائیلؑ کو دیکھا ہے......

عائشہؓ وہ خاتون ہے...... جس کی برائت کے لئے اللہ نے قرآن مجید میں 18 آیات اتاری ہیں۔

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس کی تصویر نکاح سے پہلے آپ کو دکھائی گئی......(۱)

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس کو یہ اعزاز تھا...... کہ کنواری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی ہے۔

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس نے جوانی کی آنکھ کھولتے ہوئے...... سب سے پہلی نگاہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے پہ ڈالی ہے......

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جو امت مسلمہ میں سب سے بڑی عالمہ ہے......

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس نے پیغمبر ﷺ سے 2210 روایات نقل کی ہیں......

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس سے پیغمبر ﷺ کے چار ہزار سے زیادہ صحابہؓ شاگرد بنے ہیں

---

(۱) لما توفیت خدیجه نزل جبریل بصورة عائشه فی سرقة حریر خضراء فقال یا محمد هذه زوجتك فی الآخرة عوضا من خدیجة بنت خویلد کنز العمال ص۶۱ ج۱۲، ترمذی ص۲۲۶ ج۲

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس کو اللہ تعالیٰ نے تقدس وعظمت اور مقام عطا کیا تھا...... کہ بی بیؓ کہتی تھی...... کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ صَدْرِيْ فِيْ نَحْرِيْ فِيْ حِجْرِيْ

جب پیغمبر ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے گود میری تھی...... باری میری تھی...... سینہ میرا تھا ......گھر میرا تھا...... (۱)

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جو پیغمبر ﷺ کے وصال کے بعد حضور اکرم ﷺ کے مدرسہ اصحاب صفہ ﷺ کی مہتممہ بنی...... انتظام اور اہتمام سنبھالا عائشہ صدیقہؓ نے پیغمبر ﷺ کی جدائی کے بعد پینتالیس سال تک زندہ رہ کر اس مدرسے کا اہتمام کیا...... روزانہ دو سو طلباء کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرتی تھیں

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جو قرآن کی سب سے بڑی معلمہ ہے

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جو قرآن کی سب سے بڑی مفسرہ ہے

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس نے پیغمبرؐ کی آدھی زندگی...... خلوت کی زندگی علیحدگی کی زندگی...... راز کی زندگی...... پوری امت کے سامنے پیش کی ہے

عائشہ صدیقہؓ وہ عورت ہے...... کہ قیامت کے دن پیغمبر ﷺ جس کے حجرے سے اٹھیں گے۔

عائشہؓ وہ عورت ہے...... جس کی پاک دامنی کے لئے عرش سے قرآن اترا تھا...... اس عورت کا انتقال بھی رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو ہوا تھا عائشہؓ کوئی عام خاتون نہیں۔

امیر شریعت کا قول:

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ایک جملہ کہہ دیتا ہوں...... یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی

---

(۱) قبض رسول اللہ ﷺ فی بیتی وفی یومی وعلی صدری وکان آخر مااصاب من الدنیا ریق مضغت له السواك فناولته اياه فضائل الصحابه للامام احمد بن حنبل ص۸۷۷ ج۲، صحیح المسلم ص۲۸٦ ج۲

بچے نے گواہی دی مریم پر تہمت لگی......تو حضرت عیسیٰ چھوٹے بچے تھے......انہوں نے گواہی دی......جب پیغمبرا کی عزت کی باری آئی......اللہ نے عرش سے قرآن اتارا بخاری مرحوم کہتے تھے......چاہتے بچوں سے گواہی دلوا دیتے......اللہ چاہتے کوئی اور طریقہ استعمال کرتے اللہ چاہتے......پیغمبرا کے دل پہ القا کر دیتے......اماں عائشہؓ بھی کہتی ہے......جب مجھ پہ ظالموں نے الزام اور یہ تہمت لگائی ایک مہینہ تک روتی رہی......بی بی کہتی ہیں......دوراتیں ایک دن ایسے آئے میں نے نیند کا سرمہ نہیں ڈالا سرمہ جو آنکھ میں ڈالا جاتا ہے......وہ ذرا سا ہوتا ہے......کیا مطلب میری آنکھ بھی نہیں جھپکی دوراتیں ایک دن مسلسل اتنی روئی......کہ میری آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے......باپ نے کہہ دیا......عائشہؓ اٹھ میرے گھر سے چلی جا......میں پیغمبرا کو جا کر کیا جواب دوں؟امی جواب نہیں دیتی......پیغمبرا خاموش ہو جاتے......کوئی گفتگو نہیں کرتے......حقیقت یہ ہے ......تاریخ میں ایسا الم ناک سانحہ کسی عورت کے ساتھ پیش نہیں آیا......جو اماں عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ پیش آیا......منافق ہیں......کہ مدینہ میں الزام لگا رہے ہیں......حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے تابی کے عالم میں ہیں۔

عفت عائشہؓ کا ڈنکہ:

بالآخر پیغمبر ﷺ یاروں سے پوچھتے ہیں......کیا کروں......صدیقؓ کیا کروں......سر جھکا کر جواب دیا......میری تو بیٹی ہے......میں کچھ نہیں کہتا......جو آپکا فیصلہ ہو......مجھے قبول ہے......عثمانؓ کیا کروں کہا......محبوبؐ میں تو اتنا جانتا ہوں......ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف لائے تھے......آپ کے جوتے مبارک کے تلوے پہ تھوڑی سی تھوک یا گلی میں پڑی غلاظت لگی ہوئی تھی......جبرائیلؑ نے روک دیا تھا......کہ آپ مسجد میں نہ جائیں......جوتا باہر اتار دیجئے......جو خدا آپ کے قدموں میں ایسا جوتا برداشت نہیں کرتا وہ اللہ آپ ﷺ

کے بستر پر ناپاک بیوی بھی برداشت نہیں کرتا......علیؓ تو بتا میں کیا کروں......؟ حیدرؓ نے دو جواب دیئے ایک جواب دیا......اللہ کے رسول ﷺ آپ اتنے پریشان کیوں ہیں......اگر آپ آزردہ خاطر ہیں......تو آپ چھوڑ دیں......آپ کو بیویوں کی کوئی کمی نہیں......جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے لئے جملہ کہا تھا......دوسرا حسین جواب یہ دیا کہا......آقا میں نے تو آپ کو قریب سے دیکھا ہے......آپ کے اس پاک جسم پر کبھی ناپاک مکھی نہیں بیٹھی جو خدا......محمد ﷺ تیرے پاکیزہ وجود پہ گندی مکھی نہیں بیٹھنے دیتا......تیرے پاک بستر پر ناپاک بیوی کو بھی نہیں آنے دیتا......یہ کیسے ہوسکتا ہے......بیوی آپکی ہو......اور گندگی ہو یہ نہیں ہو سکتا......فرمایا عمر تو بول......وہی عمر ہے......جو زمین پہ بولتے تھے......آسمان سے قرآن بن کر آتا تھا......28یا32 ایسے مقام ہیں......کہ زمین پر عمرؓ نے کہا......آسمان سے قرآن بن کر آیا۔

کہا محبوب ﷺ میں نے نہیں بتانا......پہلے آپ ﷺ ایک سوال کا جواب دیں...... حضور ﷺ نے فرمایا......عمر بولو کیا سوال ہے......عرض کیا یہ بتائیں......میری اماں عائشہؓ سے نکاح آپ نے خود کیا تھا......یا اللہ کے حکم سے کیا تھا......گفتگو کرنے کا کیا انداز تھا...... فرمایا نکاح تو دور کی بات ہے......میں تو اپنی مرضی سے بولتا بھی نہیں......اللہ کی وحی سے بولتا ہوں

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

رب کا حکم تھا......اگلا جملہ سنئے فاروق کہنے لگے......پھر آقا آپ کو کیا ضرورت ہے پریشان ہونے کی......جس خدا نے آپ کے ساتھ عائشہؓ کا عقد کر کے آپ کے نکاح میں بھیجا ہے......عائشہ کو آپ کے گھر سے نکالنے کا اس اللہ کو حق ہے......عائشہؓ کے متعلق کسی سے سوال نہ کیجئے......یہ رب کے حوالے کیجئے جو بھیج رہا ہے......وہ نکالے......اگر اللہ نہیں نکالتا......تو آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں......میرے آقا فرماتے ہیں......عمر کے جملوں

سے میرے دل پہ ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی ہے...... میں مطمئن ہو گیا...... حضور اکرم ﷺ اٹھ کر میرے پاس آئے...... تو بی بی کہتی ہیں...... میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھ نہیں سکتی تھی...... میں اٹھ کر اپنی اماں کے پاس چلی گئی۔

عائشہ صدیقہؓ اللہ کی عدالت میں:

اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بلوایا...... پوچھا عائشہؓ کیا کر رہی تھی......؟ فرمایا جب ہائی کورٹ نہ سنے تو سپریم کورٹ میں اپیلیں درج کرانی پڑتی ہیں...... اللہ کے حبیب اس دربار میں اپیل درج کر کے آئی ہوں...... وہاں پر دائر کرا کر آئی ہوں...... جہاں وہ خود اللہ فیصلہ کرے گا...... اماں کہتی ہیں...... میں نے کیا دیکھا...... کہ اچانک پیغمبر ﷺ کے جسم پر کپکپی سی طاری ہوئی...... پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا...... اور حضور ﷺ نے اپنے چہرے پر چادر ڈال کر سر نیچے کر لیا...... یہ وحی کے آنے کا انداز ہوتا تھا...... اور جب وحی اتری اماں کہتی ہیں...... میرے ابو رو رہے تھے...... میری ماں بھی پریشان تھی میرا دل پھٹتا تھا...... پتہ نہیں کیا ہوتا ہے...... فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے چہرے سے کپڑا ہٹایا نبوت کا چہرہ ایسے کھل کھلا رہا تھا...... جیسے پھول کھلا ہوا ہوتا ہے

برائت عائشہؓ کا اعلان:

حضور ﷺ نے فرمایا...... عائشہؓ مبارک ہو...... اللہ نے تیری برائت کا اعلان عرش سے کیا ہے...... اللہ نے اٹھارہ آیتیں قرآن میں اتار دیں ہیں...... جب تک قرآن رہے گا...... اللہ کا بیان رہے گا...... عائشہؓ تیری عفت اور پاکدامنی رہے گی...... یہاں پر عطاء اللہ شاہ بخاری کا جملہ ہے...... اللہ نے عرش سے اتر کر عائشہؓ کا وکیل صفائی بن کر عائشہؓ کی گواہی دی...... جس کی رب صفائی دے...... اس پر کسی اوباش اور بدمعاش کو طعن و تشنیع کرنے کا کوئی حق نہیں...... حضرت عائشہؓ کی والدہ نے کہا...... اٹھ بیٹی...... رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کر...... دیکھ تیری

برائت کا اعلان ہو چکا ہے......کہا......امی میں اس کا شکریہ ادا کروں......جن کے گھر سے میں آنسو بہاتی آئی ہوں...... پہلے اس رب کا شکریہ نہ ادا کروں...... جس نے عرش سے اتر کر میری پاکدامنی کا اعلان کر دیا...... پہلے اس کا شکریہ ادا کروں گی...... پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کروں گی...... پہلے اللہ کا حق ہے...... پھر رسول اللہ ﷺ کا حق ہے......اماں عائشہ کا انتقال بھی اس مہینے میں ہوا تھا بات دور چلی گئی حضور اکرم ﷺ نے اماں عائشہ کا دوپٹہ دیا کہ علی اس کو بدر کے میدان میں لہراؤ اس کا نتیجہ تھا بدر فتح ہوا۔

وفات رقیہ بنت رسول ﷺ:

حضور ﷺ جب بدر سے واپس آ رہے تھے......اس دوران حضرت سیدہ رقیہ حضور کی صاحبزادی سخت بیمار تھیں...... حضور ﷺ نے فرمایا عثمانؓ تو بدر میں نہ جا تو رقیہؓ کی حفاظت کر......تو رقیہ کی تیمارداری کر......وہ تیری بیوی ہے......تو یہاں پر رہ......عثمانؓ نے کہا اللہ کے رسول یہ پہلا غزوہ ہے اس سے محروم ہو جاؤں گا......فرمایا میں محمد وعدہ کرتا ہوں......اللہ بھی تیرا نام شرکاء بدر میں لکھے گا......میں بھی تیرا نام شرکاء بدر میں لکھ رہا ہوں......اور جب حضور واپس آئے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے......تو ایک صحابی نے اعلان کیا......کہ مسلمانو مبارک ہو بدر فتح ہو چکا ہے......مسلمان کامیاب ہو چکے......کفار مارے گئے......دشمن گرفتار کیے گئے......یہ ستر کافر گرفتار ہو کر آئے ہیں...... جب یہ اعلان ہو رہا تھا......اس وقت حضرت رقیہ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا جا رہا تھا......(۱)

رسول اللہ ﷺ کو بیٹی کی جدائی کا صدمہ:

حضور ﷺ جب مدینہ میں آئے پہلے صحابی جو ملا وہ اسامہ بن زید تھے......اس سے حضور ﷺ نے پہلی بات یہ پوچھی......کہ میری رقیہ کا کیا حال ہے؟ کہا اللہ کے رسول رقیہ تو اللہ کو

---

(۱) سیر ذمصطفی ص ۳۶۷ ج ۲

پیاری ہو چکی ہیں...... فرمایا اب کہاں ہے؟ کہا محبوب تجہیز و تکفین کر کے قبرستان میں دفن کرنے گئے تھے...... عثمان ابھی وہاں پر کھڑے ہیں...... فلاں فلاں صحابہ وہیں کھڑے ہیں ......اور دفن کر رہے ہیں...... اس صحابی نے کہا کہ میں نے یہ آواز سنی تو خوشی میں آیا...... کہ مسلمانوں کی کامیابی کی خبر سن کر یہ واقعہ بتاؤں...... حدیث میں آتا ہے...... کہ حضور گھر نہیں گئے...... مسجد نبوی میں نہیں گئے...... نبوت کی آنکھوں میں آنسو تھے...... حضور اسید ھے جنت البقیع میں گئے...... تو اس وقت سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا کی قبر بند کر دی گئی تھی...... کہا گیا کہ آقا چہرہ دیکھنا ہو تو کھولیں...... فرمایا مردے کو دفن کرنے کے بعد اس قبر کو کھولنا نہیں چاہئے...... میں اپنی بیٹی کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں رقیہ بیٹی محمد تجھے خدا کے حوالے کر کے گیا تھا...... اب قیامت کے دن اللہ کے ہاں ملاقات ہو گی۔

حدیث میں آتا ہے حضور کی آنکھوں میں آنسو تھے...... بڑی دیر تک حضور قبرستان میں بیٹھ کر روتے رہے۔

چھوٹی بیٹی فاطمہ حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھی تھیں...... فاطمہؓ کی آنکھوں میں آنسو تھے...... حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کپڑا تھا...... جس سے حضور ﷺ فاطمہ کے آنسو پوچھتے تھے...... اس قدر فاطمہ اپنی بہن کی جدائی پہ روئی...... حضرت فاطمہ کے آنسوؤں سے حضور ﷺ کا رومال تر ہو گیا۔

وہاں پہ حضور ﷺ نے مغفرت کی دعا کی میں اتنی بات ضرور کہوں گا...... کہ پیغمبر نے دین کیلئے کتنی تکالیف برداشت کیں...... بیٹی بیمار ہے نبی چھوڑ چکے ہیں...... وہاں بیٹی رخصت ہو چکی ہے...... دفن ہو چکی ہے...... پیغمبر نے چہرہ نہیں دیکھا...... سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا لیکن جہاد سے منہ نہیں موڑا بدر کو نہیں چھوڑا...... مسلمانوں کی کامیابی اس میں ہے...... کہ جب تک مسلمان جہاد میں کامیاب نہیں ہوئے پیغمبر ایک قدم بھی پیچھے آنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

اعتکاف کی اہمیت:

اب ایک بات کہنا چاہتا ہوں...... اعتکاف رمضان المبارک کی عبادت میں سے ایک خاص اور بہت بڑی عبادت ہے...... اعتکاف کیا ہے سمجھانے کیلئے کہتا ہوں...... محبّ اپنے محبوب کے دروازے پر جا کر گڑ گڑا کے بیٹھ جائے...... نہیں اٹھتا...... پڑا ہوا ہوں...... جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوتے اس وقت تک میں یہاں سے نہیں جاتا...... جب کوئی کسی کے دروازے پہ ڈیرہ ڈال کر ہی بیٹھ جائے اٹھے ہی نہ مالک کہتا ہے آیا ہی ہے کچھ دے دوں...... مانگ رہا ہے کچھ عطا کر ہی دوں دوستو پھر دینے کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔

اعتکاف کا اجر:

اور اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا...... جو شخص اعتکاف کر لیتا ہے...... اللہ اس کو دو پروانے عطا کر دیتے ہیں...... ایک پروانہ اس کو یہ ملتا ہے کہ...... یعتکف الذنوب...... اللہ اس کے تمام گناہ دھو دیتے ہیں...... رب کہتے ہیں میرے در پہ آ ہی گیا ہے...... اب جب مجھ سے جائے گا تو پاک کر کے بھیجوں گا...... اس کے وجود پر کوئی گناہ باقی نہیں رہنے دوں گا...... اور دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا باہر جو لوگ جتنی نیکیاں کرتے ہیں...... کوئی باہر جنازے میں شریک ہوا ہے۔ کوئی باہر کسی مریض کی عیادت کرنے گیا ہے...... کوئی باہر کسی تبلیغی پروگرام میں شریک ہوا ہے...... جو لوگ مسجد میں اعتکاف کرتے ہیں...... ان کو اللہ تعالیٰ ان تمام نیک کام کرنے کا اجر عطا فرما دیتے ہیں...... اعتکاف کتنی بڑی نعمت ہے؟ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ایک دن کے اعتکاف سے بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ ہو جاتا ہے...... ایک خندق کا فاصلہ زمین و آسمان کے برابر ہوگا...... اللہ اس کو جہنم سے دور کرتے ہیں(۱) اور جو دس دن خدا کے گھر میں بیٹھ جائے اس کو ضرب دے کر حساب

---

(۱) عن عبد اللہ ابن عباس الترغیب والترہیب مترجم ص ۳۲۵ ج ۲

لگالینا......کہ اللہ اس کو کتنا جہنم سے دور کریں گے...... یہ بڑی سعادت کی بات ہے......کہ اس مہینہ میں جس مسلمان کو نصیب ہو جائے...... دیکھیں طبائع میں انقلاب چلے کے بعد آتا ہے......عام طور پر حدیث میں ہے...... چالیس دن تواتر کے ساتھ نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ اس کو دو پروانے عطا کرتے ہیں......ایک جہنم سے نجات کا......اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

چلہ کی حکمت:

دیکھیں ہم روزے کتنے رکھتے ہیں تیس یوم یا انتیس یوم...... یہ چالیس کیوں نہیں......؟ اس پر غور کریں ایک تو اس لئے جو کام چالیس دن تک کیا جائے وہ آدمی کی طبیعت بن جاتی ہے...... عادت بن جاتی ہے...... پھر اس کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے...... روزہ طبیعت بنانے کے لئے نہیں......نماز یومیہ فرض ہے...... روزہ سال میں ایک مہینہ فرض ہے......نماز انسان کے لئے غذا کی حیثیت رکھتی ہے...... روزانہ کھائی جاتی ہے...... روزے کی حیثیت مسلمان کے لئے دوائی ہے۔

وہ ایک مدت تک کھائی جاتی ہے......اگر چالیس دن مسلسل اس کو کھالیں عادت بن جائے تو عبادت کی لذت ختم ہو جائے گی......اس لئے حکم دیا گیا تیس دن کے اندر اس کو ختم کر دیا جائے......لیکن جو آخری دس دن ہوتے ہیں وہ بیس کے برابر ہوتے ہیں......روزہ تو تیس دن رکھو آخر دس دن اعتکاف کرو آخری دس دنوں میں راتوں کو جاگو......آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو......آخری دس دنوں میں عبادت زیادہ کرواتی پہلے بیس دنوں میں محنت نہیں جتنی آخری دس دنوں میں حکم دیا گیا......تو محنت کے لحاظ سے یہ تیس دن بھی چلے کے برابر ہو جاتے ہیں......گویا آپ اللہ کے راستے میں چلہ لگا لیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اعتکاف جیسی نعمت عظمیٰ کی دولت بے بہا سے مالا مال

ہونے کی توفیق عطا فرمائے......اب آخر میں چند مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے......یعنی اگر پورے محلے سے کوئی آدمی اعتکاف نہیں بیٹھا تو سب گنہگار ہیں۔

۲۔ اعتکاف کی حالت میں بلا عذر مسجد سے باہر جائے گا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا......جن حالات میں مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے ان کو سنئے......غسل واجب ہو گیا وضو کرنا تھا......قضائے حاجت کے لئے جانا پڑا۔

۳۔ صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنا جائز نہیں۔

۴۔ اگر کھانا پہنچانے والا کوئی نہ ہو تو گھر سے کھانا لا کر مسجد میں کھانا جائز ہے۔

۵۔ مسجد میں ذکر عبادت' تلاوت میں مشغول رہنا چاہیئے۔

۶۔ مسجد میں دینی کتب یا کسی طالب العلم کو امتحان کی تیاری کرنی ہو تو کتابیں پڑھ سکتا ہے......بشرطیکہ اس میں جاندار کی تصویر نہ ہو۔

آخر میں دعا ہے......کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعتکاف کی سعادت نصیب کرے......اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے......آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

فضائل لیلۃ القدر

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِ الْاُمَمِ...... ○ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ......
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ...... ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ......
اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (۱) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرَمَهَا فَقَدْ حَرَمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يَحْرُمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (۲)
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْزٰی لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا (۳)
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

(۱) مسند ابی یعلیٰ ص۵۲۸ ج۲ عن ابی هریرة، صحیح البخاری ص۲۶۹ ج۱، صحیح المسلم
(۲) مشکوٰۃ شریف ص۱۸۱ ج۱، صحیح البخاری ص۲۷۰ ج۱ (۳) مشکوٰۃ شریف ص۱۸۳ ج۱، ابن ماجه

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم...... واجب الاحترام...... برادران اسلام......!

رمضان المبارک کا یہ آخری عشرہ ہے...... اور یہ حسن اتفاق ہے...... کہ رمضان المبارک کا آج اکیسواں روزہ ہے...... اسلامی تاریخ میں رمضان المبارک کی اکیس تاریخ ایک بہت بڑی اہمیت اور عظمت والی تاریخ ہے...... اس دن امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، رسول اللہ ﷺ کے چوتھے خلیفہ، جانشین فاتح خیبر، برادر پیغمبر، صفدر وحیدر سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی شہادت ہوئی...... ایک تو آج کے دن کی مناسبت سے میں حضرت علی کی سیرت پر گفتگو کروں گا......

دوسرا ایک اہم موضوع جو اس مہینے کے متعلق ہے اس پر گفتگو کرنا ضروری سمجھتا ہوں...... وہ اعتکاف کی عظمت اور فضیلت ہے...... تیسری ایک اور اہم چیز ہے...... کہ جس کی عظمت وفضیلت کو خود قرآن مجید نے بیان کیا ہے...... وہ لیلۃ القدر کی فضیلت ہے...... میں اختصار سے یہ تینوں چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں......

اعتکاف کیا ہے...... علی ابن ابی طالب کی شہادت کا واقعہ کیا ہے...... سیرت علی سے ہمیں کیا کچھ سبق ملتے ہیں...... میں واقعہ شہادت بیان نہیں کرتا...... کیونکہ اس وقت اس کی تفصیل کا وقت نہیں ہے...... اور سیرت علی ؓ کو کھول کر بیان کیا جائے...... تو ان واقعات کے لئے بھی بہت زیادہ وقت چاہئے...... پھر اگر اسی پر گفتگو کی گئی...... تو یقینی بات ہے...... کہ اعتکاف اور لیلۃ القدر کی باتیں رہ جائیں گی...... یہ تینوں چیزیں بہت اہم ہیں...... میں اس مناسبت سے اختصار کے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ القدر کا شان نزول:

قرآن مجید کی جو سورۃ میں نے پڑھی ہے...... اس کا نام سورۃ القدر ہے...... اس

سورۃ کا شانِ نزول علماء نے لکھا ہے..... کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کئی مرتبہ امم سابقہ کے واقعات بیان فرمائے..... بنی اسرائیل کے ایک عالم کا تذکرہ کیا..... کہ ایک بڑا صاحب نسبت آدمی تھا..... بڑا متقی اور پرہیز گار تھا..... اور اسی (۸۰) سال تک مسلسل اللہ کی عبادت میں مصروف رہا.....ایک روایت میں آتا ہے.....کہ حضور اکرم ﷺ نے انبیاء سابقین میں سے چار پیغمبروں؛ حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حذقیلؑ حضرت یوشعؑ کا تذکرہ کیا.....اور ان کے متعلق ارشاد فرمایا..... کہ یہ وہ لوگ تھے..... کہ جنہوں نے اسّی اسّی سال اللہ کے راستے میں جہاد کیا.....(۱)

ایک روایت یہ بھی ہے ..... کہ ایک مجاہد کا ذکر اللہ کے پیغمبر ﷺ نے یوں فرمایا..... وہ اسّی سال تک اسلحہ سے لیس رہا..... اس نے کسی وقت بھی اپنے جسم سے ہتھیار نہیں اتارے..... حتیٰ کہ جب سوتا تو ہتھیار اس کے ساتھ ہوتے..... صحابہ کرام میں یہ خوبی تھی..... کہ اللہ کے نبی جب بھی کسی نیکی کا تذکرہ کرتے..... تو صحابہ کی طبیعت مچلتی تھی..... کہ ہم بھی یہ عبادت کریں..... ایک صحابیؓ کہنے لگے..... اللہ کے رسول! وہ لوگ ہم سے طاقت میں بھی زیادہ تھے..... ہمت ان میں زیادہ تھی..... عمریں ان کی لمبی تھیں..... عبادت بھی انہوں نے کثرت سے کی ہے..... ہم ہر لحاظ سے اُن کی نسبت کم ہیں..... ہماری عمریں بھی اتنی نہیں..... ہم اتنی عبادت بھی نہیں کر سکتے..... ہمارے اندر اتنی قوت اور طاقت بھی نہیں..... کہ ہم مسلسل جاگیں..... اور دن رات ہتھیار اٹھا کر چلتے پھرتے رہیں..... دن رات مسلسل ایک ہی کام میں لگے رہیں ..... ہماری مجبوریاں اور ضروریات زیادہ ہیں..... ہم تو ضروریات میں اُتنے گھرے ہوئے لوگ ہیں..... کہ ان لوگوں نے ہم سے زیادہ عبادت کی ہے اس کا معنیٰ یہ ہے..... کہ وہ بہت فائق ہو گئے..... ہم بہت پیچھے رہ گئے

(۱) فضائل اعمال ص ۴۰۵ فضائل رمضان فصل ثالث

حضور اکرم ﷺ خاموش ہی تھے...... کہ جبرئیل امین تشریف لائے...... اور اس سورہ مبارکہ کو لے کر آئے...... اِنَّآ اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ ۝ وَمَآ اَدرٰکَ مَا لَیلَۃُ القَدرِ ۝ لَیلَۃُ القَدرِ خَیرٌ مِّن اَلفِ شَھرٍ ۝ تَنَزَّلُ المَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم مِن کُلِّ اَمرٍ ۝ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطلَعِ الفَجرِ ۝

اللہ فرماتے ہیں محبوب......! ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر کی رات میں اتارا ہے...... اور آپ کیا جانیں...... کہ لیلۃ القدر کتنی عظمت اور فضیلت والی رات ہے...... لیلۃ القدر وہی ہے...... جو اسّی سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے، ہزار مہینے سے افضل ہے

لیلۃ القدر کی قرآن سے نسبت:

اس رات کی نسبت اللہ کے مقدس کلام قرآن مجید کے ساتھ ہے...... اور پچھلے خطبات میں مَیں نے یہ بات بتائی تھی...... کہ جس چیز کی نسبت قرآن کے ساتھ ہو جائے...... اس کی عظمت زیادہ ہوتی ہے...... اس کا احترام زیادہ ہوتا ہے...... حافظ کی نسبت قرآن کے ساتھ ہو جائے...... تو وہ مصلے کا وارث بن جاتا ہے...... رسول اللہ ﷺ کی نسبت جب قرآن کے ساتھ ہوئی...... تو حضور کو محمد رسول اللہ کہا گیا...... رمضان کی نسبت قرآن کے ساتھ ہوئی...... تو تمام مہینوں کا سردار بن گیا...... اس لئے اللہ نے لیلۃ القدر کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے فرمایا...... اِنَّآ اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ...... محبوب یہ رات عام رات نہیں ہے...... یہ وہی رات ہے...... کہ اس میں الحمد سے والناس تک پورا قرآن مجید اتارا ہے...... محبوب اس بابرکت کلام کی ابتدا ہم نے تم پر اس رات کو کی ہے......

ایک روایت یہ بھی ہے...... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر پورا قرآن لیلۃ القدر میں اُتارا...... اس سے بتدریج وقفے وقفے سے جتنی ضرورت پڑتی...... جبرئیل امین لاتے رہے...... کوئی بھی کیفیت ہو...... قرآن مجید کا نزول لیلۃ القدر میں ہے...... اس

سے اس رات کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے..... کہ یہ رات کتنی عظیم ہے..... جس میں اللہ نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید کو اتارا ہے..... اگر اس آیت کے ترجمے پر بھی غور کریں..... تو آپ کو اس کی ساری وضاحت سمجھ آجائے گی..... اللہ کہتے ہیں..... اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ..... ہم نے عزت والی رات میں اس قرآن مجید کو اتارا ہے..... قرآن کو سمجھ لو..... یہ اللہ کا کلام ہے..... مقدس کلام ہے..... عظمت والی کتاب ہے..... یہ کتاب جس کے سینے میں چلی جائے..... وہ کتنا عظیم ہوتا ہے..... جس پیغمبر پہ اتری ہے..... وہ نبی کتنا عظیم ہے..... جس امت کے حصے میں آئی ہے..... وہ امت کتنی عظیم ہے..... جس مہینے میں آئی ہے..... وہ مہینہ کتنا عظیم ہے..... تم اسی سے یہ بھی سمجھ لو..... کہ جس رات یہ کتاب اتری ہے..... وہ رات کتنی عظیم ہوگی۔

لیلۃ القدر..... قدر کا معنی ہے احترام عزت ایک معنی قدر کا اندازہ بھی ہے..... لیلۃ القدر عزت والی رات..... احترام والی رات..... فضیلت والی رات..... یا اگر اس کا معنیٰ اندازہ کرلیا جائے..... تو اس کا مفہوم یہ ہوگا..... کہ اس رات اللہ تعالیٰ آنے والے پورے سال کے احکامات فرشتوں کے سپرد کرتے ہیں..... اس کا اندازہ جو اللہ کے مقدس علم میں ہے..... اس علم کے مطابق وہ فرشتوں کے سپرد کردیا جاتا ہے..... اس لئے اس رات کو لیلۃ القدر کہتے ہیں..... قرآن مجید کا کچھ انداز بیان ایسا ہے..... کہ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے..... بلکہ اس کے اندر اشتیاق پیدا کرنے کے لئے..... قرآن اس انداز میں بات پیش کرتا ہے..... وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ..... کہ آپ کو کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے..... یعنی تم لوگ نہیں سمجھ سکتے..... کہ لیلۃ القدر کتنی عظیم رات ہے..... کتنی برکت والی رات ہے..... کتنی فضیلت والی رات ہے..... اگر اس کو سمجھنا چاہتے ہو..... تو یوں سمجھ لو..... کہ قرآن اس کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے کہتا ہے۔

فضائل لیلۃ القدر:

خَیْرٌمِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ...... ہےتو ایک رات لیکن اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے...... اَلْفِ شَہْرٍ...... ہزار مہینہ، ہزار مہینے کے اگر سال بنائے جائیں......تو 83 سال 4 ماہ تقریبا بنتے ہیں......تو اس ایک رات کی عبادت 83 سال 4 ماہ سے بھی زیادہ بہتر ہے......اس میں ایک لفظ ہے......اس پہ غور کریں اللہ کہتے ہیں...... خَیْرٌمِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ...... ہزار مہینے سے بھی بہتر...... کتنی بہتر......!میں نہیں جانتا کتنی بہتر......آپ نہیں جانتے کتنی بہتر......اگر آپ مجھے اجازت دیں......تو میں ایک جملہ کہہ دوں...... کہ اللہ کے نبی نے بھی نہیں بتایا کتنی بہتر......اللہ کہتے ہیں ہزار مہینے سے بہتر......جس کو رب بہتر کہے...... اس کو رب ہی جان سکتا ہے...... کہ وہ کتنی بہتر ہے ......اس کا اندازہ کوئی اور نہیں لگا سکتا...... ہزار مہینے سے بہتر ایک رات ملی......اور اگر کسی خوش نصیب کو پوری ساٹھ ستر سال کی زندگی میں دو چار بھی لیلۃ القدر کی راتیں مل جائیں......تو آپ اس آدمی کا اندازہ لگائیں...... کہ وہ کتنا خوش نصیب ہوگا۔

خصوصیات لیلۃ القدر:

قرآن کہتا ہے......تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ ...... کہ اس رات کو آسمان سے فرشتے اترتے ہیں......اللہ کی رحمت خاصہ نازل ہوتی ہے......اللہ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

لیلۃ القدر کی تلاش:

حدیث میں آتا ہے......اس رات کی عظمت کو تلاش کرنے کے لئے اللہ کے محبوب نے پہلے عشرے میں رمضان المبارک کا اعتکاف کیا...... یہ رات نہ ملی......دوسرے عشرے میں محبوب نے اعتکاف فرمایا...... یہ رات نہ ملی...... تیسرے عشرے میں اعتکاف فرمایا...... جبرئیل امین نے آکر بتایا...... کہ محبوب اس آخری عشرے کی طاق راتوں میں

سے ایک ایسی رات ہے...... جو لیلۃ القدر کی رات ہے......جس کے لئے آپ نے اعتکاف فرمایا ہے......(۱)

اس لئے آئندہ اپنی امت کو بتائیں......کہ اگر وہ اعتکاف کریں......اس رات کو تلاش کرنا چاہیں......تو لیلۃ القدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کر لیا کریں ......اس لئے علما نے لکھا ہے......کہ اللہ کے پیغمبر نے امت کو سبق سکھایا......مسئلہ بتایا...... کہ اب جب بھی اعتکاف بیٹھو......تو رمضان کے آخری عشرے میں بیٹھو......اس لئے پہلے اور دوسرے عشرے میں اعتکاف کی ضرورت نہیں......آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھ کر اس سنت کو ادا کر لیا کرو...... ان راتوں میں جاگنا......اگر تمہیں لیلۃ القدر نظر نہ آئے......اس کے انوارات نظر نہ آئیں......ان راتوں میں چند لمحے ایک شخص جاگ لیتا ہے...... خیر من الف شھر......تو پوری رات جاگنا مقصود نہیں ہے......مغرب سے فجر تک جاگنا مقصود نہیں......اس پوری رات میں سے ایک لمحہ بھی کسی کو میسر آ گیا......تراویح اس کو میسر آ گئی......تلاوت اس رات کو میسر آ گئی......درود پڑھنا اس رات کو میسر آ گیا ......کسی کی خدمت کرنا اس رات کو میسر آ گیا......قرآن کا یہ نکتہ بتاتا ہے......خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ......کہ اس ایک رات کی تراویح ہزار مہینے کی تراویح سے بہتر ہے......اس ایک رات کی تلاوت ہزار مہینوں کی تلاوت سے بہتر ہے......اس ایک رات کا جاگنا ہزار مہینے کے جاگنے سے بہتر ہے......اس ایک رات کی خیرات ہزار مہینے کی خیرات سے بہتر ہے......یہ ایک ایسی رات ہے......کہ جس نے بھی زندگی میں اس ایک رات کو ایک دفعہ پا لیا......وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے پوری رات نہیں جاگا......تھوڑا سا حصہ بھی مل گیا ہے......تب بھی وہ سعادت نصیب ہو جائیگی۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۱۸۲ ج۱عن ابی سعید الخدری، ترمذی ص۱۶۵ ج۱

معتکفین حضرات اس بابرکت مہینے میں اعتکاف بیٹھتے ہیں......توجہ کریں......وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں......اول تو اللہ کے گھر کے مہمان ہیں...... چوبیس گھنٹے مسجد میں بیٹھے ہیں......پھر اگر آپ اس پر غور کریں......کہ روزانہ یقیناً رات کو مسجد میں رہتے ہوئے کچھ حصہ بھی جاگتے ہوئے ......تلاوت بھی کرتے ہیں......عبادت بھی کرتے ہیں...... رات کے تھوڑے سے حصے میں ایسا وقت بھی آتا ہے...... جس وقت وہ تہجد پڑھتے ہیں...... ہر طاق رات کو جاگتے ہیں......اس سے اندازہ ہوتا ہے......کہ ان کی وہ طاق راتیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں......جس رات کو بھی لیلۃ القدر ہوگی...... یقیناً اگر ان کو نظر آئے ......یا نہ آئے......اس کو دیکھنا ضروری نہیں......اس کو محسوس کرنا ضروری نہیں......اس رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا اشارہ ہے......اگر عبادت کرلی ہے...... آپ کو کوئی پتا نہیں......کونسی رات لیلۃ القدر کی رات تھی......مگر آپ جاگ چکے ہیں......تو اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب سے محروم نہیں کریں گے...... ہزار مہینے کی عبادت کا اجر پھر بھی آپ کے حصے میں لکھ دیا جاتا ہے۔

جھگڑے کی نحوست:

حدیث میں آتا ہے......رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو تلاش فرمایا......غور کرنا ......حضور ﷺ کو بتا دیا گیا......کہ محبوب فلاں رات لیلۃ القدر کی رات ہے......محبوب امت کو بتانے کیلئے جلدی سے اٹھے......کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے......حضور ﷺ مسجد کے دروازے تک تشریف لے گئے......اللہ کے حبیب نے کیا دیکھا......کہ سامنے دو شخص لڑ رہے ہیں......جھگڑا تو اب ہماری فطرت بن چکی ہے......اس کو ہم اپنے اندر سے نکال نہیں سکتے......شریف لوگ بھی لڑتے ہیں......عام لوگوں کی تو بات ہی نہیں......مذہبی لوگ لڑتے ہیں......قابل اعتماد شخصیات ایک دوسرے کے ساتھ الجھتی ہیں...... اور پھر مہینوں نہیں

سالوں تک ایک دوسرے سے گفتگو ختم ہے...... سلام کلام ختم ہے...... ویسے ہم بڑے تہجد گزار ہوتے ہیں...... بڑی بڑی تسبیحیں ہوتی ہیں...... عملی طور پر ہماری حالت یہ ہے...... کہ ہم لوگ اس معاملے میں سب سے زیادہ کمزور ہوتے ہیں......

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا...... میں تمہیں نماز سے بھی بہتر عمل بتاؤں...... ،روزے سے بھی بہتر عمل بتاؤں...... ،زکوٰۃ سے بھی بہتر عمل بتاؤں...... ،حج سے بھی بہتر عمل بتاؤں...... ،احکامات تمام ایک طرف لیکن مسلمان کا مسلمان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا...... یہ تمام عبادتوں سے بڑی عبادت ہے...... ۔اللہ کے نزدیک جس عبادت کی اہمیت ہے...... ہمارے نزدیک کوئی نہیں رہی...... ۔حضور نے ان دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا...... حضور ﷺ خاموشی سے پیچھے آ گئے...... حدیث میں آتا ہے...... حضور کے چہرے پہ جلال، غصے کے آثار ظاہر ہوئے...... اللہ کے رسول خیر ہے......؟ فرمایا مجھے اللہ نے لیلۃ القدر بتائی تھی...... ان دو آدمیوں کی لڑائی کی نحوست کی وجہ سے لیلۃ القدر میرے ذہن سے مٹا دی گئی...... (۱) میرے دماغ سے محو کر دی گئی...... ،اٹھا لی گئی ہے...... کہ وہ کون سی رات ہے...... ۔ورنہ میں تمہیں بتاتا...... کہ یہ رات لیلۃ القدر کی رات ہے۔

لیلۃ القدر کی تلاش:

حضور ﷺ نے فرمایا...... میں تمہیں اشارہ کر دیتا ہوں...... اس رات کو تلاش کیا کرو فرمایا...... تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ...... رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا کرو...... ۔طاق راتوں میں جس کو لیلۃ القدر مل گئی سمجھ لیجئے...... اس شخص نے لیلۃ القدر کو پا لیا...... اب طاق راتوں میں 29,27,25,23,21 کی راتیں ہیں...... ان راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کر لینا......

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۸۲ ج ۱ عن عبادہ بن الصامت، صحیح البخاری ص ۲۷۰ ج ۱

سمجھ لینا اگر تم جاگتے رہے...... تمہیں لیلۃ القدر مل چکی ہے...... تم اس سعادت کو حاصل کر چکے ہو...... ۔اور اگر ان راتوں میں کوئی شخص نہیں جاگتا...... فرمایا وہ بہت بڑا محروم ہے...... میرے پیغمبر کا یہ جملہ دل پہ لکھ لو...... لَا یَحْرُمُهَا اِلَّا شَقِیٌّ ...... وہ بد بخت ازلی ہوگا...... جس کے نصیب میں ہدایت نہیں......، جس کے نصیب میں خدا کی رحمت نہیں......، وہ بد بخت اس رات کو ہدایت سے محروم ہو سکتا ہے...... ،ورنہ کوئی آدمی محروم نہیں رہتا...... جو بدترین انسان ہے...... وہ اس رات سے محروم ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا طاق راتوں میں اس کو تلاش کرو...... ۔صحابہ کہتے ہیں...... کہ جب صبح حضور اٹھے رحمت للعٰلمین کی پیشانی پر مٹی اور گارے کے تھوڑے سے آثار تھے...... (۱) جیسے زمین پانی سے بھیگی ہوئی ہو...... اس پہ کوئی سجدہ کرے...... اس رات بارش ہوئی تھی...... اور حضور نے فرمایا...... یہ رات لیلۃ القدر تھی...... بعض صحابہ کہتے ہیں کہ ہم پہچان گئے یہ 21 کی رات ہے...... صحیح تحقیق علماء کی اس میں یہ ہے...... کہ آخری عشرہ میں یہ طاق رات بدلتی رہتی ہے...... کسی سال اکیس کو......، کبھی تیئس کو......، کبھی پچیس کو،...... کبھی ستائیس کو...... اور کبھی انتیس کو آتی رہتی ہے۔

لیلۃ القدر بھلانے میں حکمتیں:

اور اس میں بھی حکمت ہے...... ۔میں ایک جملہ اور کہہ دیتا ہوں...... یہ درست ہے...... کہ جھگڑے کی وجہ سے رات بھلا دی گئی...... لیکن جو آدمی سامنے لڑ رہے تھے...... یقینی بات ہے...... وہ مسلمان ہوں گے......، جس مسلمان نے نبی کا زمانہ دیکھا ہے...... وہ پیغمبر کا صحابی ہے...... ۔صحابی کا عمل پھر بھی نیکی سے خالی نہیں ہوتا۔

---

(۱) ابصرت عینای رسول اللہ وعلی جبھہ اثر الماء والطین من صبیحۃ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲ ج ۱، صحیح المسلم ،صحیح البخاری ص ۲۷۰ ج ۱،

پہلی حکمت:

اگر حضور تعیین کر کے بتا دیتے...... کہ یہ رات لیلۃ القدر ہے......(۱) تو ان پانچ راتوں میں کوئی آدمی جاگنے کی تکلیف نہ کرتا...... یہ جو اللہ کی ذات کا اور ہر رات جاگنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے...... تو کہہ دیتے چھوڑو جی وہ ایک ہی رات ہے...... ،اس رات کو جاگ لیں گے...... دوسری بات یہ ہے...... کہ کوئی آدمی اگر بیماری کی وجہ سے ،سفر کی وجہ سے ،کسی پریشانی کی وجہ سے ایک رات نہیں جاگ سکا...... دوسری رات جاگ پڑا ہے ......،تیسری طاق رات کو جاگا ہے...... کم از کم اطمینان تو ہے...... کوئی ایک رات ہوگی ......جس رات کا اجر اللہ مجھے عطا فرمائیں گے...... ان راتوں کو جاگنے کا اجر بھی مل جائے گا اگر ان میں لیلۃ القدر ہے...... وہ سعادت بھی مل جائے گی...... اور اگر کوئی مریض آدمی ہے...... اور وہ رات بتادی جاتی...... اس رات کو وہ بیمار ہو جاتا...... ،اس رات کو سفر پہ ہوتا......،اس رات کو وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا......،اس رات وہ کسی عزیز کی بیماری کی وجہ سے عبادت نہ کر سکتا...... تو پورا سال حسرت اور افسوس میں رہتا......، ہائے وہ کتنی اہم رات مجھ سے رہ گئی ہے......، ہائے کتنی عظیم رات تھی...... جس میں مَیں عبادت نہ کرسکا......۔اس حسرت کو ختم کرنے کے لئے اللہ کے پیغمبر نے بتایا وقت متعین نہیں ......ان آخری طاق راتوں میں مسلسل جاگا کرو۔

دوسری حکمت:

جو رات بھی ہوگی...... اللہ اس کا اجر تمہیں عطا فرمادیا کریں گے...... ایک اور حکمت بھی ہوسکتی ہے...... دیکھیں خدا بڑا رحیم ہے...... اللہ اپنے محبوب کی امت کے

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲ ج ۱

گناہوں پہ پردے ڈالنا چاہتا ہے...... لیلۃ القدر جب ہزار مہینے سے بہتر ہے...... اس کی ایک نیکی ہزار مہینے سے بہتر...... ایک رات کی تلاوت ہزار مہینے کی تلاوت سے بہتر...... اس ایک رات کا جاگنا ہزار مہینے جاگنے سے بہتر...... اس میں اگر کوئی جرم کر بیٹھے...... کیا خیال ہے...... کہ اس کے جرم کا کتنا بڑا گناہ ہوگا......؟ جتنی نیکی میں اضافہ ہے...... جرم بھی اتنا بڑا کہلائے گا...... ایک عام آدمی جھوٹ بولتا ہے...... ایک کعبہ میں کھڑے ہوکر جھوٹ بولے...... آپ کہیں گے...... کہ کتنا بد بخت ہے...... اللہ کے گھر میں جھوٹ بول رہا ہے...... جھوٹ یہاں کہے...... تب بھی جھوٹ ہے...... مسجد سے باہر ہو...... تب بھی جھوٹ ہے...... وہاں بھی گناہ کبیرہ ہے...... یہاں بھی گناہ کبیرہ ہے...... مگر کعبے جیسی مقدس جگہ پہ جھوٹ بول رہا ہے...... اس سے بڑا مجرم اور کوئی نہیں ہوسکتا...... مجرم مجرم ہی ہے...... جیسا جرم کرے...... لیکن مسجد میں جرم کرتا ہے...... کعبے میں جرم کرتا ہے...... کسی اہم موقع پر جرم کرتا ہے...... جمعۃ المبارک کے دن جرم کرتا ہے...... وہ بڑا مجرم کہلائے گا۔

اللہ چاہتے تھے...... کہ میرے محبوب کی امت شرمسار نہ ہو...... اگر خدانخواستہ لیلۃ القدر ہوتی...... اور یہ معلوم ہو جاتا...... یہ رات لیلۃ القدر ہے...... اس رات میرے پیغمبر ﷺ کا کوئی امتی کسی گناہ میں مبتلا ہوتا...... اس کو گناہ کی وہ سزا اسی انداز سے ملنی تھی...... اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لئے لیلۃ القدر کو چھپا دیا ہے...... کہ طاق راتوں میں تلاش کریں...... جس رات کو جاگو گے...... اللہ تمہیں لیلۃ القدر کا اجر عطا فرما دیا کریں گے...... اور اس کو تلاش کرنے کے لئے سب سے زیادہ خوب صورت ذریعہ اعتکاف ہے...... جس میں آج ہمارے خوش نصیب مسلمان بیٹھ چکے ہیں۔

اعتکاف کی فضیلت:

حدیث میں آتا ہے...... اَلْمُعْتَكِفُ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ ...... کہ اعتکاف

بیٹھنے والا آدمی ایسا ہے...... جیسے گناہوں سے پاک ہو چکا ہو......(۱) اللہ اس کے گناہوں کو دھوڈالتے ہیں......اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا کیوں......؟ اول تو پہلے عشرہ میں رحمت تھی......دوسرے میں مغفرت ملی......اب جب آخری عشرہ آیا...... پہلے حصے میں باہر کے کام کاج کرتا رہا چلتا پھرتا رہا...... بیوی بچوں میں رہا......یاروں دوستوں میں رہا دوسرے عشرے میں بھی باہر تھا......لیکن جب تیسرا عشرہ آیا......تو یہ سب کچھ چھوڑ کے خدا کے گھر میں ڈیرہ ڈال کے بیٹھ گیا ہے...... جب آدمی ڈیرہ ڈال کے بیٹھ جاتا ہے......اور کہتا ہے...... کہ اب میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا......اللہ! تیرے دروازے پر بیٹھا ہوں...... جب تک تو مجھ سے راضی نہیں ہوتا...... میں یہاں سے نہیں جاؤں گا......دنیا میں ایک فقیر کسی کے دروازے پر جائے......دوسری مرتبہ جائے......تیسری دفعہ جائے......دو چار دفعہ جائے......اگلے آدمی کو لحاظ آتا ہے...... کچھ جیب سے نکال کردے ہی دیتا ہے......اور فقیر ٹھکانہ لگا کر بیٹھ جائے......اور کہے......کہ دروازے پہ بیٹھا ہوں...... کچھ لوں گا تو جاؤں گا......آدمی کہتا ہے......چلو یار اس کی بات پوری کرو......دو جو کچھ مانگتا ہے...... جب بندہ سب کچھ چھوڑ کر رب کے دروازے پہ بیٹھ جائے......اور کہے اللہ دیکھ تیرے دروازے پہ بیٹھا ہوں...... تجھے راضی کرنا چاہتا ہوں...... جب تک تو راضی نہیں ہوتا......اس وقت تک میں یہاں سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوں......تو اس کی شان کریمی بھی جوش میں آتی ہے ......اللہ فرماتے ہیں......فرشتو! اگر یہ اس طریقے سے آکر بیٹھ گیا ہے......اب میں بھی راضی ہوتا ہوں...... میں اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں......اس کو جنت میں بھیجتا ہوں......میں اسکی تمام خطاؤں پہ درگزر کرتا ہوں......ایک تو مسجد میں بیٹھنے کی وجہ سے نگاہ محفوظ رہے گی......مسجد میں بیٹھنے کی وجہ سے کان محفوظ رہیں گے......زبان کی حفاظت ہوگی

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۸۳ ج ۱ ابن ماجہ

نیکی کی طرف توفیق زیادہ ہوگی...... مسجد میں مسلسل رہنا ...... یہ ایک مستقل عبادت ہوگی...... اعتکاف میں رہنا مستقل عبادت ہے...... رات کو سو جائے تب بھی اس کی عبادت ہے...... دن کو روزہ ہو دن کی بھی عبادت...... رات کی عبادت یہ رات دن کی عبادات کا مجموعہ...... پھر طاق راتوں میں بالخصوص جاگنا...... یہ ساری سعادت صرف معتکف آدمی کو حاصل ہو سکتی ہے...... جو کہ عام آدمی کو حاصل نہیں ہوتی۔

معتکف کی نیکیاں:

دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا...... اعتکاف والے آدمی کو ان نیکیوں کا خدا اجر عطا فرماتے ہیں...... جو باہر والے کرتے ہیں...... اعتکاف والے نہیں کر سکتے......(۱)

ایک آدمی بیمار ہو گیا ہے...... آپ اس کی عیادت کے لئے گئے...... معتکف آدمی سوچتا ہے...... کاش میں بھی باہر ہوتا...... تو میں بھی مریض کی عیادت کر آتا...... اس نے سوچا خدا نے اجر عطا فرما دیا...... پتا چلا فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے...... اس کی نماز جنازہ ہونی ہے...... ساری دنیا چلی گئی...... یہ سوچتا ہے...... کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوں...... کاش میں بھی وہاں پہنچتا...... فرمایا جتنے لوگ جنازے میں شریک ہوں گے...... جو اجر ان کو ملے گا...... وہی اجر تمہارے حصے میں لکھ دیا جائے گا...... اللہ اس کو محروم نہیں کرتے۔

منازل محبت علامہ دوست محمد قریشی کا فرمان:

علامہ دوست محمد قریشیؒ ہمارے اکابر میں ایک بہت بڑے ولی اور بزرگ گزرے ہیں...... انہوں نے لکھا ہے...... کہ دنیا میں ہر محبّ اپنے محبوب کو راضی کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتا ہے...... مختلف طریقے استعمال کرتا ہے...... کوشش کرتا ہے...... کہ کسی طریقے سے میرا محبوب راضی ہو...... پانچ طریقوں سے اس کو راضی کرنے

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۱۸۳ ج۱ ابن ماجہ ص۱۲۷

کی کوشش کرتا ہے.....ایک تو یہ ہے.....کہ چکر لگاتا رہا.....باہر گیا.....پھر آیا.....پھر گیا.....پھر آیا.....کسی وقت تو پوچھ لے گا.....کہ کیوں آئے ہو.....

دوسرا طریقہ یہ ہے.....محبوب کو راضی کرنے کے لئے مال خرچ کر دیتا ہے.....

تیسرا یہ طریقہ ہے.....محبوب کو راضی کرنے کیلئے بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کرتا ہے۔

چھوتھا طریقہ یہ ہے.....کہ محبوب کا قرب حاصل کرنے کے لئے ڈیرہ ڈال کر اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا ہے.....کہ اس وقت تک نہیں اٹھتا.....جب تک وہ راضی نہیں ہوتا۔

پانچواں طریقہ یہ ہے.....کہ اپنا گھر بار بھی چھوڑ دے.....بیوی بچے بھی چھوڑ دے.....اپنا وطن بھی چھوڑ دے.....حتیٰ کہ اپنا لباس بھی چھوڑ دے.....جو کپڑے پہنے ہوئے تھے.....ان کو اتار کر ایک فقیرانہ لباس پہن کر سادے سے کپڑے پہن کر اس کے دروازے پہ آکر فقیروں کی طرح، دیوانوں کی طرح دستک دیتا ہے.....بار بار چیختا ہے.....اس کو یاد کرتا ہے.....یہ محبت کی انتہا ہو جاتی ہے.....اس کے بعد یقیناً اس کو محبوب مل ہی جایا کرتا ہے.....یہ تمام منازل محبت ہیں..... درحقیقت ہر مسلمان اللہ کا محب ہے.....اللہ ہمارے محبوب ہیں۔

حضور ﷺ سب سے بڑے محب تھے.....محبوب وہ ہوتا ہے.....کہ جس کی محبت میں محب بھوک و پیاس برداشت کرے.....تکلیفیں برداشت کرے.....دھکے کھائے.....پریشان ہو.....طائف میں پتھر کھائے.....دندان مبارک شہید کرائے.....خاندان اللہ کے راستے میں قربان کرایا.....سگے چچا کی لاش کے تیرہ ٹکڑے کرائے.....چھوٹی چھوٹی بچیاں لے کر شعب ابی طالب کی قید بھگتی.....یہ ساری پریشانیاں اللہ کے پیغمبر نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے برداشت کیں.....یہ ساری محبت کی منزلیں طے کیں۔

پہلی منزل محبت:

پانچ منزلیں کون کون سی ہیں......سب سے پہلی منزل آدمی اپنے محبوب کے پاس آئے......اور جائے......اس منزل کو منزلِ صلوٰۃ کہتے ہیں......جس کو ہم روزانہ پڑھتے ہیں......دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے دروازے پر آتے جاتے ہیں۔

دوسری منزل محبت:

دوسری منزل یہ ہے...... کہ محبوب کو راضی کرنے کے لئے مال پیش کرے......اس منزل کا نام زکوٰۃ ہے......زکوٰۃ بھی ہم دیتے ہیں......رمضان میں فطرانہ بھی دیتے ہیں......شام کو افطاریاں بھی کرواتے ہیں......مہمان نوازی بھی کرتے ہیں......دوست آئے ......تو اس کا اکرام بھی کرتے ہیں......یہ ساری کی ساری باتیں دوسری منزل ہے......جس کا نام زکوٰۃ ہے......یہ ساری منزلیں ہمارے آقا نے بدرجہ کمال ادا کی ہیں......میں نے اور آپ نے پانچ نمازیں پڑھی ہیں......میرے پیغمبر نے تہجد کا اہتمام کیا ہے...... چاشت پڑھی ہے......اوابین پڑھی ہے......اشراق پڑھی ہے......تحیۃ المسجد پڑھی ہے...... تحیۃ الوضو پڑھی ہے......نئے کپڑے پہن کر پیغمبر نے نماز پڑھی ہے......علاقے فتح کر کے پڑھی ہیں ...... جب بھی مصیبت کا وقت آیا......صبر حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھی ہے......نعمت ملی ہے......شکر ادا کرنے کے لئے نماز پڑھی ہے......میں نے اور آپ نے کم عبادت کی ہے...... نبی نے سب سے زیادہ عبادت کی ہے......دوسری منزل زکوٰۃ ہے جو کچھ پیغمبر کے پاس تھا......شام کو سورج غروب ہونے سے پہلے نبی سب کچھ خیرات کر دیا کرتے تھے یہ منزل محبت پیغمبر نے بدرجہ کمال ادا کی ہے

تیسری منزل محبت:

تیسری منزل روزہ ہے......یعنی بھوک پیاس کو برداشت کرنا......آپ اور میں

نے سال میں ایک ماہ روزہ رکھا ہے......لیکن میرے پیغمبر پیر کے دن روزہ رکھتے تھے......(۱)کبھی جمعۃ المبارک کا روزہ رکھتے تھے......کبھی ایام بیض کے تین روزے رکھتے تھے......کبھی حضور نے نو ذوالحجہ کا روزہ رکھا ہے......شوال کے چھ روزے رکھے ہیں......نو اور دس یا دس اور گیارہ محرم الحرام کے روزے رکھے ہیں......شعبان کے مہینے میں تواتر سے روزے رکھے ہیں......کہ افطار کرنے کی بھی نوبت نہ آتی۔

چوتھی منزل محبت:

چوتھی منزل اعتکاف ہے......کہ بیوی بچوں کو آدمی چھوڑ کر محبوب کے دروازے پر ڈیرہ ڈال دے......بیوی گھر ہے......آپ مسجد میں ہیں......بچے وہاں ہیں......آپ یہاں ہیں......دوکان وہاں ہے......آپ اللہ کے گھر میں آ کر بیٹھ گئے......زبان حال سے کہتا ہے......کہ میں یہاں آیا ہوں......نہیں اٹھ کے جاتا۔

اللہ! راضی ہو میں تجھے منانا چاہتا ہوں......نوافل پڑھتا ہے......تہجد پڑھتا ہے......چاشت پڑھتا ہے......اوابین پڑھتا ہے......اشراق پڑھتا ہے......دس دن ہو گئے ہیں......اگر کپڑے دینے والا کوئی نہیں آیا......تو اسی لباس میں بیٹھا ہے......یہاں مسجد میں بیٹھا ہے......نہانے کی اگر ضرورت محسوس ہوئی......اس پہ غسل واجب نہیں ہوا......تو یہاں بیٹھا ہے......نہانے کے لئے باہر نہیں گیا......ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گیا ہے......کہ اللہ کریم......! میں تجھ کو راضی کرنا چاہتا ہوں......اس منزل کو نبی ﷺ نے بدرجہ کمال ادا کیا ہے۔

مجھے اور آپ کو حکم ہے......کہ سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری

---

(۱)عن ابی هريرة قال اوصانی خليلی بثلاثة ايام من كل شهر وركعتی الضحی وان اوتر قبل (صحيح البخاری ص۲۶۶ ج۱، ابن ماجه ص۱۲۲)

عشرے میں دس دن کا اعتکاف کیا کرو......(۱) لیکن میرے نبی نے پورے مہینے کا بھی اعتکاف کیا ہے......بیس دن کا بھی اعتکاف کیا ہے......دس دن کا بھی اعتکاف کیا ہے

پانچویں منزل محبت:

آخری منزل کا نام حج ہے......اس میں آدمی گھر بار بھی چھوڑ دیتا ہے......بیوی بچے بھی چھوڑ دیتا ہے...... وطن بھی چھوڑ تا ہے......یہ لباس بھی چھوڑ دیتا ہے...... بڑا خوبصورت کرتا سجتا ہے......اتار کے رکھ دیا ہے...... بڑی دستار باندھ رکھی ہے......اتار کے رکھ دی ہے...... بڑی خوبصورت ٹوپی پہن رکھی ہے......اتار کے رکھ دی ہے...... بڑی اچھی شلوار پہنی ہوئی تھی......ایک چادر باندھ لی ہے...... بڑی خوبصورت اعلیٰ قسم کی جوتی پہن رکھی تھی......اتار کر سادی سی چپل پہن لی ہے...... بلکہ سر ننگا رکھا ہوا ہے...... دو کفن کے ٹکڑے پہنے ہوئے ہیں......دیوانوں کی طرح ایک مکان ہے...... جہاں ظاہری طور پر اندر بیٹھا ہوا کوئی آپ کو نظر نہیں آتا......کالے پتھروں کی بنی ہوئی......ایک عمارت ہے......اس پر کالے رنگ کا ایک غلاف چڑھا ہوا ہے......لیکن محبت ہے......کہ دیوانوں کی طرح اس کے اردگرد چکر بھی کاٹتا ہے......لبیک کے نعرے بھی لگاتا ہے......

کبھی ایسا وقت آتا ہے......کہ ایک پتھر کے بوسے لیتا ہے......کبھی ایسا وقت آتا ہے......کہ ایک جگہ (رکن یمانی) کو ہاتھ لگاتا ہے......

کبھی ایسا وقت آتا ہے......کہ باہر سے چکر لگا رہا ہے......کبھی ایسا وقت آتا ہے......کہ ملتزم کو چمٹ کر زور و کے دعائیں مانگ رہا ہے......کبھی ایسا وقت آتا ہے......کہ مقام ابراہیم پہ سر سجدے میں ڈال کر نوافل پڑھ رہا ہے......

---

(۱) کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ ثم اعتکف ازواجہ (صحیح البخاری ص ۲۷۱ ج ۱، صحیح للمسلم ص ۳۷۲ ج ۱ مشکوۃ شریف ص ۱۸۳ عن عائشہ)

یہ کیا کچھ ہو رہا ہے......؟ یہ محبت کی وہ آخری منزل ہے...... جس کو طے کیا جا رہا ہے...... اور یہ منزل بھی بدرجہ کمال محمد رسول اللہ ﷺ نے ادا کی ہے...... ہر محبّ ان منزلوں سے گزرتا ہے...... لیکن خوش نصیب وہ ہیں...... کہ جنہوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے یہ منزلیں طے کی ہیں...... ورنہ یہ منزلیں دنیا میں طے ہو ہی جاتی ہیں...... ہر آدمی یہ منزلیں طے کرتا ہے...... کوئی دنیاوی محبوبوں کے پیچھے یہ منزلیں طے کرتا ہے...... ان کے دروازوں کے دھکے کھاتا ہے...... کئی لوگ اپنے اصلی محبوب کو راضی کرنے کے لئے اس کے پاک دروازے پہ آ کر سر سجدے میں رکھتے ہیں...... اور وہاں اللہ کے حضور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

تمام منازل محبت طے کرنے کا مہینہ:

رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے...... کہ جس مہینے میں یہ تمام عبادات جمع ہوجاتی ہیں...... نماز رمضان میں...... زکوٰۃ رمضان میں...... تقریباً لوگ ادا کرتے ہیں...... اور فطرانہ ادا کیا جاتا ہے...... دوسری منزل بھی رمضان میں طے ہوتی ہے...... تیسری منزل بھوک و پیاس برداشت کرو...... یہ منزل بھی رمضان میں طے ہوتی ہے...... چوتھی منزل اعتکاف میں بیٹھ جاؤ...... یہ منزل بھی رمضان میں طے ہوتی ہے...... اور کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں...... کہ جن کو پانچویں منزل کعبے کے طواف کی رمضان میں نصیب ہوجاتی ہے...... بہت کم لوگ ہیں...... کہ جن کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے...... اور کچھ نہیں...... تو چار منزلیں...... آپ یہاں طے کرتے ہی ہیں...... یہ اعتکاف ان اہم ترین منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔

ایک دن کے اعتکاف کا اجر:

اور میرے پیغمبر نے فرمایا...... ایک دن کے اعتکاف پر اللہ اتنا اجر عطا کرے

گا...... کہ قیامت کے دن اس بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ ہوگا......(۱) ایک خندق زمین و آسمان کے فاصلے کے برابر ہوگی...... جو ایک دن کا اعتکاف کرے...... اس کو اتنا اجر ملے گا...... جو دس روز اللہ کے گھر میں اعتکاف کے لئے بیٹھ جاتا ہے...... اس کو کتنا بڑا اجر ملے گا۔

حضرت عباسؓ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے...... ایک شخص آیا...... جو کہ غریب تھا...... اس کے پاس کچھ نہیں تھا...... اس نے اپنی ایک ضرورت پیش کی ...... کہا اگر آپ میرے ساتھ چلیں ...... فلاں جگہ پر تو میرا یہ کام ہوسکتا ہے...... میری ضرورت پوری ہوجائے گی...... وہ لوگ سنیں جنہیں اپنی عبادت پہ گھمنڈ ہوتا ہے۔

حضرت عباسؓ اٹھے...... اور جلدی سے مسجد سے باہر نکلے...... کسی نے کہا...... حضرت آپ اعتکاف میں نہیں تھے......؟ فرمایا اعتکاف میں تھا...... کہا حضرت آپ کو پتا نہیں تھا ...... کہ میں اعتکاف میں ہوں ......؟ فرمایا پتا تھا...... کہا پھر باہر نکل آئے......؟ فرمایا ہاں، ہاں...... جان بوجھ کے نکل آیا ہوں...... کیوں......؟ سیدنا عباسؓ نے روضہ اطہر کی طرف دیکھ کر کہا...... کہ صاحب روضہ نے یہ کہا ہے...... آمنہ کے در یتیم نے یہ بتایا ہے...... کہ جو شخص کسی مسلمان کی جائز ضرورت کو پورا کردے...... اللہ اس کو دس سال کے اعتکاف کا اجر عطا فرمادیتے ہیں...... یہ ایک دن کے اعتکاف کا اجر ہے...... کہ اللہ تعالیٰ بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کردیتے ہیں...... جب ایک دن کے اعتکاف کا اجر اتنا ہے...... تو سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں...... جس کو دس سال کے اعتکاف کا اجر ملے گا...... آپ اندازہ کریں...... وہ آدمی جہنم سے کتنی دور چلا جائے گا...... یہ اللہ کے پیغمبر نے سبق سکھایا ہے۔

---

(۱) فضائل اعمال ص ۱۶۵ رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیھقی الترغیب والترھیب ص ۳۲۵ ج ۲

لیلۃ القدر کے حصول کا ذریعہ:

دوستو بزرگو......! یہ اعتکاف ایک عظیم منزل ہے...... جس کو مسلمان طے کرتا ہے......اور لیلۃ القدر کے لئے اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے...... قرآن کہتا ہے...... تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ ......اس رات فرشتے اترتے ہیں......اور روح بھی اترتا ہے۔

لیلۃ القدر میں فرشتوں کے مشاغل:

حدیث میں آتا ہے...... کہ جب یہ لیلۃ القدر آتی ہے ......تو حضرت جبرئیل فرشتوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر کعبۃ اللہ میں اترتے ہیں......ان کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوتا ہے......وہ وہاں پہ گاڑھ دیتے ہیں......(۱) پھر حضرت جبرئیل فرشتوں کو کہتے ہیں...... کہ روئے زمین پہ پھیل جاؤ......وہ فرشتے پوری زمین پہ پھیل جاتے ہیں......اس رات آدمی جو عبادت کرر ہا ہوتا ہے...... یہ فرشتے اس کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

وہ تلاوت کرتا ہے...... یہ تلاوت کرتے ہیں......وہ ذکر کرتا ہے...... یہ ذکر کرتے ہیں...... وہ نوافل پڑھتا ہے...... یہ نوافل پڑھتے ہیں......وہ دعائیں مانگتا ہے...... یہ اس کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ پوری رات یہ منظر رہتا ہے......اور جب صبح ہوتی ہے......تو یہ سارے فرشتے اپنے سید الملائکہ جبرئیل کے پاس جاتے ہیں...... جبرئیل تمام فرشتوں کو لے کر اللہ کے حضور جاتے ہیں...... جب یہ فرشتے وہاں پہنچتے ہیں......اللہ باوجود اس کے...... کہ علیم بذات الصدور ہیں...... باوجود اس کے...... کہ سب کچھ جانتے ہیں......دلوں کے راز کو بھی جانتے ہیں......اللہ پوچھتے ہیں......فرشتو! تم نے میری مخلوق کو کس حال میں پایا......؟

---

(۱) مشکوۃ شریف ص۱۸۳، صحیح البخاری ص۲۷۰ ج۱ صحیح المسلم ص۳۷۲

یقیناً وہ جاگنے کی رات ہوتی ہے...... بندے جاگ رہے ہوتے ہیں...... تو اللہ کے فرشتے کہتے ہیں...... اے اللہ! ہم نے تیرے بندوں کو دیکھا...... گناہوں کو یاد کر کے روتے تھے...... وہ تیری رحمت کے طالب بن کے روتے تھے...... اپنے بڑوں کا تذکرہ کر کے ان کی مغفرت کی دعائیں کر رہے تھے......

کوئی اپنی ہدایت تجھ سے طلب کر رہا تھا...... کوئی قرآن کی تلاوت کر رہا تھا......

کوئی سر سجدے میں ڈالے ہوئے تھا...... کوئی عبادت میں مصروف تھا......

کوئی تیرے پیغمبر پہ درود پڑھ رہا تھا......

اللہ! راتوں کو رو رو کے تجھ سے مانگ رہے تھے...... ہم نے تیرے بندوں کو اس حال میں دیکھا ہے...... شان کریمی جوش میں آتی ہے...... اللہ فرماتے ہیں...... فرشتو! مجھے بتاؤ...... میں اپنے ان بندوں کو اس نیکی کا کیا صلہ عطا کروں...... کیا جزا دوں...... فرشتے کہتے ہیں...... اللہ اس کا صلہ ان کے لئے اس سے بہتر اور کیا ہوگا...... کہ تو اپنی شان کریمی کے مطابق، اس سے ان کو نواز دے...... جس کے وہ مستحق ہیں...... اتنا صلہ ان کو عطا کر......! اتنا بدلہ ان کو عطا کر......!

اللہ کہتے ہیں...... فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ...... میں نے آج ان تمام لوگوں کے گناہوں کی مغفرت کر دی ہے...... جنہوں نے عبادت کی ہے...... ان کی عبادات کو قبول کر لیا ہے...... جنہوں نے نوافل پڑھے ہیں...... ان کے نوافل قبول ہو گئے ہیں...... جنہوں نے صدقہ خیرات کیا ہے...... ان کی خیرات قبول کرتا ہوں...... جنہوں نے دعائیں مانگی ہیں...... ان کی دعائیں پوری کروں گا...... اور میرا وعدہ ہو گیا...... کہ جن کی مغفرت کے لئے ان کے ہاتھ اٹھے ہیں...... ان سب کے گناہوں کو معاف کر کے پوری امت پہ جنت واجب کر دیتا ہوں۔

علما نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے...... کہ اس رات کو فرشتے کیوں بھیجے گئے......؟

جب آدمؑ پیدا ہوئے تھے...... اللہ نے آدمؑ کو بنایا تھا...... اللہ نے یہی کہا تھا...... کہ میں اپنا زمین پہ نائب بنا رہا ہوں...... تو فرشتوں نے کہا تھا...... اللہ اس کو پیدا کرے گا...... جو خون خرابہ کرے، فساد کریں...... اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ...... کیا تیرا ذکر اور تسبیح بیان کرنے کے لئے ہم تھوڑے ہیں

ہم اس قابل ہیں...... کہ خلافت ہمیں ملے...... اس رات اللہ فرشتوں کو بھیجتے ہیں ...... کہ جاؤ دیکھو...... تو یہی تم کہتے تھے...... اللہ! آدم کو پیدا نہ کر......! زمین پہ فساد کرے گا...... جا جبرئیل سارے فرشتوں کو لے کر جا...... تمام فرشتوں کی جماعت کو لے جا...... روئے زمین پہ پھیل جاؤ...... تم نے کہا تھا...... یہ فساد کریں گے...... اب جا کر دیکھو...... فساد کر رہے ہیں...... یا رو رو کے مجھے یاد کر رہے ہیں...... یہ ایک ایسی بابرکت رات ہے...... اس لئے اللہ فرشتوں کو بھیجتے ہیں...... تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا اس رات فرشتے اترتے ہیں اور اس میں روح بھی اترتا ہے۔

روح سے کیا مراد ہے؟:

غور کریں...... روح کیا چیز ہے...... اس پہ علماء کے مختلف اقوال ہیں...... کہ روح سے مراد کونسی چیز ہے...... جو اس رات روح اترتا ہے......

علماء نے لکھا ہے...... کہ روح فرشتے کا نام ہے...... جیسے جبرئیل فرشتوں کے سردار اور مقرب ہیں...... ایسے وہ اللہ کے ہاں جبرئیل سے بھی زیادہ مقرب ہے...... یہ پورے سال میں کبھی زمین پر نہیں آتا...... اس رات یہ فرشتہ زمین پہ اترتا ہے...... اور محبوب کی امت کے اعمال کا ملاحظہ کرتا ہے۔

دوسرا مطلب یہ لکھا ہے...... کہ روح سے مراد خود جبرئیل امین ہیں...... کہ حضرت جبرئیل کی یہ صفت تھی۔

تیسرا مطلب یہ لکھا ہے...... کہ روح سے مراد عیسیٰؑ لیں...... کہ حضرت عیسیٰ کو ہم روح اللہ کہتے ہیں...... عیسیٰؑ کیوں آتے ہیں......؟ حضرت عیسیٰؑ آسمانوں پر زندہ ہیں...... یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے...... حیات مسیح کا منکر کافر ہے...... یہ مسئلہ ذہن میں رکھ لو...... سب سے پہلے اس کا انکار قادیانیوں نے کیا ہے...... ان کی تقلید میں اور بھی فتنے اٹھے ہیں...... تو حضرت عیسیٰؑ اس رات اترتے ہیں...... بیت اللہ میں آتے ہیں...... آکر امت مسلمہ کے اعمال کو دیکھتے ہیں...... چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی ایک دعا اللہ کے ہاں قبول ہوئی...... تمام پیغمبروں نے مانگی تھی...... کہ اللہ ہمیں آخرالزمان نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے بنا...... یہ دعا حضرت عیسیٰؑ کے حق میں پوری ہوئی تھی...... حضرت عیسیٰؑ آخر زمانے میں تشریف لائیں گے...... وہ آکر دجال کے فتنے کا مقابلہ کریں گے...... اسلامی حکومت کو قائم کریں گے...... پھر دنیا سے رخصت ہونگے...... اور پیغمبر ﷺ کے ساتھ حجرۂ اقدس میں ان کا دفن ہوگا...... اور حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے...... کہ صدیق اور عمر دو نبیوں کے درمیان قیامت کے دن اٹھیں گے...... ایک طرف میں محمد ہوں گا...... دوسری طرف عیسیٰؑ ہوں گے...... اور درمیان میں صدیق اور فاروق دونوں ہوں گے......(۱) تو حضرت عیسیٰؑ کو ہر لیلۃ القدر کی رات اللہ اپنی شان کریمی سے اتارتے ہیں...... اور وہ امت محمدیہ کے اعمال کو دیکھتے ہیں...... خوش ہوتے ہیں...... اور یہ رحمت خدا کی غروب شمس سے لیکر طلوع فجر تک پوری رات ٹھاٹھیں مارتی ہے...... حتیٰ کہ اللہ اپنی شان کریمی کے مطابق آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتے ہیں...... اور اللہ خود یہ کہتے ہیں...... هَلْ مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ اَرْزُقُهٗ

---

(۱) عن ابن عمران رسول اللہ خرج ذات یوم فدخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما عن یمینه والاخر عن شماله وھو آخذ بایدیھما وقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ (الجامع الترمذی ص۲۰۸ ج۲)

ہے کوئی رزق کا طلب گار! میں اسے رزق عطا کروں......

ہے کوئی مغفرت کا طلب گار! میں اس کے گناہوں کو بخش دوں......

ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا! میں اس کو عطا کر دوں......

ہے کوئی میرے سامنے دامن پھیلانے والا! میں جھولی کو بھر دوں......

تم آؤ میں دینے کے لئے تیار ہوں......طلب کرو ......عطا کرنے کے لئے تیار ہوں......دامن پھیلانے کی دیر ہے......بھرنے کی دیر نہیں......ہاتھ اٹھانے کی دیر ہے......قبولیت کی دیر نہیں......رونے کی دیر ہے......رحمت برسانے کی دیر نہیں......تمہاری طلب میں تاخیر ہو سکتی ہے خدا کی عطا میں تاخیر نہیں ہو سکتی......پوری رات یہ اللہ کی طرف سے آواز آتی ہے......اور اللہ اپنی شان کریمی کے ساتھ آسمان دنیا پر آجاتے ہیں۔

لیلۃ القدر میں مہمان اور میزبان:

فارسی زبان کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا......اس میں ایک شعر لکھا تھا......

امروز شاہ شاہاں مہمان شد ست مارا
جبرئیل باملائک دربان شد ست مارا

میں کتنا خوش نصیب ہوں......آج بادشاہوں کا بادشاہ، کائنات کا مالک، داتا، آقا اور خدا آج وہ میرا مہمان ہے۔

جب کوئی کسی کے گھر جاتا ہے......تو وہ مہمان ہی ہوتا ہے......اور یہ زمین اور آسمان ہمارا گھر ہے......اس کے درمیان ہم رہتے ہیں......زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے......اللہ اپنے عرش سے اُتر کر اپنی شان کریمی کے مطابق جو بھی اس کی شان ہے......ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے......اللہ آسمان دنیا پر آجاتے ہیں......میں آج رب کا میزبان ہوں......وہ میرا مہمان ہے......اب اس مہمان کو دینا کیا ہے......اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ

وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ...... سجدے پیش کرنے ہیں...... رکوع پیش کرنے ہیں...... نیاز مندیاں پیش کرنی ہیں...... عاجزی پیش کرنی ہے...... رونا پیش کرنا ہے...... درخواست پیش کرنی ہے...... یہ سب کچھ اس بادشاہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں...... جبرئیل باملائک دربان شد ست مارا...... جب خدا میرا مہمان ہو گیا...... تو جبرئیل سمیت سارے فرشتے میرے دربان بن کر آ گئے۔

اگر اس مسجد میں وقت کا صدر آ جائے......، جب صدر آئے گا...... تو کیا خیال ہے...... کمشنر ساتھ ہوگا...... کہ نہیں......؟ ڈی سی ساتھ ہوگا...... کہ نہیں......؟ شہر کی انتظامیہ اس کے ساتھ ہوگی...... کہ نہیں......؟ یہ سارے ہوں گے...... میرا مہمان صدر ہے...... وہ کس لئے آئے ہیں...... وہ اس کے دربان بن کے آئے ہیں...... میں کتنا خوش نصیب ہوں...... اتنے بڑے کو دعوت دی ہے...... کہ میرے پاس تو کبھی پولیس کا سپاہی نہیں آیا...... آج گورنر میرے دروازے پہ ہے...... کمشنر میرے دروازے پہ ہے...... انتظامیہ بھی میرے دروازے پر ہے...... کیا بات ہے...... یہ سارے میرے دروازے پہ دھکے کھا رہے ہیں...... اور میں بڑے ٹھاٹھ سے اپنے مہمان سے باتیں کر رہا ہوں...... یہ میرا اپنا کمال نہیں...... اس مہمان کی آمد کا اعزاز ہے...... یہ آیا ہے...... تو وہ اس کی وجہ سے آئے ہیں...... وہ فخر سے کہتا ہے

امروز شاہ شاہاں مہمان شد ست مارا
جبرئیل باملائک دربان شد ست مارا

جبرئیل تو نے میرے پاس کب آنا تھا...... تو تو صرف وحی لے کر آمنہ کے در یتیم کے پاس آیا کرتا تھا...... یہاں پر عزرائیل نے کب آنا تھا...... میکائیل کب آتا ہے؟ ...... فرشتے کب آتے ہیں...... ملاء اعلیٰ کے فرشتے کب اترتے ہیں...... میرے ساتھ فرشتوں کا کیا کام ہے...... وہ اتنی بلند مخلوق ہیں...... میں کمتر آدمی ہوں...... وہ میرے پاس

کیسے آئیں گے......لیکن آج لیلۃ القدر کو اللہ اپنی شان کریمی کے ساتھ آسمان دنیا پہ جلوہ افروز ہوئے ہیں......تو جبرئیل بھی دربان بن کر، میکائیل بھی دربان بن کر، عزرائیل اسرافیل بھی دربان بن کر، تمام فرشتے اس بادشاہ کی وجہ سے میرے مکان کو لپیٹے ہوئے ہیں......جو ویسے کبھی چل کے نہیں آتے تھے......آج اس کی وجہ سے آئے......مجھ جیسا بھی کوئی خوش نصیب ہوگا......جس کے مکان پر آج خدا مہمان بن جائے......فرشتے اس کے دربان بن جائیں......اس سے برا دنیا میں خوش نصیب کون ہوسکتا ہے......؟

مسلمانو......!اس سعادت کو حاصل کرو بڑی سعادت ہے......ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

لیلۃ القدر کا آخری وقت:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا......اس لیلۃ القدر میں......حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ......پوری رات یہ شان کریمی جوش میں رہتی ہے......حتیٰ کہ جب طلوع فجر کا وقت آتا ہے......فرمایا اس وقت یہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں......اللہ کے نبی کا ارشاد ہے......اللہ تمام لوگوں کی اس رات مغفرت کر دیتے ہیں......کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔

چار بد بخت شخص:

مگر چار شخص ایسے ہیں......کہ جن بدبختوں کی اس رات بھی مغفرت نہیں ہوتی۔

پہلا بد بخت شخص:

سب سے پہلا شخص......مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ شَيْأً......جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے......مشرک تسبیحیں پڑھے......چلے کاٹے......ذکر و اذکار کرے......جتنی بھی بڑی عبادت کرے......اللہ کے ہاں اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی......اسکی ساری کی ساری عبادت خاک میں ملا دی جاتی ہے......اس کا اگر کوئی صلہ ہے......تو دنیا میں مل جاتا ہے......قیامت میں اس کا کوئی صلہ نہیں۔

دوسرا بدبخت شخص:

دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا......اس رات کو وہ بدبخت جو مسلمانوں کے لڑانے کے درپے ہے...... یا جن کے سینے میں بغض اور حسد کی آگ جل رہی ہے......اللہ ان کی بھی مغفرت نہیں کرتے۔

میں سب لوگوں سے درخواست کروں گا...... ہاتھ جوڑ کر آپ سے کہوں گا...... خدا کے لئے اپنے دلوں سے کدورت کو نکال دیں......اس جھگڑے کی وجہ سے ہم لیلۃ القدر کی تعیین سے محروم ہوئے ہیں......آپ سے درخواست ہے......کہ حسد چھوڑ دیں......حسد ایک ایسی بدترین برائی ہے......حضور ﷺ نے فرمایا......اَلْحَسَدُ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ......(۱) حسد نیکیوں کو ایسے برباد کر دیتا ہے......جس طریقے سے آگ میں لکڑیاں ڈالی جائیں......آگ لکڑیوں کو خاک کر دیتی ہے......ایسے ہی حسد نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے...... اور پھر آپس میں لڑنا اور جھگڑنا ...... یہ سب سے بڑی بری بیماری ہے......مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا......مسلمان سے تنازع اور اختلاف کرے......حق کی کوئی بات ہے...... تو بے شک اختلاف رائے رکھو...... لیکن ذرا ذرا سی باتوں پہ الجھنا......اس نے مجھے یوں کیوں کہا تھا......اس لئے لڑائی ہو رہی ہے......میری اس نے بات نہیں مانی تھی......اس لئے لڑ رہا ہوں۔

تیسرا بدبخت شخص:

تیسرا آدمی حضور ﷺ نے فرمایا...... وہ شخص جو نشے کا عادی ہے......شراب کا عادی ہے......اس بدمعاش کی بھی اس رات مغفرت نہیں ہوتی...... میرے جملوں کو دلوں

---

(۱) کنز العمال ص ۸۵ کتاب الاخلاق

پر لکھ لو، نوٹ کر لو...... جو شخص بھی شراب پیتا ہے...... یا کوئی ایسا نشہ استعمال کرتا ہے...... جس سے آدمی پہ غشی طاری ہو جاتی ہے...... اللہ تعالیٰ اس نشے کی لعنت کی وجہ سے اس آدمی کی مغفرت نہیں کرتے...... جب تک یہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ نہ کرے...... بڑے بڑے لوگ شاہزادے امیر کبیر لوگ شراب یا نشہ پینے کے عادی ہوتے ہیں...... یہ سب سے بڑی لعنت ہے...... اَلْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ ......(۱) تمام بیماریوں کی اگر جڑ ہے...... تو یہی وہ شراب ہے...... جب یہ شرابی بدمست بدحواس ہو جاتا ہے...... تو اس کو ماں بہن بیٹی کی کوئی تمیز نہیں رہتی...... بے ہوش ہوتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں چلتا...... کہ میں کیا کر رہا ہوں

چوتھا بدبخت شخص:

حضور ﷺ نے فرمایا...... چوتھا وہ شخص ہے...... یہ بات دل کی گہرائیوں سے سن لو ...... بالخصوص نوجوان دوستوں سے کہوں گا...... وہ میرے اس جملے کو نوٹ کرلیں...... کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... جس شخص کے والدین اس سے ناراض ہیں...... اور یہ ان کو راضی نہیں کر سکا...... اس بابرکت رات میں بھی اس کمینے کی مغفرت نہیں ہوتی...... ماں باپ یا ان میں کوئی ایک زندہ ہے...... وہ راضی نہیں ہے...... جب فوت ہوئے ہیں...... ناراض ہو کر گئے ہیں...... تو اس آدمی کی مغفرت نہیں ہے...... اس کی مغفرت کا طریقہ ضرور ہے...... ایک تو یہ کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا شروع کر دی جائے...... اور ان کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے...... ان کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگی جائیں...... ان کے لئے صدقہ جاریہ میں کوئی ایسا عمل کر دیا جائے...... جس کا اجر ان کی روح کو پہنچتا رہے۔

---

(۱) عن حذیفہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۴ ج ۱ ما احادیث میں مختلف الفاظ ملتے ہیں عن عائشہ کل شراب اسکر فھو حرام مسند ابی یعلی ص ۱۱۶ ج ۴ کل مسکر حرام عن عمر ص ۱۲۵ ج ۱ عن ابن مسعود ص ۳۵۶ ج ۴ عن ابن عمر ص ۵۶ و ۱۸۷ ج ۵ عن ابی ہریرہ ص ۲۶۹ ج ۵ عن انس ص ۲۶۶ ج ۳ کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ص ۱۰۸ ج ۵

تا کہ ان کی روح تمہارے لئے دعا مانگے...... تمہارے گناہ معاف ہوں...... اور ایک طریقہ اس کا اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بھی بتایا...... کہ اگر کسی کا والد فوت ہو گیا ہے...... تو وہ اپنے والد کے دوستوں سے تعلق رکھے...... اگر اماں دنیا سے رخصت ہو گئی...... تو اپنی والدہ کی سہیلیوں سے حسن سلوک کرے...... ان کو اپنی والدہ کا مقام دے...... انہیں کی طرح ان کا احترام کرے...... اور پھر ان کے رشتہ داروں کے پاس آنا جانا رکھے...... ان کے دل سے دعا نکلے گی...... تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے...... یہ چار آدمی ایسے منحوس ہیں...... کہ جن کی اس رات بھی مغفرت نہیں ہوتی...... باقی ہر گناہ گار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں ...... اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

جمعۃ الوداع اور احکام عید الفطر

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... ٥ بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ......یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ٥ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَ نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ٥

وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ فِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَةُ وَفِیْہِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ[1] (رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجہ والدارمی)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۲۰ ج ۱

تمہیداوراہم عنوانات:

قابل صداعزاز وتکریم......واجب الاحترام...... برادران

اسلام...... بزرگو......دوستو......اور بھائیو!

آج رمضان المبارک کا یہ آخری جمعہ ہے......ہم سب مسلمان اس جمعہ کو جمعۃ الوداع کے نام سے یاد کرتے ہیں...... یا رمضان کی آمد آمد تھی...... یا اب اس کے الوداعی دن ہیں ......آج کے خطبہ میں ایک تو میں نے انتہائی اختصار سے مطلقاً جمعۃ المبارک کی اہمیت وعظمت بیان کرنی ہے...... کہ یہ دن کتنا عظیم ہے۔

دوسرا آج کے دن کی مناسبت سے الوداع پر تھوڑی سی باتیں کروں گا......اور تیسری جو اہم چیز ہے...... وہ آج کے بعد آنے والا اہم ترین دن جو شوال المکرم کی پہلی تاریخ ہوگی......جس کو مسلمان عیدالفطر کا دن کہتے ہیں......اس دن کے متعلق بھی ضروری دو چار باتیں عرض کروں گا......صدقۃ الفطر کے متعلق کچھ بات کرنی ہے...... ہر جمعہ مضمون بہت زیادہ ہوتے ہیں......وقت بڑا مختصر ہوتا ہے......آپ حضرات کا حوصلہ اور دلجمعی سے بیٹھنا......اور سننا نہایت ہی قابل مبارک باد ہے......لیکن میں اپنے اندر اتنی استعداد نہیں رکھتا...... کہ تمام باتیں کھول کر بیان کرسکوں...... میں اپنی کمزوری کا اللہ کے حضور بھی اعتراف کرتا ہوں......اور آپ لوگوں کے سامنے بھی اعتراف کرتا ہوں۔

جمعہ ایک تاریخ ساز دن:

محترم دوستو......!حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں...... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے پہلے جتنے نبی تھے......ان کی قوموں کو عبادت کے لئے ایک دن عطا فرمایا...... ہفتے کے سات دنوں میں یہودیوں نے ہفتے کا دن قبول کیا......عیسائیوں نے اتوار کا دن قبول کیا......لیکن فرمایا اللہ نے مجھے میری امت کے لئے جمعۃ المبارک کا دن عطا فرمایا۔ حضور

اکرم ﷺ کا ارشاد ہے...... اَفۡضَلُ الۡاَیَّامِ اَلۡجُمُعَۃُ ......(۱) سال بھر کے تمام دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ ہے...... اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں...... فِیۡهِ خُلِقَ آدَمُ ...... آدم کا گارا بنا...... تو جمعہ کا دن تھا...... فِیۡهِ نُفِخَ آدَمُ ......(۲) آدمؑ میں روح پھونکی گئی...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا...... یعنی یہی جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

- جس دن اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو سجدہ کرایا...... جمعہ کا دن تھا۔
- جب آدمؑ کو خلافت ملی...... جمعۃ المبارک کا دن تھا۔
- جب آدمؑ زمین پر اتارے گئے...... جمعہ کا دن تھا۔
- نوحؑ کی کشتی جس دن کنارے لگی...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔(۳)
- ابراہیمؑ آگ کے پنجے سے باہر آئے...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔
- ابرہیمؑ نے جب کعبۃ اللہ تعمیر کیا...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

علماء نے لکھا ہے اسماعیلؑ نے جب اپنی قربانی پیش کی تھی...... مہینہ بیشک ذوالحجہ کا تھا...... مگر جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

- یوسفؑ کو کنویں سے نجات ملی...... جمعۃ المبارک کا دن تھا۔
- اللہ کے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ کو سب سے افضل دن ملا...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔
- جب مکہ فتح ہوا...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔
- غزوہ بدر جس دن ہوا...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا۔
- اسلامی تاریخ پڑھ کر دیکھیں حیدر کرار کی شہادت ہوئی...... تو جمعۃ المبارک کا دن تھا

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۲۰ ج ۱ ص، ترمذی میں الفاظ یوں ہیں "خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة ص ۱۱۰ ج ۱ (۲) جامع ترمذی ص ۱۱۰ ج ۱، مشکوٰۃ شریف ص ۲۰ ج ۱ (۳) مشکوٰۃ شریف ص ۲۰ ج ۱

❁ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول کربلا کے ریگزاروں میں جب جام شہادت نوش کر رہے تھے......تو جمعۃ المبارک کا دن تھا

❁ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں......کہ ہفتہ بھر میں تمام دنوں میں میری امت کے لئے اللہ نے جو سب سے زیادہ دن پسند فرمایا ہے......وہ جمعہ کا دن ہے۔

جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ:

جمعہ اجتماع سے ہے جمع ہونے سے ہے......جیسے آدم ؑ کے دنیا میں آنے کا دن جمعہ ہے......ایسے قیامت کے قائم ہونے کا دن بھی جمعۃ المبارک ہوگا......یہ دن ایک عظمت والا دن ہے......احترام وتقدس والا دن ہے۔

علماء نے لکھا ہے......کہ جمعہ کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں......کہ یہ اجتماع سے ہے......جمع ہونے سے ہے......اس دن مسلمان جمع ہوتے ہیں......ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں......ایک خطیب خطبہ بیان کرتا ہے......مقتدی سامنے بیٹھ کر سنتے ہیں۔

جمعہ اللہ کے دیدار کا دن:

جب میدان محشر قائم ہوگا...... جمعہ کا دن ہوگا......اللہ تعالیٰ جنت میں اپنا دیدار کرایا کریں گے......(۱) وہاں دن رات کی یہ کیفیتیں نہیں ہوں گی......سارا موسم ایک سا ہوگا......جیسے طلوع فجر کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح ٹھنڈا سا وقت ہوتا ہے......اس وقت ٹھنڈی سی ہوا چل رہی ہوتی ہے...... بڑا خوش گوار ماحول ہوتا ہے......ایسا وقت ہوگا......جو جنت میں ہر وقت مسلمانوں کو میسر آئے گا......اللہ کے پیغمبر فرماتے ہیں......کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جنت میں اپنا دیدار کرایا کریں گے......اس کے لئے ایک وقت

---

(۱) مشکوۃ شریف ص۱۱۹ ج۱، ترمذی ص۱۱۰ ج۱

متعین فرمائیں گے...... اور جو وقت جنت میں دیدار کا متعین ہو گا...... اگر چہ دن رات تو نہیں ہوں گے...... لیکن ہفتے کے بعد جیسے ایک دن مسلمان مسجد میں جمع ہوتے ہیں...... وہاں اتنی مقدار وقت گزرنے کے بعد ہر ہفتے جمعۃ المبارک کی گھڑیاں ہوں گی...... جب اللہ اپنا دیدار کرایا کریں گے...... یہ دن ایک بہت بڑی عظمت کا دن ہے...... اللہ کے دیدار کا دن جمعہ کا ہے...... علماء نے لکھا ہے...... جب آپ لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں...... یہ عام دن نہیں...... اس دن کو میدان محشر سے بڑی مناسبت ہے۔

دیدار الٰہی کی جگہ:

حدیث پاک میں آتا ہے...... جنت میں ایک میدان ہے...... اس میدان کا نام میدان مزید ہے...... اس میدان میں قیامت کے دن اللہ پوری انسانیت کو جمع فرمائیں گے...... نبی، غوث، قطب، ابدال، آدمؑ سے قیامت تک کی پوری کی پوری انسانیت جنت کے اس میدان میں اکٹھی ہو جائے گی...... جس کا نام میدان مزید ہے۔(۱)

اللہ کے نبی فرماتے ہیں...... وہاں پر خدا سب کو جمع کریں گے...... اور وہاں پر کچھ نور کی کرسیاں رکھی جائیں گی...... نور کے تخت رکھے جائیں گے...... سب سے اگلی کرسیوں پر اللہ کے عرش کے قریب قریب انبیاءؑ ہوں گے...... اس سے دوسرے درجہ پر انبیاء کے صحابہ ہونگے...... تیسرے درجہ پر علماء امت ہونگے...... شہداء ہوں گے...... صالحین ہوں گے...... اسی طریقے سے دور دور ہوتے چلے جائیں گے...... اور درمیان میں ایک تخت لگایا جائے گا...... جس پر اللہ اپنی شان کریمی کے مطابق جلوہ افروز ہوں گے...... اور اللہ اپنا دیدار کرائیں گے...... اللہ اپنی ذات کا جلوہ دیکھائیں گے...... ہر شخص اللہ کو قریب سے ایسے دیکھے گا۔

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص۴۸۳ ج۱

جس طریقے سے آپ کسی جگہ پر تقریبات اور پروگراموں میں جائیں.....تو درمیان میں ایک کھلا سا سٹیج بنا دیا جاتا ہے.....اور ارد گرد کرسیاں رکھی جاتی ہیں.....کہ آخر میں بیٹھنے والا آدمی بھی بڑے قریب سے نظارہ کر سکے.....قریب بیٹھنے والا بھی بڑی توجہ سے دیکھ سکے۔

حدیث میں آتا ہے.....قیامت کے دن اللہ اپنے اس عرش پر اپنی شان کریمی کے مطابق میدان مزید میں جلوہ افروز ہوں گے.....انبیاء اپنی کرسیوں پہ بیٹھے ہوں گے.....صلحا،شہداء اپنی کرسیوں پہ بیٹھے ہوں گے.....امت کے نیک لوگ اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے ہوں گے.....جب خدا اپنا جلوہ دیکھائیں گے.....تو ہر شخص اللہ کے دیدار سے معمور ہوگا.....منور ہوگا.....معطر ہوگا.....پھر اللہ اس دیدار کے دوران اپنی ذات کے جلوے دیکھاتے ہوئے.....ان سے کہیں گے حدیث میں آتا ہے..... جب جنت میں ساری نعمتیں مل جائیں گی.....تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے.....تمہیں کسی اور نعمت کی ضرورت بھی ہے.....تو نیک لوگ کہیں گے..... کہ اللہ جنت عطا کر دی ہے.....نعمتیں عطا کر دی ہیں.....سب کچھ عطا کر دیا ہے.....اپنی رفاقت ہمیں دے دی ہے.....ہمیں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں.....اللہ تعالیٰ فرمائیں گے.....ابھی تمہیں ایک چیز کی ضرورت باقی ہے..... لیکن میں نہیں بتاتا.....اپنے ان علماء کے پاس جاؤ.....جن علماء سے جمعۃ المبارک کا خطبہ سنتے تھے.....جن کے ہاں جمعہ پڑھا کرتے تھے.....ان سے پوچھو.....کہ اب کوئی چیز باقی رہ گئی ہے.....؟ ہم اللہ سے وہ بھی مانگیں

حدیث میں آتا ہے.....ہم سب لوگ اپنے اپنے عالم کے پاس جائیں گے..... جن کے پیچھے ہم نے جمعہ کی نمازیں ادا کی ہوں گی.....علماء ہمیں بتائیں گے.....ایک چیز باقی رہ گئی ہے.....کہ ساری نعمتیں ملیں.....محبوب کا دیدار نہ ملے.....تو آدمی بے لطف رہتا ہے.....مکان ہو.....آسائش کا سامان میسر ہو.....لیکن اس مکان کا مکین نہ ہو.....محبوب سامنے نہ ہو.....یار کا دیدار نہ ہو.....ان تمام چیزوں کی لذت بے مزہ ہو جاتی ہے.....بے

ذائقہ ہو جاتی ہے...... اصل محبت کو محبوب کی تمنا ہوتی ہے...... کہ محبوب کا دیدار کیا جائے ہمیں علماء بتائیں گے...... کہ اللہ سے اللہ کا دیدار مانگیں...... پھر ہم وہاں کہیں گے۔

- اللہ بن دیکھے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا تھا۔
- بن دیکھے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہا تھا۔
- بن دیکھے تیرے سجدے کئے تھے۔
- بن دیکھے شہید خون میں لت پت ہو گئے تھے۔
- بن دیکھے ان لوگوں نے جان پیش کی۔
- بن دیکھے مال قربان کر دیا تھا۔
- تجھے دیکھا نہیں تھا پھر بھی یقین کرتے تھے۔
- راتوں کو جاگتے تھے۔
- تجھے دیکھا نہیں تھا دن کو بھوکے رہتے تھے۔
- تجھے دیکھا نہیں تھا...... تیرے پیغمبر کی زبان پر یقین کر کے ہم یہ سب کچھ کرتے

رہے...... اب تو اپنا دیدار کرا دے...... پھر اللہ اس میدان مزید میں جمع کر کے تمام لوگوں کو بٹھا کر اللہ اپنا دیدار کرائیں گے...... وہ دیدار کا وقت وہی ہوگا...... جو ہر ہفتے جمعہ کا وقت ہوگا

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عجیب بات لکھی ہے...... اب یہ مسئلہ یاد کر کے جائیں...... جو شخص جمعہ کے دن اپنے خطیب کے جتنا قریب بیٹھ کر خطبہ سنے گا...... قیامت کے دن اللہ کے اتنا قریب ہو کر دیدار کرے گا...... یہ میدان، یہ جمعہ کا اجتماع، یہ عام اجتماع نہیں ہوتا...... یہ اس جہاں میں اس میدان مزید کا عکس ہے۔

میں جنت کی نعمتوں کا عکس:

علماء نے لکھا ہے...... جنت میں ہر نعمت اصل ہے...... دنیا میں اس کی تصویریں ہیں...... اس لئے جنتی کہیں گے...... کہ ہمیں یہ نعمتیں ان نعمتوں سے ملتی جلتی مل رہی ہیں...... دنیا میں ہم کھایا کرتے تھے...... لیکن اس کا ذائقہ مختلف ہوگا...... یہ انار، یہ انگور، یہ وہ ساری نعمتیں جو ہم دنیا میں کھاتے اور پیتے ہیں...... جنت میں ہوں گی...... لیکن وہ اصل ہوں گی...... یہ ان کی کاپیاں ہیں...... یہ انکی نقل ہے...... تو اصل دن جمعہ کا وہ ہوگا...... جب اللہ کا دیدار کریں گے...... یہ اس کی نقل ہے...... اس دنیا میں جس دن ہم جمعہ کے دن جمع ہوتے ہیں۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ جب بھی مقرر تقریر کرے...... خطیب خطبہ دے جمعہ پڑھانے والا آپ کو جمعہ پڑھائے...... تو آنکھیں بند کر کے نہ بیٹھنا چاہئے...... اس وقت گفتگو سنتے ہوئے گردنیں نیچی کر کے نہیں بیٹھنا چاہئے...... بلکہ اپنی آنکھیں اپنے خطیب کے چہرے پر ڈال کر اس کی گفتگو اس کے انداز کو دیکھو...... اور سمجھو آج اس کو جتنے قریب سے دیکھے گا...... قیامت کے دن اتنے قریب سے اللہ کا دیدار کرے گا...... اب اللہ جس کو نظر آئے...... اس پہ کیا...... کیفیت طاری ہوگی...... (سبحان اللہ) اس لئے جس کو یہاں سبحان اللہ کہنے کی عادت ہوگی...... اس کو وہاں بھی سبحان اللہ کہنے کی عادت ہوگی...... جب بھی اچھی گفتگو سنا کریں...... اس پر سبحان اللہ کہا کریں۔

خطبہ سننے کا مسئلہ:

ایک اور بات مسئلے کے طور پر آئی ہے کہہ دوں...... کہ جب خطبہ پڑھا جاتا ہے...... خطبے کے دوران لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے...... پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں...... دوسرے خطبے پہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ لیتے ہیں...... یہ کوئی مستقل شرعی طریقہ نہیں...... دو زانوں بیٹھنا ادب کا تقاضا ہے...... سنت ہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہونے چاہئیں...... لیکن

خطبہ کے دوران آپ کی نظر آپ کے خطیب کے چہرے پر ہونی چاہئے......اور نماز کی حالت میں نگاہ سجدے کی جگہ پر اس لئے ہو...... کہ اس وقت براہ راست اس ذات کی عبادت کررہے ہیں......جس کو......سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ......سب سے زیادہ بلند سمجھتے ہیں......اب یہاں دیکھیں...... جہاں آپ نے اللہ کے دربار میں سر سجدے میں رکھنا ہے......اس وقت یہ تصور پیش کریں......مولیٰ قیام میں، مَیں سجدے کی جگہ اس لئے دیکھ رہا ہوں......کہ میرسرا اتنا بلند ہو......کہ اب اتنا پستی میں جارہا ہے......یہ دنیا میں کسی کے آگے نہیں جھکا......صرف تیرے آگے جھکا ہے......اس وقت تو زمین پہ دیکھنا چاہئے......لیکن خطبہ سنتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے...... ایک دوسرے کو دیکھنے کی بجائے اپنے خطیب کے چہرے کو دیکھنا چاہئے......یہ آداب ہیں۔

جمعۃ الوداع:

پھر الوداع، الوداعی جمعہ، اختتامی جمعہ، جمعۃ الوداع کس حیثیت سے ہے......کیا اس کے بعد کوئی جمعہ ایسا نہیں آئے گا......؟ ضرور آئیں گے......لیکن پتہ نہیں......ہم میں سے کتنے مسلمان جو پچھلے سال رمضان المبارک کے اس جمعہ میں تھے......اور آج وہ قبروں کی زینت بنے ہوئے ہیں......ہم میں سے پتہ نہیں......آئندہ سال کون ہوگا......اور کون نہیں ہوگا ......رمضان ملے گا یا نہیں ملے گا......لیلۃ القدر ہمیں نصیب ہوگی یا نہیں ہوگی......رمضان آئے گا......لیلۃ القدر آئے گی......جمعۃ الوداع آئے گا......لیکن ہمیں اپنا پتہ نہیں......کہ ہم ہوں گے......یا نہیں ہوں گے۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے
یہ چہ چے تو ہوتے رہیں گے......لیکن دیکھنے والی آنکھیں بند ہوجائیں گی......

سننے والے کان ساکت ہو جائیں گے۔

میرے دوستو......! اس کو الوداعی اس لئے کہا جاتا ہے...... کہ اس ماہ رمضان کی آمد کا استقبال احترام سے کیا تھا...... اس کے جاتے ہوئے بھی احترام سے رخصت کرو...... جب معزز مہمان آئے تو استقبال کرو...... جب جائے تو احترام سے رخصت کیا کرو...... یہ جمعۃ الوداع ہے...... اس مناسبت سے ہم اس مہمان کو احترام کے ساتھ اپنے آپ سے رخصت اور الوداع کریں۔

دیکھیں! جب کوئی دنیا سے جدا ہو...... دوست دوست سے جدا ہوتا ہے...... یا آپ کے افسروں کا تبادلہ ہوتا ہے...... معززین شہر اس کو الوداع کہتے ہیں۔

میری اور آپ کی بچی ہے...... پیار سے پالا ہے...... تربیت کی ہے...... تعلیم دی ہے...... بالآخر یہ مستقل نہیں ٹھہرے گی...... ایک وقت آتا ہے...... ہم اس کی رخصتی کا انتظام کرتے ہیں...... اب ہم اس کو الوداع کر رہے ہوتے ہیں...... جس کو جس سے جتنی زیادہ محبت ہو الوداع کرتے ہوئے...... اس سے اتنی زیادہ عقیدت کا اظہار کرنا چاہئے۔

جدائی کی کیفیت:

آپ دیکھیں...... الوداعی تقریب میں دو کیفیتیں بڑی عجیب ہوتی ہیں...... ایک تو اس کو رخصت کرتے ہوئے ...... اس کے تقدس کو سامنے رکھ کے اس کا احترام کرنا چاہئے...... دوسری بات اس کی جدائی پہ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں...... اس کا بھی اظہار کرنا چاہئے...... کہ بڑی عظمت کی بات تھی۔

آپ دیکھتے ہیں...... دنیا میں بڑے بڑے نیک اور صالح لوگ یا جب کوئی اللہ والا دنیا سے رخصت ہوتا ہے...... تو کیا کہتے ہیں...... عام آدمی اس کو غسل نہ دے...... نیک صالح تلاش کر کے لاؤ...... تاکہ اس کے غسل میں وہ شریک ہوں...... منادی کرو...... اس کا

جنازہ عام آدمی نہیں پڑھائے گا...... فلاں ولی اللہ کو بلاؤ...... وہ اس کے جنازے کی امامت کرائے...... یہ الوداعی تقریب ہے۔

احترام کا تقاضہ یہ ہے...... کہ معزز شخصیتوں کا جنازہ اٹھایا جائے...... تو احترام سے اٹھایا جائے...... اس پہ آپ خوشبو چھڑکتے ہیں...... عطر لگاتے ہیں...... کافور لگاتے ہیں...... کفن اچھا پہناتے ہیں...... چار پائی صاف ستھری ہوتی ہے...... میت اٹھا کر لے جاتے ہیں...... جلدی نہ چلو...... اس کے جسم کو جھٹکے نہیں آنے چاہئیں...... میت کو ایسی سواری پہ نہ رکھو...... جس سے اس کو ہچکولے لگیں...... آرام سے لے کر جاؤ...... یہ اس کے تقدس کا تقاضہ ہے...... احترام کا تقاضہ ہے...... لیکن جب اس کو الوداع کر کے روانہ کرتے ہیں...... آخری منزل پہ چھوڑ کر آتے ہیں...... آنکھوں میں آنسو بھی ہوتے ہیں...... یہ اس کو اچھے کپڑے پہنانا...... اس کو خوشبو لگانا...... یہ کوئی خوشی کی نشانی نہیں...... کہ ہم بڑے خوش ہیں...... یہ نہیں بلکہ اچھے کپڑے پہنانا...... اچھی تقریب کرنا...... یہ اس بات کی دلیل ہے...... کہ ہمارے دل میں آپ کی کتنی قدر و منزلت تھی...... کتنا احترام تھا۔

جب تو آیا تھا...... تب بھی تیرا احترام کیا تھا...... اب جب ہم آپ کو الوداع کر رہے ہیں...... تو اس عقیدت کے ساتھ جدا کر رہے ہیں...... اس عقیدت کا انداز ظاہر کرنا چاہئے۔

دیکھیں......! اچھا کفن پہناتے ہوئے بھی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں...... کہتے ہیں اچھی سے اچھی خوشبو لاؤ...... جو دنیا میں کسی نے نہ لگائی ہو...... خوشبو اچھی لگا رہے ہیں...... لوگ آپ سے کہیں گے...... خوشبو زندہ لگاتے ہیں...... مردوں کو کیوں لگا رہے ہو......؟ ہم کہتے ہیں...... اس کی عقیدت اور محبت کا تقاضا یہ ہے...... کہ ایسی خوشبو ہو...... حالانکہ جدائی پہ صدمہ ہوتا ہے...... یہ ظاہری باتیں اس کی خوشی کا اظہار ہیں...... یہ خوشی نہیں ہوتی...... یہ اس کے ساتھ عقیدت اور تعلق کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔

آپ جب بچی کو رخصت کرتے ہیں...... جگر کا ٹکڑا آدمی کاٹ کر دوسرے کے حوالے کر رہا ہوتا ہے...... حضرت خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالقادر بہت بڑے جامع شریعت آدمی تھے...... مولانا عبدالشکور دین پوری کے دادا تھے...... ان کو حضرت نے بیٹی دی تھی...... تو جب بھی کوئی چیز آتی...... تو پہلے فرماتے ...... یہ عبد القادر کے گھر بھجوادو...... ایک مرتبہ حضرت کی اہلیہ نے کہا...... کہ جو چیز آئے پہلے عبد القادر کا نام لیتے ہو...... یہ آپ کے بچے نہیں ...... عبد الہادی ظہیر الحق وغیرہ ان میں سے کسی کو بھجوادیا کرو...... حضرت نے فرمایا...... جگر کا ٹکڑا کاٹ کر تو عبد القادر کو دے دیا ہے...... باقی اپنے پاس رکھا کیا ہے۔

بیٹی سے فطری محبت ہوتی ہے...... جب آپ اس کو جدا کر رہے ہیں...... اپنا جگر کاٹ کر دوسرے کے حوالے کر رہے ہوتے ہو...... بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے...... کیا اس صدمے میں اس کو گندے کپڑے پہناتے ہیں......؟ بلکہ اچھے سے اچھا جہیز لے کر دیتے ہیں...... اعلیٰ سے اعلیٰ چیزیں اسے لے کر دیتے ہیں...... کوشش یہ ہوتی ہے...... کہ میری استعداد کے مطابق جو کچھ اس بچی کو دے سکتا ہوں دوں...... تا کہ میں الوداعی تقریب اس انداز سے کروں...... کہ میری بچی کو بھی معلوم ہو...... میرے والدین کو مجھ سے کتنی محبت ہے...... میرے داماد کو بھی پتہ چلے...... کہ اس نے کتنا عظیم جگر کا ٹکڑا کاٹ کر میرے حوالے کر دیا ہے...... ہم اس عقیدت سے اس کو الوداع کرتے ہیں...... یہ الوداعی ایام اس کی زندگی کا نچوڑ بتاتے ہیں...... ہمیں اس سے تعلق کتنا تھا۔

آج کے جمعہ میں میری اور آپ کی حاضری، آج کے جمعہ میں اللہ کے دربار میں رونا اور گڑگڑانا...... آج جمعہ کی تقریب میں دعائیں مانگنا...... یہ رمضان المبارک سے عقیدت اور اظہار محبت کا اندازہ ہوگا...... پتہ چلے گا...... کہ ہمیں اس مہینہ سے کتنی محبت تھی...... ہمارا اس سے کتنا تعلق ہے...... اس کی جدائی پہ ہمیں کتنا بڑا احساس ہو رہا ہے......

یہ بابرکت مہینہ جو آج سے دو تین دن بعد جدا ہونے والا ہے...... جس کا یہ آخری جمعہ ہے...... پھر اس کا جمعہ نہیں آئے گا۔

سیدہ فاطمہ ؓ کی رخصتی:

یہ الوداعی انداز ہوتا ہی بڑا عجیب ہے...... حدیث میں ہے...... کہ جب حضور اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کی رخصتی کا وقت آیا...... اماں خدیجۃ الکبریٰ فوت ہو چکی تھیں...... حضور ﷺ آئے...... اللہ کے نبی نے آکر اماں عائشہ صدیقہ ؓ سے فرمایا...... میری بیٹی فاطمہ کو اچھے کپڑے پہنانا...... عائشہ! اس کا پورا انتظام کرنا...... عائشہ! آج میری خدیجہ ہوتی اپنے ہاتھوں سے اس کو رخصت کرتی...... تو کیا منظر ہوتا...... آج میری بڑی بیٹی جو اس کی سگی ماں ہے...... وہ ہوتی...... تو اس پہ کیا کیفیت ہوتی...... عائشہ! اس انداز سے پیش آنا...... کہ میری بیٹی فاطمہ کو ماں کا احساس نہ رہے...... لیکن یہ ناممکن ہوتا ہے...... کہ احساس نہ ہو...... جب کوئی زیادہ محبت کا اظہار کرے...... تو پھر بھی ذہن میں یہ بات آتی ہے۔

- یہ تو خالہ اتنا پیار کر رہی ہے...... یہ تو چچی اتنا پیار کر رہی ہے۔
- یہ تو بہن اتنا پیار کر رہی ہے...... یہ تو سوتیلی ماں اتنا پیار کر رہی ہے......

آج سگی ماں ہوتی...... تو کتنا پیار کرتی...... وہ بڑی عجیب کیفیت آدمی پہ طاری ہو جاتی ہے

آقائے نامدار ﷺ کی جدائی:

ایسے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے جدا ہونے کا وقت آیا تھا...... چونکہ الوداعی تقریب ہے...... حضور ﷺ نے پورے خاندان میں سے سیدہ فاطمہ ؓ کو بلوایا...... قریب کر کے ایک جملہ کہا...... تو فاطمہ ؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے...... دوسرا جملہ فرمایا تو فاطمہ ؓ مسکرا دیں...... اماں عائشہ ؓ سے رہا نہ گیا...... وہیں پوچھ لیا بیٹی کیا ہوا......؟ کیوں روئی......؟

یہ بابرکت مہینہ جو آج سے دو تین دن بعد جدا ہونے والا ہے...... جس کا یہ آخری جمعہ ہے...... پھر اس کا جمعہ نہیں آئے گا۔

سیدہ فاطمہؓ کی رخصتی:

یہ الوداعی انداز ہوتا ہی بڑا عجیب ہے...... حدیث میں ہے...... کہ جب حضور اکرم کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کی رخصتی کا وقت آیا...... اماں خدیجہ الکبریٰ فوت ہو چکی تھیں...... حضور ﷺ آئے...... اللہ کے نبی نے آ کر اماں عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا...... میری بیٹی فاطمہ کو اچھے کپڑے پہنانا...... عائشہ! اس کا پورا انتظام کرنا...... عائشہ! آج میری خدیجہ ہوتی اپنے ہاتھوں سے اس کو رخصت کرتی...... تو کیا منظر ہوتا...... آج میری بڑی بیوی جو اس کی سگی ماں ہے...... وہ ہوتی...... تو اس پہ کیا کیفیت ہوتی...... عائشہ! اس انداز سے پیش آنا...... کہ میری بیٹی فاطمہ کو ماں کا احساس نہ رہے...... لیکن یہ ناممکن ہوتا ہے...... کہ احساس نہ ہو...... جب کوئی زیادہ محبت کا اظہار کرے...... تو پھر بھی ذہن میں یہ بات آتی ہے۔

- یہ تو خالہ اتنا پیار کر رہی ہے...... یہ تو چچی اتنا پیار کر رہی ہے۔
- یہ تو بہن اتنا پیار کر رہی ہے...... یہ تو سوتیلی ماں اتنا پیار کر رہی ہے......

آج سگی ماں ہوتی...... تو کتنا پیار کرتی...... وہ بڑی عجیب کیفیت آدمی پہ طاری ہو جاتی ہے

آقائے نامدار ﷺ کی جدائی:

ایسے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے جدا ہونے کا وقت آیا تھا...... چونکہ الوداعی تقریب ہے...... حضور ﷺ نے پورے خاندان میں سے سیدہ فاطمہؓ کو بلوایا...... قریب کر کے ایک جملہ کہا...... تو فاطمہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... دوسرا جملہ فرمایا تو فاطمہؓ مسکرا پڑیں...... اماں عائشہؓ سے رہا نہ گیا...... وہیں پوچھ لیا بیٹی کیا ہوا......؟ کیوں روئی......؟

کیوں ہنسی......؟ کہا امی روئی......تو اس لئے تھی......کہ ابا نے کہا تھا......بیٹی فاطمہ آج اپنے ابا محمد کا چہرہ جی بھر کر دیکھ لے۔(۱)

- پھر یہ مدینہ ہوگا......مدینہ والا نہ ہوگا۔
- منبر ہوگا......زینت منبر نہیں نظر آئے گا۔
- مصلیٰ ہوگا......وارث نہیں نظر آئیگا۔
- مسجد نبوی ہوگی......مسجد نبوی کا امام نظر نہیں آئے گا۔
- یار بیٹھے ہونگے......سردار جدا ہو جائیگا۔
- بیٹی تو رہے گی......ابا دنیا سے چلا جائے گا۔

فاطمہ کی ہچکیاں بندھ گئیں...... دوسری مرتبہ بلا کر فرمایا...... بیٹی رونا نہیں ......گھبرانا نہیں......میرے سارے خاندان میں سب سے پہلی بچی تو ہوگی......جو مجھے سب سے پہلے آکر ملے گی......چنانچہ حضور ﷺ کی جدائی کے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمۃ الزہراؓ دنیا سے رخصت ہوئیں۔

یہ الوداعی تقریب ہوتی ہی عجیب ہے......صحابہ پہ عجیب کیفیت طاری ہوئی...... تین دن تک رحمۃ للعالمین کا جسد اطہر رکھا رہا......صحابہ تڑپتے رہے......کہتے تھے برداشت نہیں ہوتا......کہ اللہ کے اس حسین محبوب کو اس زمیں کے اندر دفن کریں......غالباً حضرت عائشہؓ کے عربی اشعار ہیں......جن کا مفہوم یہ ہے......کہ ان لوگوں نے کتنے بڑے حوصلے سے کام کیا ہوگا......جنہوں نے پیغمبر کو لحد میں اتارنے کے بعد مٹی ڈال کے اس قبر کو بند کیا ہوگا......اتنا بڑا حوصلہ جرأت ان لوگوں کو ہوئی ہوگی۔

---

(۱) کنز العمال ص ۵۰ ج ۱۲، فتح الباری ص ۱۰۳ ج ۸، صحیح البخاری ص ۲۸ ج ۲، فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل ص ۷۵۱ ج ۲

صحابیہ خاتونؓ اور محبت رسول ﷺ:

حضور ﷺ کی جدائی کے بعد ایک عورت آئی..... سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس آکر کہا..... مجھے رسول اللہ ﷺ کا روضہ تو دکھا دو..... دور سے آئی ہوں..... پیغمبر کا چہرہ دیکھ کر گئی تھی..... آقا جدا ہو گئے..... مجھے اطلاع دیر سے ملی ہے..... میں ذرا جگہ تو دیکھ لوں

حدیث میں آتا ہے..... کہ سیدہ عائشہؓ نے حجرہ کھولا..... اس عورت نے یوں دیکھا..... نظر پڑی..... عربی کے دو شعر حضور ﷺ کی خدمت میں پڑھے..... وہیں چیخ نکلی اور جان بحق ہو گئی..... یہ تو اس دور کی بات ہے..... میری اپنی گناہ گار آنکھوں کا دیکھا ہوا واقعہ ہے..... آج سے دو سال پہلے جب میں مدینہ طیبہ یہی رمضان المبارک گذارنے کے لئے گیا تھا۔(۱)

ایک مصری عورت اور محبت رسول ﷺ:

وہاں طریقہ یہ ہے کہ جس وقت عورتوں کے سلام پڑھنے کا وقت ہو مردوں کو ہٹا دیتے ہیں..... صرف عورتیں آکر سلام پڑھتی ہیں..... روضہ اطہر پر ایک عورت عربی لباس میں ملبوس مصری خاتون عربی کے اشعار پڑھتی ہوئی..... باب النساء سے حرم النبی میں داخل ہوئی..... عورتیں اسے روکنے لگیں..... چیختی ہوئی عربی کے اشعار پڑھتی ہوئی آئی..... روضہ اطہر کے پاس روکنے والے خدام کھڑے ہوتے ہیں..... وہ روضہ اطہر کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتے..... ایک طرف ہٹا دیتے ہیں..... ہاتھ کسی کو نہیں لگانے دیتے..... دوڑی ہوئی پیغمبر کے حجرہ اقدس کے قریب آئی..... جالی کے ساتھ یوں ہاتھ لگایا..... چہرہ رکھا وہیں گری روح پرواز کر گئی..... مسجد نبوی میں وہیں روح پرواز ہوئی..... یہ عجیب کیفیت ہے..... محبوب کی ملاقات کی بے تابی میں جان آفرین کے حوالہ کر دی۔

---

(۱) سیرت المصطفیٰ ص ۱۷۳ ج ۳

محبت اصحاب رسول اور جدائی کا منظر:

حدیث میں آتا ہے...... جب پیغمبر جدا ہوئے...... تو صحابہ کی یہ کیفیت تھی کہ پورے مدینے میں اندھیرا چھا گیا تھا...... ایک صحابی بکریاں چرا رہے تھے...... کسی نے کہا...... تو یہاں بکریاں چرا رہا ہے...... جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے...... وہ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں...... پہاڑی پر صحابی کھڑا ہوا تھا...... دونوں انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھ کر زور سے دبایا...... اور کہا اے اللہ! جس محبوب کا کلمہ پڑھتا تھا...... اب مدینہ جاؤں اور محبوب نظر نہ آئیں میری آنکھیں لے لے...... صحابی نے انگلیں ہٹائیں...... تو دونوں آنکھوں سے نابینا ہو چکے تھے۔

سیدنا بلالؓ اور وفات رسول ﷺ:

سیدنا بلالؓ مسجد نبوی میں محبوب کے وصال پر ملال، با کمال، لازوال، کے بعد اذان دینے کے لئے کھڑے ہوئے...... اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... کہا، گرے، بے ہوش ہو گئے صحابہ نے بلال کو پکڑ کر اٹھایا...... کہ بلال خیر تو ہے......؟ کہنے لگے جب میں اذان دیتا تھا آقا منبر پہ ہوتے تھے...... اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... کہتا تو مصطفیٰ کے چہرے پہ نظر پڑتی آج جب میں نے اذان دی...... اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان پہ آیا...... مگر محمد نظر نہیں آئے...... گرے، بے ہوش ہو گئے...... سیدنا بلال نے قسم اٹھائی کہ میں مدینے میں اذان نہیں دوں گا...... مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔(۱)

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے...... ایک سال تک واپس نہ آئے ایک مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی...... حضور ﷺ نے فرمایا...... بلال اسی کا نام

(۱) سیرت بلال

یاری ہے......؟ یا وہ دور تھا...... تیرے سینے پہ پتھر ہوتے تھے...... گردن میں رسیاں ہوتی تھیں...... مکے کے بازاروں میں تجھے گھسیٹتے تھے...... پھر بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتا تھا...... اب میرے جانے کے بعد تو نے میرا مدینہ بھی چھوڑ دیا ہے...... آنکھ کھل گئی...... بلال کہتے ہیں...... مجھ سے رہا نہ گیا...... میری چیخیں نکل گئیں...... وہیں سے اٹھے...... پوری رات سفر کرتے رہے...... جب مدینہ طیبہ پہنچے...... صبح تہجد کا وقت تھا...... حسنین کریمین شاہزادے مسجد نبوی میں بیٹھے تھے...... دیکھا چچا بلال آئے ہیں...... تڑپ گئے...... اٹھ کے کھڑے ہو گئے...... چچا جان......! آپ چلے تو گئے تھے...... اور آپ کے جانے کے بعد اذان تو ہوتی تھی...... لیکن بلال کی آواز نہیں آئی۔

اذان تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

آج روح بلالی نہیں رہی......

رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

آج اذانیں ہم اور آپ بھی سنتے ہیں...... لیکن بلال والی روح نظر نہیں آتی......

حضرت بلال جب پہنچے...... تو بچوں نے کہا چچا اذان دیجئے...... یہ دونوں شاہزادے وہ تھے...... جن نواسوں کو سیکھنے کے بعد صحابہ کہتے ہیں...... جب بھی ہمیں حضور کی یاد ستاتی ...... ہم منبر کے ساتھ ان دونوں کو کھڑا کرتے...... حسن کا چہرہ دیکھتے حسین کا وجود دیکھتے ...... محمد ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی...... ان دونوں بچوں کو دیکھا۔

بلال کہتے ہیں...... میری آنکھوں میں رسول اللہ ﷺ کا نقشہ گھوم آیا...... مجھ سے رہا نہ گیا...... اذان دینا شروع کی...... کہ شاہزادوں کی فرمائش ہے...... ان کا دل نہ دکھاؤں...... اس لئے پیغمبر بھی ان کا دل نہیں دکھایا کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے...... حضور دروازہ کھٹکھٹاتے تھے...... فرماتے تھے فاطمہ !حسن اور حسین کے رونے کی آواز جب میرے کانوں میں آتی ہے...... میرا دل دکھنے لگتا ہے...... محمد سب کچھ برداشت کرسکتا ہے...... نواسے مجھے بڑے پیارے لگتے ہیں...... میں ان کا رونا برداشت نہیں کرسکتا۔

حضرت بلال ؓ نے اذان دینا شروع کی...... تو مدینے میں کہرام مچ گیا...... مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب کے سب چیخیں مارتے مسجد نبوی کی طرف آئے...... پوچھا گیا کہاں جا رہے ہو......؟ کہنے لگے لوگو یہ وہی مؤذن ہے...... جو پیغمبر کی زندگی میں اذان دیتا تھا...... آمنہ کے لال کے بعد مؤذن بھی مدینہ چھوڑ کر چلا گیا تھا...... حضور بھی چلے گئے...... دو سال کے بعد یہ مؤذن لوٹا ہے...... دیکھنے جا رہے ہیں...... اکیلا مؤذن آیا ہے...... یا امام بھی آئے ہیں...... لیکن مسلمانو! امام وہاں جا چکے تھے...... جہاں جانے کے بعد واپس کوئی نہیں آیا کرتا۔

جدائی کی کیفیات:

جمعۃ الوداع یہ جدائی کا جمعہ ہے...... آج کے جمعہ میں وہ تمام الوداعی کیفیات کو سامنے رکھ کر سوچو...... کہ کتنے بڑے احترام کا مہینہ آیا تھا...... جس مہینہ میں صبح و شام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں...... رمضان قرآن کی تلاوت کا مہینہ ہے...... رمضان عظمت والا مہینہ ہے...... برکت والا مہینہ ہے...... ہدایت والا مہینہ ہے...... انعام والا مہینہ ہے...... لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے...... ایسا بابرکت مہینہ جس میں اعتکاف جیسی نعمت، روزے جیسی نعمت، تراویح جیسی نعمت اس امت کو ملی ہے...... آج اس کی رخصتی کے دن آ رہے ہیں...... الوداعی تقریب ہے...... اپنی بیٹی کو جدا کرتے ہو...... اچھا کر کے روانہ کرتے ہو...... دوست کو الوداع کرتے ہو...... بہت دور تک الوداع کرنے کا اہتمام

کرتے ہو۔

فلسفہ عید سعید:

غور کریں ......رمضان المبارک کی جب آخری تاریخ آتی ہے......اس سے اگلے دن مسلمان عید پڑھتے ہیں......حضور ﷺ جب مدینہ میں آئے تو بتایا گیا...... یہاں پر لوگوں کے دو دن ہیں......جن دنوں میں یہ لوگ خوشیاں کرتے ہیں...... باقاعدہ گھوڑ دوڑ ہوتی ہے......حضور ﷺ نے فرمایا...... یہ ان کی جاہلانہ رسم ہے......اللہ نے ہر قوم کے لئے ایک خوشی کا دن متعین کیا ہے......اور میرے لئے خوشی کا دن رمضان کی تکمیل کے بعد عید والا دن ہے......اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّھٰذَا عِیْدُنَا......(۱) ہر قوم کے لئے ایک خوشی کا دن ہے......لیکن میرے لئے خوشی کا دن عید کا دن ہے۔

عید کسے کہتے ہیں؟:

عید کیا ہے......؟ عید کا لفظ عود سے ہے عود کا معنیٰ ہوتا ہے لوٹنا...... یہ وہ دن ہے......جو ہر سال لوٹ کر آتا ہے......ایک معنیٰ عید کا خوشی کرنا ہے...... کہ اس دن مسلمان خوشی کرتے ہیں......خوشی کا اظہار کرتے ہیں......لیکن میرا آپ سے ایک سوال ہے...... کہ محبوب جدا ہو تو اس پہ خوشی ہوتی ہے یا افسوس......؟ افسوس ہوتا ہے۔

یہ کیا عجیب بات ہے ......کہ رمضان المبارک جیسا بابرکت مہینہ جدا ہو رہا ہے......اور آپ خوشی کر رہے ہیں...... یہ خوشی ہے......اور اس میں جو صدقۃ الفطر دیا جاتا ہے...... یہ بھی ایک خوشی کا اظہار ہے...... بھائی خوشی آپ کس بات کی کر رہے ہیں ......رمضان کے جانے کی......؟ ایسا مہینہ تو صدا بہار رہے۔

---

(۱) مشکوۃ شریف ص ۱۲۶ ج ۱ عن عائشہ

حدیث میں آتا ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا...... جو رمضان میں نعمتیں ملتی ہیں...... اگر تم میں سے کسی کو پتہ چل جائے...... تو تم تمنا کرو...... کہ پورا سال رمضان رہ جائے۔

بھائی یہ خوشی رمضان کے جانے کی نہیں...... رمضان کو پورا پانے کی ہے...... کہ اللہ تیرا شکر ہے...... جو عظمت والا مہینہ دیا تھا...... ہم نے اس کو پالیا ہے...... تیرا شکر ہے...... ہم نے اس میں نماز پڑھی ہے...... تیرا شکر ہے...... کہ ہم نے تراویح کا اہتمام کیا ہے...... تیرا شکر ہے...... کہ ہم نے عبادت کی ہے...... تیرا شکر ہے...... کہ تیرا ذکر کیا ہے۔

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے...... جو بابرکت ہے...... رمضان کے جانے پر نہیں...... بلکہ رمضان کو پورا پانے پر خوشی ہے...... اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا...... کہ لوگو یوم الفطر عید کا دن ہے...... اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ لِلْاَکْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ ...... یہ کھانے کا دن ہے...... پینے کا دن ہے...... اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور گفتگو کا دن ہے...... ان سے محبت کرنے اور باتیں کرنے کا دن ہے۔

پھر عید الاضحیٰ کے تین دنوں میں میرے پیغمبر نے فرمایا...... کوئی مسلمان کلمہ گو روزہ نہ رکھا کرے...... بیشک صائم الدھر ہو...... سارا سال روزے رکھے...... ان دنوں میں روزہ نہ رکھے...... کہ یہ دن خوشی کرنے کے ہیں...... کھانے کے ہیں...... پینے کے ہیں جو اس دن کھائے گا...... پیئے گا...... خوشی کرے گا...... اللہ اس کے تمام گناہوں کو بھی معاف کریں گے...... اور اس دن کھانے پینے کا حساب بھی نہیں لیں گے۔

عبادت کیا ہے؟:

عبادت کیا ہے......؟ عبادت نام ہے اللہ کے حکم کی تکمیل کا...... یہاں حکم ہے دن کو نہیں کھانا یہ عبادت ہے...... عید کے دن حکم ہے ضرور کھاؤ...... یہ عبادت ہے...... عید

کے دن صبح کھائیں...... تو عبادت ہے...... پانی پئیں...... تو عبادت ہے...... دوستوں سے ملیں...... تو عبادت ہے...... گھر میں بچوں سے پیار کی باتیں کریں...... تو عبادت ہے...... یہ جتنا خوشی کا اظہار کرتے جائیں گے...... تو یہ عبادت بنتی جائے گی۔

عید سعید یا وعید شدید:

حضرت پیر عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں عجیب بات لکھی ہے...... وہ لکھتے ہیں...... عید کا دن دراصل میدان محشر کا ایک نقشہ ہے...... قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف آئیں گے...... اس دن لوگ گھروں سے نکل کر مسجد کی طرف آتے ہیں...... قیامت کے دن بھی کھلے میدان میں دنیا جمع ہوگی...... عید کے دن بھی کھلے میدان میں لوگ جمع ہوتے ہیں...... قیامت کے دن بھی سزا اور جزا کا فیصلہ ہوگا ...... عید کے دن بھی پورا رمضان گزارنے کے بعد اس دن جزا اور سزا کا فیصلہ ہوتا ہے...... قیامت کے دن بھی جو لوگ نیک اور صالح ہیں...... ان کے چہرے نورانیت اور روشنی کی وجہ سے جگمگا رہے ہوں گے...... بدکار لوگوں کے چہرے اس دن سیاہ اور کالے ہوں گے...... عید کے دن بھی دیکھ لیا کرو...... کہ جنہوں نے روزے رکھے ہوں...... تلاوتیں کی ہوں...... عبادت کی ہو...... اعتکاف کیا ہو...... اللہ کے راستے میں صدقہ اور خیرات کی ہو...... ان سب کے چہرے خوشی سے کھل کھلا رہے ہوتے ہیں...... اور جنہوں نے روزوں کو کھایا ہو...... اور بے احترامی کی ہو...... بیشک اچھے کپڑے پہن کر آئیں...... ان کے چہروں پہ لعنت کی پھٹکار پڑ رہی ہوتی ہے۔

قیامت کے دن میدان محشر لگے گا...... اللہ کی عدالت ہوگی...... فرمایا اس دن بھی عید کی نماز کے بعد امام خطبہ دیتا ہے...... اور اس کے خطبہ کا جب اختتام ہوتا ہے...... تم اپنے گھروں کی طرف لوٹ رہے ہوتے ہو...... تو اس وقت میدان محشر میں جزا اور سزا کے ایک

نقشے کا عکس ہوتا ہے...... کہ اس وقت بھی اس فیصلہ کے بعد جنتی جنت میں جہنمی جہنم کی طرف جائیں گے...... اس وقت بھی نیک لوگ نعمتیں لے کر، مبارک بادیاں لے کر، اللہ کی طرف سے انعامات لے کر، خدا کی طرف سے بخشش کا سامان لے کر اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہوتے ہیں...... اور بدکردار لوگوں پر لعنت برس رہی ہوتی ہے...... وہ لعنت لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوتے ہیں...... جانا ہر ایک نے اپنی منزل پہ ہے...... کوئی رحمت لے کر جاتا ہے...... کوئی لعنت لے کر جاتا ہے۔

صدقۃ الفطر کا وجوب:

دوسری بات عید کے دن صدقۃ الفطر دینا واجب ہے...... ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ لازم ہے...... اس پر صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔

دوسرا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں...... لیکن عید کی صبح سے پہلے تک اچانک اس کے پاس کہیں سے اتنا مال آ گیا...... باون تولے چاندی یا اس کی قیمت جتنی رقم اکٹھی ہو گئی ہے...... اس پہ صدقۃ الفطر واجب ہے کہ وہ ادا کرے...... یا گھر میں ایسی چیز جو ضرورت استعمال سے زائد ہے...... جیسے ٹی وی یہ استعمال کی چیز نہیں...... فریج گھر کے استعمال کی چیز ہے...... یا ایسا لباس بعض لوگوں کے ہاں بیس پچیس بستر پڑے ہوتے ہیں...... مشکل سے سال میں آٹھ یا دس بستر استعمال ہوتے ہیں...... باقی پیٹیوں میں بند پڑے ہیں...... اب ان تمام چیزوں کی مالیت باون تولے چاندی سے زائد ہے...... اس پر صدقۃ الفطر دینا واجب ہے...... بلکہ حدیث میں واضح الفاظ ہیں...... امیر بھی دے...... غریب بھی دے...... بڑا بھی دے...... چھوٹا بھی دے...... آزاد بھی دے...... غلام بھی دے...... پوچھا گیا اللہ کے رسول کیسے......؟ فرمایا غلاموں کی طرف سے جو ان کا مالک آزاد ہے...... اس کے ذمہ ہے...... کہ وہ صدقۃ الفطر دے...... جن کے پاس یہ کھانا کھاتے ہیں...... دن رات

رہے ہیں...... وہ ان کی طرف سے ادا کریں...... چھوٹے کم عمر بچوں کی طرف سے ان کا والد ادا کرے...... ہاں عورت اپنا صدقۃ فطر خود ادا کرے...... یہ علیحدہ بات ہے...... کہ ایک دوسرے کی طرف سے دے دیں تو یہ جائز ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھیں...... کہ عید کی صبح کو طلوع فجر سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہوا ہے...... اس کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر دینا واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کے فوائد:

حضور ﷺ نے فرمایا...... صدقۃ الفطر دینے کے دو فائدے ہیں...... ایک فائدہ تو یہ ہے...... کہ صدقہ اور خیرات کرنے سے پورے رمضان میں تھوڑی بہت جو کوتاہی اور بے راہ روی ہوگئی...... کسی سے بدکلامی ہوگئی...... زیادتی ہوگئی...... نوافل کا اہتمام پورا نہیں ہوا...... تلاوت مکمل نہیں ہوئی...... یا کچھ تراویح رہ گئیں...... روزے میں کچھ لغو باتیں ہوجاتی ہیں...... فرمایا اس صدقہ دینے سے اللہ تعالیٰ تمہاری وہ سب کوتاہیاں معاف کر کے روزے کو شرف قبولیت بخشتے ہیں...... بلکہ حدیث میں ایک اور جملہ ہے...... حضور ﷺ نے فرمایا...... جو صدقۃ الفطر دیتا ہے...... اس کے روزے کی مقبولیت میں اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں رہ سکتی...... براہ راست قبول ہوجاتے ہیں۔

صدقۃ الفطر سب کی طرف سے دینے کی حکمت:

پھر یہاں پر ایک سوال اور ہوگا...... کہ پھر تو صدقہ وہ دے جس پر روزے ہوں...... جن پر روزے نہیں وہ کیوں دیں...... حضور ﷺ نے فرمایا...... کم عمر چھوٹے بچوں کی طرف سے اور غلاموں کی طرف سے تم دے دیا کرو...... تا کہ صدقہ دینے سے ایک تو ان کی جان کی میل اترے...... دوسرا سب سے بڑی بات یہ ہے...... کہ جن کو دوگے ان کی بھی خوشی ہوجائے گی...... ایک آپ ہیں...... کہ اپنے لئے کپڑے خریدتے ہیں...... اپنے بیٹے

کے لئے کپڑے خریدتے ہیں......اپنی بیوی کے لئے کپڑے خریدتے ہیں......آپ کے پڑوس میں ایک اجڑا ہوا گھر ہے......بچے ہیں ابا نہیں......بچیاں ہیں اماں نہیں......ماں باپ ہیں......لیکن وہ معذور ہیں......پریشان حال ہیں......ان کے پاس کھانے کو لقمہ نہیں ہے......آپ کی حالت یہ ہے......کہ اللہ نے آپ کو سب کچھ دے رکھا ہے۔

میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا......تم اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے صدقہ دو...... یہ صدقہ جب ان تک پہنچے گا......تو ان کی بھی عید ہو جائے گی......تمہاری بھی عید ہو جائے گی...... بلکہ میں ایک جملہ کھل کر کہتا ہوں......دنیا دارو! تمہارے لئے ہر دن عید کا ہے......یہ عید ہوتی ہی غریبوں کی ہے یہ امیروں کی عید نہیں ہوتی۔

امیرو......! تمہارا بچہ روزانہ پیسوں سے کھیلتا ہے......تو روزانہ پیسے لٹاتا ہے...... تیرے بیٹے کی جیب میں ہر وقت نوٹ ہوتے ہیں......آج غریب کی جیب میں پیسے آئیں......عید ان کی ہے تمہاری نہیں......پیغمبر ﷺ نے عملی طور پر یہ عید غرباء کے لئے رکھی ہے۔

یتیم بچہ کی عید:

حدیث میں آتا ہے...... جب عید کا حکم آیا......تو اللہ کے پیغمبر ﷺ پہلے سال عید پڑھنے گئے......جس سال روزے فرض ہوئے......اسی سال اختتام میں عید پڑھی......نماز عید کا حکم یہ ہے......کہ مسجد کے اندر نہیں ادا کرنی چاہئے......مسجد سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنی چاہئے......ہاں جہاں مسجد سے کھلی اور کشادہ جگہ اور کوئی نہیں......اتنا بڑا اجتماع اور کسی جگہ نہیں ہوسکتا......وہاں مسجد میں بامر مجبوری جائز ہے......یا کوئی بارش وغیرہ ہوگئی ہے......اس کی وجہ سے باہر صحن محفوظ نہیں...... وہاں کھلے پلاٹ میں آپ عبادت نہیں کر سکتے......تو مسجد کے اندر جائز ہے......لیکن بلا وجہ مسجد کے اندر نماز عید پڑھنا کراہت

ہے......حضور مسجد نبوی سے نکل کر بالکل قریب اب بھی وہاں مسجد موجود ہے......جس کا نام مسجد غمامہ ہے...... بادلوں والی مسجد کے نام سے مشہور ہے......اللہ کے رسول وہاں پر جا کر بارش کی بھی دعا کرتے تھے......اور اسی جگہ حضور نماز عید پڑھتے تھے۔

محبوب عید پڑھنے کے لئے آئے ......جب حضور عید گاہ کے قریب پہنچے...... حدیث میں آتا ہے......دونوں شاہزادے حسنین کریمین حضور کے ساتھ تھے......جوں ہی عید گاہ کے قریب آئے......تو باہر چھوٹے بچے کھیل رہے تھے......محبوب بچوں کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں...... ایک بچے کے قریب آئے ......دیکھا اجڑے ہوئے کپڑے ہیں...... بکھرے ہوئے بال ہیں...... چہرہ مرجھایا ہوا ہے......سر نیچے کر کے آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہے......، رو رہا ہے......حضور جب اس کے قریب آئے ......فرمایا بیٹے سب خوشی کر رہے ہیں......تو کیوں رو رہا ہے......؟ تین مرتبہ حضور ﷺ نے پوچھا......حضور ﷺ نے اپنا رحمت والا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا...... ہاتھ رکھا......تو بچہ پھوٹ پڑا...... چیخ مار کر کہتا ہے......کہ محبوب کیا بتاؤں ......ابا نہیں جو کپڑے لے دے......اماں نہیں جو منہ دھلائے ......لاوارث ہوں......میرا کوئی پرسان حال نہیں۔

یتیم بچہ کی خدمت:

حدیث میں آتا ہے ......حضور ﷺ نے حسنین کریمین کو اٹھا رکھا تھا...... دونوں نواسوں کو پیغمبر نے زمین پہ اتار دیا......فرمایا میرے شاہزادے آج تک یہ کندھے تمہارا حق تھے......اب یہ تمہارا حق نہیں ...... یہ یتیم کا حق بن چکے ہیں ...... حضور ﷺ نے اس یتیم کو اٹھایا......اور گھر لے گئے ...... جا کر فرمایا عائشہ روزانہ رو کر کہتی تھی......کہ اللہ مجھے کوئی بچہ دے......اللہ نے تجھے نرینہ اولاد نہیں دی......دیکھ میں خدا سے تیرے لئے ایک بچہ لے کر آیا ہوں...... پانی بھر کے لاؤ...... میں اس بچے کو نہلاؤں......تو پانی ڈال میں اس کے جسم کو

مل مل کر صاف کروں۔

امی کہتی ہیں...... کہ میں پانی ڈالتی تھی...... حضور اس کو ملتے تھے...... اس بچے کو نہلایا گیا...... صحابہ انتظار میں ہیں...... حضور نماز پڑھائیں...... پیغمبر فرماتے ہیں...... کہ جب تک اس یتیم کی عید نہیں ہوتی...... اس وقت تک مصطفیٰ کی عید نہیں ہوتی...... تم بھی عید گاہ میں یاروں کو بھیج کر کہتے ہو...... محبوب تو دور بیٹھا ہے...... تیرے بغیر میری عید نہیں...... نبی کہتے ہیں...... کہ یتیم کے بغیر مجھ محمد کی عید نہیں ہوتی...... حضور ﷺ نے اس کو قریب کیا...... توجہ کریں! حضور ﷺ نے سرمہ منگوا کر اس کی آنکھوں میں ڈالا...... محبوب نے خود اس کے سر پر تیل لگایا...... کنگھا دیا...... فرمایا عائشہ......! میری بیٹی فاطمہ کو بلا ان کو کہو...... کہ حسن کے کپڑوں میں سے ایک جوڑا دے دے...... جو کل شاہزادہ کپڑے پہنا کرتا تھا...... آج وہ کپڑے یتیم محمد کے سامنے پہنے...... کپڑے پہنائے...... رات کو دودھ میں کھجوریں بھگو کے رکھی تھیں...... وہ خود اپنے ہاتھوں سے بچے کو کھلائیں...... عجیب جملہ فرمایا...... اس بچے کا نام تھا بِشَرْ...... فرمایا...... یابِشَرُ اَمَا تَرضیٰ اَنْ اَکُوْنَ اَبُوْكَ وَاُمُّكَ عَائِشَه...... کیا تو اس پر راضی نہیں...... کہ میں محمد تیرا ابا بن جاؤں...... اور عائشہ تیری اماں بن جائے۔

مسلمانو......! اس بچے جیسا خوش نصیب کون ہوگا...... مصطفیٰ جس کے ابا ہوں...... عائشہ جس کی اماں بن جائے...... پھر حضور ﷺ نے ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا...... فرمایا بیٹے پچھلے سال جب تو عید پر گیا تھا...... تیرے ابو زندہ تھے......؟ کہا اللہ کے رسول زندہ تھے...... فرمایا یہ بتائیں...... کہ باپ تجھے عید کی نماز کے لئے انگلی پکڑ کر لے گیا تھا...... یا کندھے پر بٹھا کے لے گیا تھا...... جو انداز تیرے باپ کا تھا...... آج میں محمد تجھے اسی طریقے سے لے جاؤں...... بچے نے کہا...... محبوب میں تو اس کے کندھے پر بیٹھا تھا...... فرمایا پھر محمد تجھے پیدل نہیں چلائے گا...... حضور ﷺ نے حسن اور حسین کو پیدل چلایا...... یتیم کو کندھے پہ بٹھایا۔

دنیا دار جاگیردارو......! پنی اولاد سے پیار کرنے والو......! میرے پیغمبر کی حدیث سینے پہ لکھ لو......فرمایا کسی یتیم کے ہوتے ہوئے بیٹے سے پیار نہ کرنا......کہیں یتیم یہ سوچے......کہ کاش آج ابا ہوتا......تو مجھ سے بھی یوں پیار کرتا......اس کی اگر آہ نکلی وہ بے نیاز ہے......تیرا جنازہ اٹھوا کے تیرے بچوں کو در در کے دھکے نہ دلوادے۔

حسن اور حسین کو پیدل چلایا......اور یتیم کو کندھے پہ اٹھا لیا...... جا کر وہاں بچوں میں چھوڑا......فرمایا بیٹے کھیلو جب تک تجھے کھیلتا نہیں دیکھوں گا......میں عید گاہ میں نہیں جاؤں گا......وہ بچہ جب بچوں میں گیا ......تو سارے بچے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے......کہنے لگے تو وہی ہے......تیرے کپڑے میلے تھے......پراگندہ بال تھا......تیرا منہ دھلا ہوا نہیں تھا......یہ خوشبو کہاں سے لگائی ہے......؟ اتنے اچھے کپڑے کہاں سے پہن کر آئے ہو......؟ تیرا ابا کا نام کیا ہے......؟ وہ بچہ سر فخر سے بلند کر کے کہتا ہے...... بھائیو! مجھے مبارک پیش کرو......میں کچھ دیر پہلے یتیم تھا......اب میں یتیم نہیں ......میرا ابا محمد کریم بن چکے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے...... جتنے بچے تھے چیخیں مار مار کے روتے تھے......کہتے تھے کاش آج ہم بھی یتیم ہوتے ......تو ہمارے ابا محمد رسول اللہ ﷺ ہوتے ......صرف یہ عید یتیموں کی عید ہے......غریبوں کی عید ہے......صرف سرمایہ داروں کی عید نہیں......اس لئے اُس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

انعامات الٰہی کی بارش کا دن:

حضرات محترم......عید سعید کے مبارک دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کی طرف اتنی متوجہ ہوتی ہے......کہ اعلان ہوتا ہے میرے بندے آج نماز فجر کے بعد اشرق کا انتظار نہ کریں......بلکہ آج اس کی چھٹی ہے...... پڑھو گے تو گناہ گار ہو گے

اچھے کپڑے پہنو...... نہاؤ، صاف ستھرا لباس پہن کر خوشبو لگا کر پہلے اللہ تعالیٰ کی ضیافت قبول کرو...... یعنی کچھ کھا پی کر عیدگاہ کی طرف جاؤ۔

اذان و تکبیر نہ ہونے کی حکمت:

عیدگاہ پہنچ گئے...... امام خطیب آگیا...... عید کی نماز جمعہ کا نمونہ ہوتی ہے...... مگر اس میں آج حکم ہے...... کہ جمعہ سے پہلے بلکہ ہر نماز سے پہلے اذان ہوتی ہے...... تکبیر ہوتی ہے...... مگر آج مؤذن کو اذان اور تکبیر کی اجازت نہیں...... اللہ کی شان کریمی اتنا انتظار نہیں کرتی...... جتنی دیر تکبیر اور اذان ہو...... بلکہ اس سے بھی پہلے بندہ اپنے مالک کے حضور سر بسجود ہو...... مالک عطا کرنا چاہتا ہے۔

خطبہ بعد میں ہونے کی حکمت:

جمعہ کے دن خطبہ پہلے ہوتا ہے...... نماز بعد میں ہوتی ہے...... مگر آج رب العزت کی شان کریمی کا فیصلہ ہے...... کہ خطیب صاحب خطبہ نماز کے بعد پڑھ لینا...... پہلے میرے بندے میری بارگاہ میں اپنی نیاز جبیں جھکا لیں...... میں ان پر انعام کی بارش کرلوں

تکبیرات زوائد کی حکمت:

امام اور مقتدی دونوں رکعتوں میں زائد تکبیرات کہہ کر اللہ کی کبریائی کا اعلان کر رہے ہیں...... جیسے کوئی غریب سائل اور منگتا اپنے آقا یا داتا کی بہت زیادہ اس کی تعریف کرتا ہے...... اسکا شکریہ ادا کرتا ہے...... یہاں مومن بندہ بھی اللہ اکبر بار بار کہہ کر اپنی عاجزی اور اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتا ہے(۱)

نماز عید کا طریقہ دوسری عام نمازوں کی طرح ہے فرق صرف اس میں اتنا ہے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

تکبیراتِ تشریق کا حکم:

محترم دوستو......دونوں عیدوں میں تکبیرات تشریق......اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد......پڑھنے کا حکم ہے بڑی عید پر بلند آواز سے اور اس عید الفطر میں آہستہ آواز سے پڑھنے کا حکم ہے...... یہ کلمات راستہ میں آتے جاتے پڑھنے کا حکم دیا......عیدگاہ میں جب تک امام نہ آجائے اسوقت تک پڑھتا رہے

(گزشتہ صفحہ کابقیہ حاشیہ) اس میں چھ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں جن کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کرناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں اور ثناپڑھیں، ثنا کے بعدتین تیکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑدیں، تیسری تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں پھر دوسری رکعت میں قراۃ کے بعد اور رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہیں ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہتے ہوئے سیدھا رکوع میں چلے جائیں

تکبیرات عیدین چھ ہیں ان کا ثبوت ہمیں احادیث مقدسہ سے واضح ملتا ہے چنداحادیث پیش ہیں:

حدیث نمبر ۱: ابو عبد الرحمان قاسم فرماتے ہیں مجھے اصحاب محمد میں سے بعض نے بتایا کہ نبی پاک ﷺ نے ہمیں نماز عید پڑھائی اس میں آپ نے چار چار تکبیریں کہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر رخ منور ہماری طرف کرکے فرمایا بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی تکبیروں کی طرح چارہیں آپ نے انگوٹھا بند کر کے چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا(طحاوی ص۴۳۸ ج۲)

حدیث نمبر۲: ابو عائشہ فرماتے ہیں کہ سعید بن العاص(گورنر کوفہ)نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں تکبیریں کیسے کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے جواب دیا کہ آپ ﷺ جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے، حضرت حذیفہ نے فرمایاانھوں نے سچ کہا پھر ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا جب میں بصرہ کا حاکم تھاتو اسی طرح عیدین کی تکبیریں کہتا تھا(ابو داؤد ص۱۶۳ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۸ ج۲)

حدیث نمبر۳: امام اور والعمہ جس کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود کے جلیل القدرتابعی شاگرد علقمہ اور اسود ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس حضرت ابو موسیٰ اشعری اور

(بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

راستہ بدلنے کا حکم:

حضرات والا عیدگاہ میں آتے جاتے راستہ بدلنے کا حکم ہے......تاکہ یہ راستے بھی قیامت کے دن آپ کے ذکر کرنے کی گواہی دیں۔

(بقیہ حاشیہ)حضرت حذیفہ بھی موجود تھے، سعید بن العاص نے تکبیرات عیدین کے متعلق پوچھا حضرت حذیفہ نے کہا ابو موسیٰ اشعری سے پوچھیے ابو موسیٰ اشعری نے فرمایاعبداللہ بن مسعودسے پوچھیے کیونکہ وہ ہم میں سے پیغمبر ﷺ کے زیادہ صحبت یافتہ اور زیادہ علم والے ھیں چنانچہ اس نے حضرت ابن مسعودسے پوچھاآپ نے فرمایا چار تکبیریں کہے (یعنی تکبیرتحریمہ سمیت)پھر قرأۃ کرے اور تکبیر کہہ کررکوع کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو کے پہلے قرأۃ کرے پھر چار تکبیریں کہے (رکوع کی تکبیر سمیت)(مصنف عبدالرزاق ص۲۹۳ ج۳)

حدیث نمبر ٤: حضرت کردوس فرماتے ھیں کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت حذیفہ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم کے ھاں عشاء کے بعد ایک آدمی بھیج کر مسئلہ پوچھا کہ مسلمانوں کی نماز عید کا طریقہ کیا ھے ؟ سب نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کی طرف متوجہ کیا چنانچہ سائل نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ امام بحالت قیام چار تکبیریں کہے (تکبیر تحریمہ سمیت) پھر فاتحۃ الکتاب اور مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے پھر دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے (تکبیر رکوع سمیت)ان میں سے آخری تکبیر میں رکوع کرے پس عیدین کی دونوں رکعتوں میں (بحالت قیام) یہ نو تکبیریں ھیں (جن میں سے پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں ھیں)(معجم کبیر طبرانی ص۳۵۰ ج۹)

حدیث نمبر ٥: علقمہ اور اسود فرماتے ھیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود عیدین میں نو تکبیریں کہتے تھے چار قرأۃ سے پہلے پھر قرأۃ کے بعد تکبیر کہتے اور رکوع کرتے دوسری رکعت میں پہلے قرأۃ کرتے پھر قرأۃ سے فارغ ہو کر چار تکبیریں کہتے(تکبیر رکوع سمیت)پھر رکوع کرتے(مصنف عبدالرزاق ص۲۹۳ ج۳)

حدیث نمبر ٦: حضرت قتادہ تابعی فرماتے ھیں کہ (بدری صحابی) حضرت جابربن عبد اللہ اور(جلیل القدرتابعی) بن سعیدبن المسیب نے فرمایا نماز عید میں نو تکبیریں ھیں اور دونوں قرأتیں لگاتار ھیں یعنی ان کے درمیان تکبیرات نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۹ ج۲)

حدیث نمبر ۷: حضرت عبد اللہ بن مسعود ابو موسیٰ اشعری حذیفہ بن الیمان عقبہ بن عامر عبد اللہ بن الزبیر ابو مسعود بدری ابو سعید خدری براء بن عازب عمر بن خطاب ابو ھریرہ تابعین میں سے(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نکتہ:

اگر کسی شخص کے گھر کا ایک ہی راستہ ہو......تو وہ سنت کے مطابق دائیں طرف آئے اور جائے......تو ایک ہی سڑک کے دو راستے ہو جائیں گے...... اور سنت بھی ادا ہو جائیگی۔

(گزشتہ صفحہ کابقیہ حاشیہ) حسن بصری محمد بن سیرین سفیان ثوری اسعد بن یزید مسروق علقمہ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود کے تمام شاگرد اور تمام اہل کوفہ چھ زائد تکبیروں کے قائل وعامل تھے (اتحاف السادۃ شرح احیاء العلوم ص۳۹۷ ج۳)فریق ثانی(اہل حدیث)جن احادیث کا سہارا لیتے ھیں انتہائی کمزورھیں چند روایات بطور نمونہ وقارئین کے پیش خدمت ھیں

(۱) ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی کے حوالہ سے صلوۃ الرسول ص۴۱۱ پر وعن کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے حدیث نقل کی ھے جس میں عیدین کی پہلی رکعت میں سات تکبیروں کا اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیروں کا ذکر ھے لیکن یہ روایت انتہائی ضعیف ھے اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ راوی ضعیف ھے ابو داؤد نے کہا یہ کذاب ھے امام شافعی نے فرمایا یہ جھوٹ کے ستونوں میں سے ایک ستون ھے ابن حبان نے کہا کہ اس کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی احادیث کا ایک مجموعہ ھے جس کا کتب حدیث میں ذکر کرنا یا اس سے روایت کرنا جائز نہیں مگر بطور تعجب امام نسائی اور امام دار قطنی نے فرمایامتروك الحدیث ھے امام یحیٰ بن معین نے فرمایایہ کوئی چیز نہیں امام احمد بن حنبل نے فرمایا منکرالحدیث لیس بشیء(اتحاف السادۃ ص۳۹۸ ج۳)

(۲) صلوۃ الرسول کے ص۴۱۲ پر بغیر سند کے ایك اور حدیث نقل کی ہوئی ھے جس میں نبی پاك ﷺ،حضرت ابوبکراور حضرت عمرسے عیدین میں بارہ تکبیریں کہنا نقل کیا ھے لیکن اس کی سند میں ابراھیم بن یحیٰ ضعیف ھے امام مالك فرماتے ھیں وہ نہ حدیث میں ثقہ ھے نہ دین میں ،یحیٰ عمیر بن سعید قطان نے فرمایا کذاب یعنی بڑا جھوٹا ھے امام احمد فرماتے ھیں محدثین نے اس سے حدیث لینا چھوڑدیا ھے یحیٰ بن معین نے فرمایا یہ بہت بڑا جھوٹارافضی ھے نیز تقدیر کامنکرتھاامام علی بن مدینی اس کو کذاب کہتے ھیں امام نسائی اور امام دار قطنی اسے متروك کہتے ھیں (میزان الاعتدال ص۵۷و۵۸ ج۱)

(۳) ابوداؤداور ابن ماجہ میں ایك اور روایت ھے حضرت عبد اللہ بن عمروبن العاص سے اس کی سند میں عبداللہ بن عبد الرحمان الطائفی ضعیف ھے

(٤) ابو داؤداور ابن ماجہ میں ھی حضرت عائشہ سے حدیث ھے سند میں ابن لھیعہ ضعیف ھے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرات والا! نماز عید کا طریقہ اور دیگر مسائل علماء کرام عید گاہ میں بتادیتے ہیں...... میں اسی پر اکتفی کرتا ہوں۔

حضرات والا! نماز عید کا طریقہ اور دیگر مسائل علماء کرام عید گاہ میں بتادیتے ہیں...... میں اسی پر اکتفی کرتا ہوں۔

ایک ضروری مسئلہ سن لیں...... عید کا خطبہ سنے بغیر کچھ لوگ اٹھکر چلے جاتے ہیں...... یاد رکھیں...... عید کا خطبہ سننا واجب ہے...... بلکہ ایک روایت میں ہے...... ایک عید سے دوسری عید تک تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں...... اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے...... آمین یارب العالمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(گزشتہ صفحہ کابقیہ حاشیہ ملاحظہ ہوں)(٥) ابن ماجہ میں سعید قرظی سے روایت ہے اس کی سند میں عبد الرحمان بن سعد بن عمار ضعیف ہے نیز شیخ محقق دوراں شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور صاحب مد ظلہ غیر مقلدین سے چند سوالات کیا کرتے تھے جو مندرجہ ذیل افادہ عام کے لیے نقل کیے جاتے ہیں جو سد سکندر کا کام دیتے ہیں ،جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

١) کسی صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثابت کریں کہ بارہ تکبیریں تکبیر تحریمہ اور رکوع کی دو تکبیریں ملاکر ہیں یا اس کے علاوہ ہیں؟

٢) صحیح صریح مرفوع موضوع حدیث سے دو تکبیروں کے درمیان کا وقفہ بتائیں؟

٣) زائد تکبیرات میں ہاتھ چھوڑدیں یا باندہ لیں صحیح صریح مرفوع حدیث دکھائیں؟

٤) اگر مقتدی نماز عید میں اس وقت شامل ہوا جب امام تکبیریں کہہ کر قراۃ شروع کرچکا ہے یا رکوع میں یا قومہ میں یا سجدہ میں یا تشہد میں شامل ہوا تو ہر صورت میں وہ تکبیریں کب کہے؟

٥) اگر امام تکبیریں کہنا بھول گیا تو وہ تکبیریں یاد آنے پر کب کہے یا سجدہ سہو کرے؟اور اگر بارہ تکبیریں بھولا ہے تو کتنے سجدے سہو کرے؟

فضائل دعاء

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہ، مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْلِیْ وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ...... صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ......

تمہید:

قابل صد اعزاز و تکریم......واجب الاحترام...... بزرگو دوستو......اور بھائیو! رمضان المبارک کی اہم عبادت میں سے ایک عبادت دعا ہے...... اس لئے جس آیت کریمہ کا میں نے سہارا لیا ہے...... یہ آیت مبارکہ قرآن کریم میں احکام رمضان کے درمیان واقع ہے......تا کہ بندہ جہاں اور بہت سی عبادات کرتا ہے......وہاں دعا بھی ایک اہم عبادت ہے...... جو ہر عبادت کا نچوڑ اور خلاصہ ومغز دعا ہے...... نبی کریم ﷺ کا مقدس ارشاد ہے...... کہ دعا عبادت کا مغز ہے......یعنی جس عبادت کے بعد دعا نہیں ......گویا آپ نے وہ عبادت بغیر نتیجہ حاصل کر کے ترک کر دی۔

حضرات محترم! اس آیت کے شان نزول میں کئی واقعات کتب احادیث وتفاسیر میں درج ہیں......جن میں ایک یہ بھی ہے......کہ کچھ صحابہ کرام نے سوال کیا...... کہ اللہ

کے رسول ﷺ ہمارا مالک ہمارا پروردگار ہمارا رب کہاں ہے...... ہم اسے کیسے پکاریں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری۔

ایک روایت ابن عساکر نے سیدنا علی المرتضی کے حوالہ سے نقل کی ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... دعاؤں میں کمی نہ کیا کرو...... خوب دعائیں مانگا کرو...... پھر اللہ کے محبوب نبی ﷺ نے یہ آیت مذکورہ پڑھی...... ابن عباس کی روایت ہے...... کہ یہود مدینہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا...... کہ ہمارا رب تو عرش پر ہے...... عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے...... ہر آسمان کا دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے...... تو پھر اپنے رب کو کیسے پکاریں...... وہ ہماری پکار کیسے سنے گا...... اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی...... وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد...... کہ میں تو تمہاری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں...... ہر وقت ہر لحہ ہر آن جب بھی کوئی پکارنے والا پکارتا ہے...... اس کی پکار کو سنتا ہوں...... اور قبول کرتا ہوں...... بشرطیکہ قبولیت دعا کے جو آداب واحکام ہیں...... ان کو پورا کیا جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے...... کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر دعا قبول کرتا ہے...... لہذا گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کیا کرو...... اور دعا میں جلدی نہ مچایا کرو...... صحابہ کرام نے عرض کی جلدی مچانا کیا ہے...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... کہ دعا کی قبولیت میں جلدی چاہی اور اللہ کا شکوہ کیا...... کہ میں نے دعا مانگی اور تو نے قبول نہیں کی...... اس لئے پھر دعا مانگنا چھوڑ دی۔

حضرات محترم! یہ کتنی نالائقی ہے...... کہ بندہ اپنے رب سے اس غصے سے مانگنا چھوڑ دے...... کہ میری دعا کیوں قبول نہیں ہوئی...... اس میں اللہ کی شان جلالت میں کیا فرق آئے گا...... اپنا ہی کچھ گنوائے گا۔

حضرات والا! بچہ بعض دفعہ اپنے جذبات سے بہت کچھ مانگتا ہے...... مگر والدین

ہی بہتر سمجھتے ہیں...... کہ بچے کو کتنے پیسے دینے چاہیں......اور کتنے پر اس کا گزارہ ہو سکتا ہے...... اور بعض دفعہ بچہ کی خواہش کو پورا کرنا نقصان دہ ہوتا ہے...... مگر بچہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہوتا......اللہ تعالیٰ تو والدین سے بھی زیادہ شفیق ہیں...... یادرکھو......دعا کسی حالت میں رد نہیں ہوتی...... بشرطیکہ مانگنے کا سلیقہ آتا ہو......یا تو وہ دعا قبول ہوتی ہے...... یا اس سے بہتر اللہ عطا کرتے ہیں...... یا اس کے بدلے جنت میں جو ملے گا......وہ سب سے افضل و برتر ہوگا۔

سیدنا جابر کی ایک روایت تفسیر مظہری میں سب سے عجیب ہے...... کہ اللہ کا کوئی گنہگار مجرم نافرمان اگر دعا کرے......تو اللہ تعالیٰ جلدی قبول کرتے ہیں......اللہ کو یہ پسند نہیں...... کہ اس کا تعلق اللہ سے رہے......اس لئے اس کی دعا کو قبول کر لیتے ہیں......اور وہ بندہ یادحق تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے......اور جب کوئی مقرب الٰہی اور محبوب بندہ اللہ کے حضور رو کر گڑ گڑا کر دعا کرتا ہے......تو اللہ تعالیٰ کو اس کی آواز اس کا انداز اس کا سوز وگداز بہت پسند آتا ہے...... پھر اللہ اس کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کرتے ہیں......تا کہ میرا بندہ خوب روئے تڑپے مانگے ......آخر اس محبوب بندے کی دعا قبول ہو ہی جاتی ہے......

ترمذی اور ابوداؤد میں سیدنا سلمان سے روایت ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا......اے لوگو تمہارا پروردگار بہت حیاوالا ہے...... بڑے فضل وکرم والا ہے...... جب کوئی بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے......تو اس مالک کو شرم آتی ہے...... کہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹائے......پھر اللہ ضرور بالضرور اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔

سامعین محترم یہ پھر یادرکھیئے...... کہ دعا صرف پڑھنی ہی نہیں ...... بلکہ پورے عجز ونیاز تواضع منکسر المزاجی اور اخلاص للہیت سے سائل بن کر عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی اداؤں سے اپنی زبان سے اپنے بیان سے اپنے لہجہ سے رو کر...... اگر رونا نہ آئے......تو رونے کی شکل بنا کر اس نیت سے دعا کرے...... کہ میرا رب سخی داتا ہے......

ہر حال میں قبول کرتا ہے ......اور سنتا ہے...... آج ہم لوگ دعا مانگتے نہیں...... صرف الفاظ پڑھ کر منہ پر ہاتھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

......یہ ایک حقیقت ہے کہ......

سائل کو گلہ ہے کہ میرا مدعا ملتا نہیں
دینے والا دے کیسے دست دعا ملتا نہیں

حضرات محترم! اب میں پہلے آداب دعا بیاں کرتا ہوں...... پھر ان لوگوں کا ذکر جن کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں...... پھر ان اوقات ومقامات کا ذکر جن میں دعا قبول ہوتی ہے...... اس کے بعد قرآنی دعائیں پھر نبوی دعائیں اور آخر میں اردو عام زبان میں دعا ہوگی...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی بارگاہ سے مانگنے کا قرینہ وسلیقہ نصیب کرے...... (آمین ثم آمین)

حضرات محترم! آپ سب حضرات اپنی دعاؤں میں اس سیاہ کار کو بھی شامل رکھیں...... میرے مدرسہ کی ترقی میری جماعت مجلس علماء کے عروج کے لئے بھی دعا کریں......اور بالخصوص میری اولاد چار بچیوں اور تین بیٹے حافظ محمد احمد ندیم سعد اللہ ندیم اسعد اللہ ندیم کو اللہ تعالیٰ اپنے دین متین کی عالی محنت کے لئے قبول کرے......ان کو عالم باعمل حافظ قاری مجاہد فی سبیل اللہ مخلص معلم تبلیغ بنائے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لئے چن لے (آمین ثم آمین)

دعا و آداب دعا:

حضور ﷺ نے فرمایا...... جس شخص کے لئے دعا کے دروازے کھول دیئے

گئے.....اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

حلال کما کر دعا کرنا...... حلال کھا کر دعا کرنا...... اخلاص کے ساتھ دعا کرنا...... اپنے کسی نیک کام کا نام لیکر دعا کرنا...... پاک وصاف ہو کر دعا کرنا...... باوضو ہو کر دعا کرنا ......قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا......دوزانو بیٹھ کر دعا کرنا......دعا کے اول وآخر میں اللہ کی حمد وثنا پڑھ کر دعا کرنا...... اول آخر درود پڑھ کر دعا کرنا......دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھا کر دعا کرنا...... ادب اور تواضع سے بیٹھ کر دعا کرنا......اپنی محتاجی اور عاجزی کو بیان کر کے دعا کرنا...... اللہ پاک کے اسماء الحسنٰی پڑھ کر دعا کرنا...... اللہ کی صفات عالیہ یاد کر کے دعا کرنا...... دعا کرتے وقت انبیاء علیہم السلام کے توسل سے دعا کرنا......مقبول اور صالح لوگوں کے توسل سے دعا کرنا......آواز پست کر کے دعا کرنا......منقولہ مسنون دعاؤں سے دعا کرنا...... اپنی دینی حاجات کے لئے دعا کرنا...... اپنی دنیاوی حاجات کے لئے دعا کرنا...... پہلے اپنے لئے دعا کرنا ......پھر والدین کے لئے دعا کرنا ......دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرنا......حالت امامت میں شرکاء جماعت کیلئے دعا کرنا...... عزم کے ساتھ دعا کرنا...... رغبت اور شوق کے ساتھ دعا کرنا......حضور قلب کے ساتھ دعا کرنا......تکرار کر کے دعا کرنا......الحاح واصرار کر کے دعا کرنا......کسی بھی گناہ کے لئے دعا نہ کرنا......قطع رحمی کی دعا نہ کرنا......کسی محال چیز کی دعا نہ کرنا......رحمت خدا کو صرف اپنے لئے مخصوص کر کے دعا نہ کرنا......اپنی سب حاجات اللہ سے طلب کر کے دعا کرنا...... مخلوق پر بھروسہ نہ کر کے دعا کرنا ......اختتام پر آمین کہنا......مقبولیت دعا میں جلدی نہ کرنا......دعا کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنا۔

مقبولیت والے لوگ:

حضرات محترم! وہ لوگ جن کی دعا قبول ہوتی ہے......مصیبت زدہ کی دعا قبول

ہوتی ہے..... مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے..... مظلوم اگر فاسق فاجر ہو..... تو اس کی بھی دعا قبول ہوتی ہے..... والد کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے..... والدہ کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے..... عادل بادشاہ کی دعا قبول ہوتی ہے..... فرمانبردار اولاد کی دعا والدین کے حق میں قبول ہوتی ہے..... مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے..... روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے..... مسلمان کی غائبانہ دعا دوسرے مسلمان کے حق میں قبول ہوتی ہے..... حجاج کرام کی دعا قبول ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کے اوقات ومقامات:

حضرات محترم! رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے..... یوم عرفہ کی دعا قبول ہوتی ہے..... عیدین کی راتوں کو دعا قبول ہوتی ہے..... رمضان المبارک میں ہر وقت دعا قبول ہوتی ہے..... شب جمعہ میں دعا قبول ہوتی ہے ..... شب برات میں دعا قبول ہوتی ہے..... ہر رات میں دعا قبول ہوتی ہے..... رات کی آخری تہائی میں دعا قبول ہوتی ہے..... آدھی رات کو دعا قبول ہوتی ہے..... امام کا خطبہ شروع کرنے سے فراغت نماز تک دعا قبول ہوتی ہے..... خطیب کی دعاؤں پر آمین کہنے سے دعا قبول ہوتی ہے..... عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کے وقت میں دعا قبول ہوتی ہے ..... اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے..... مجلس ذکر میں دعا قبول ہوتی ہے..... اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے..... جہاد میں صف بندی کے وقت دعا قبول ہوتی ہے..... فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے..... تلاوت قرآن کے بعد دعا قبول ہوتی ہے..... تلاوت قرآن کے بعد دعا قبول ہوتی ہے..... اختتام قرآن کے موقع پر دعا قبول ہوتی ہے..... آب زم زم پیتے وقت دعا قبول ہوتی ہے..... جو شخص نزع کی حالت میں ہو..... اس کے قریب بیٹھ کر دعا مانگنے سے دعا قبول ہوتی ہے..... مرغ کی

آواز کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... مسلمانوں کے اجتماع کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... امام کے وَلَاالضَّالِیْنَ کہنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... اقامت نماز کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... بارش کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان والی جگہ میں دعا قبول ہوتی ہے...... میزاب رحمت کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے...... بیت اللہ کے اندر دعا قبول ہوتی ہے...... چاہ زم زم کے پاس دعا قبول ہوتی ہے...... صفاء اور مروہ پر سعی کرنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے...... مقام ابراہیم پر دعا قبول ہوتی ہے...... عرفات مزدلفہ اور منیٰ میں دعا قبول ہوتی ہے...... تینوں جمرات کے پاس دعا قبول ہوتی ہے...... حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

اردو میں دعا:

حضرات محترم ہر آدمی کو عربی کی دعائیں یاد نہیں ہوتیں ......اور نہ ہی اتنی صلاحیت ہوتی ہے...... کہ ہر آدمی یاد کر سکے...... اس لئے اب ایک دعا اردو میں پڑھی جارہی ہے...... تاکہ ہر قاری اس کو دیکھ کر ہی پڑھ لیا کرے...... دعا کے اول درود شریف پڑھ کر پھر اللہ کی تعریف وتوصیف کرے......اور اس کے اسماء الحسنیٰ سے اسے پکارے...... پھر نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر تحفہ درود بھیجے...... پھر اپنی مرادیں التجائیں دعائیں درخواستیں پیش کرے...... دعا کا خاتمہ پھر اللہ کی تعریف اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ کر کرے......اور آخر میں آمین اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین یَااَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ یَااَللّٰهُ یا رَحِیْمُ یَااَللّٰهُ یَامَالِكُ یَااَللّٰه یَاقُدُّوْسُ یَااَللّٰهُ یَاسَلَامُ یَااَللّٰهُ یَامُؤْمِنُ

يَا اللّٰهُ يَا مُهَيْمِنُ يَا اللّٰهُ يَا عَزِيْزُ يَا اللّٰهُ يَا جَبَّارُ يَا اللّٰهُ يَا غَفَّارُ يَا اللّٰهُ يَا قَهَّارُ يَا اللّٰهُ يَا سَتَّارُ يَا اللّٰهُ يَا خَالِقُ يَا اللّٰهُ يَا مَالِكُ يَا اللّٰهُ يَا قَادِرُ يَا اللّٰهُ يَا قَدِيْرُ يَا اللّٰهُ يَا مُقْتَدِرُ يَا اللّٰهُ يَا رَزَّاقُ يَا اللّٰهُ يَا فَتَّاحُ يَا اللّٰهُ يَا وَهَّابُ يَا اللّٰهُ يَا بَاسِطُ يَا اللّٰهُ يَا قَابِضُ يَا اللّٰهُ يَا رَافِعُ يَا اللّٰهُ يَا خَافِضُ يَا اللّٰهُ يَا رَازِقُ يَا اللّٰهُ يَا مُعِزُّ يَا اللّٰهُ يَا مُذِلُّ يَا اللّٰهُ يَا عَلِيْمُ يَا اللّٰهُ يَا حَكِيْمُ يَا اللّٰهُ يَا عَظِيْمُ يَا اللّٰهُ يَا قَدِيْمُ يَا اللّٰهُ يَا بَصِيْرُ يَا اللّٰهُ يَا سَمِيْعُ يَا اللّٰهُ يَا لَطِيْفُ يَا اللّٰهُ يَا كَبِيْرُ يَا اللّٰهُ يَا خَبِيْرُ يَا اللّٰهُ يَا حَفِيْظُ يَا اللّٰهُ يَا مُقِيْتُ يَا اللّٰهُ يَا حَسِيْبُ يَا اللّٰهُ يَا جَلِيْلُ يَا اللّٰهُ يَا كَرِيْمُ يَا اللّٰهُ يَا رَقِيْبُ يَا اللّٰهُ يَا مُجِيْبُ يَا اللّٰهُ يَا مَجِيْدُ يَا اللّٰهُ يَا حَمِيْدُ يَا اللّٰهُ يَا مُبْدِئُ يَا اللّٰهُ يَا مُعِيْدُ يَا اللّٰهُ يَا اَحَدُ يَا اللّٰهُ يَا صَمَدُ يَا اللّٰهُ يَا وَاحِدُ يَا اللّٰهُ يَا مَاجِدُ يَا اللّٰهُ يَا وَاجِدُ يَا اللّٰهُ يَا حَیُّ يَا اللّٰهُ يَا قَيُّوْمُ يَا اللّٰهُ يَا غَفُوْرُ يَا اللّٰهُ يَا صَبُوْرُ يَا اللّٰهُ يَا شَكُوْرُ يَا اللّٰهُ يَا رَشِيْدُ يَا اللّٰهُ يَا وَحِيْدُ يَا اللّٰهُ يَا اَوَّلُ يَا اللّٰهُ يَا آخِرُ يَا اللّٰهُ يَا ظَاهِرُ يَا اللّٰهُ يَا بَاطِنُ يَا اللّٰهُ يَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ يَا اللّٰهُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اللّٰهُ يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ يَا اللّٰهُ یاذو الجلال والکرام۔

- یا اللہ......تو رحمٰن ہے......ہم سب پر اپنی مہربانی کا معاملہ فرما
- یا اللہ......تو رحیم ہے......ہم سب پر رحمت فرما
- یا اللہ......تو کریم ہے......ہم سب پر اپنا کرم فرما
- یا اللہ......تو سلام ہے......ہمیں امن وسلامتی عطا فرما
- یا اللہ......تو غفار الذنوب ہے......ہمارے گناہوں کو معاف فرما
- یا اللہ......تو ستار العیوب ہے......ہمارے عیوب پر پردے فرما
- یا اللہ......تو جبار وقہار ہے......ہمارے ساتھ سختی نہ کرنا
- یا اللہ......تو رزاق ہے......تو ہمارے لیے رزق کے دروازے کھول دے
- یا اللہ......تو فتاح ہے......ہمارے لئے فتح ونصرت کے دروازے کھول دے

- یا اللہ......تو علیم ہے......ہمیں علم نافع عطا فرما
- یا اللہ......تو حکیم ہے......ہمیں حکمت و دانائی سے سرفراز فرما
- یا اللہ......تو لطیف ہے......ہمارے ساتھ لطف کا معاملہ فرما
- یا اللہ......تو عزیز اور معز ہے......ہمیں عزت نصیب فرما
- یا اللہ......تو مذل ہے......ہمیں ذلت سے محفوظ فرما
- یا اللہ......تو حفیظ ہے......ہماری حفاظت فرما ہماری جانو ں کی حفاظت فرما ......ہمارے مالوں کی حفاظت فرما......ہماری اولادوں کی حفاظت فرما......ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرما۔
- یا اللہ......تو حافظ و ناصر ہے......تو حفیظ و نصیر ہے......ہمارے مدارس کی حفاظت فرما......ہمارے مکاتب کی حفاظت فرما......ہماری مساجد کی حفاظت فرما۔
- یا اللہ......ہمارے طلباء کی حفاظت فرما۔
- یا اللہ......تو ہمارے معاونین کی حفاظت فرما۔
- یا اللہ......تو سمیع ہے......ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما۔
- یا اللہ......تو رقیب ہے......ہمارے مکاتب ہمارے مراکز تبلیغ اور ہمارے معسکروں کی حفاظت فرما۔
- یا اللہ......تو مجیب ہے......ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔
- یا اللہ......تو ودود ہے......ہمارے دلوں میں آپس کا پیار و محبت پیدا فرما۔
- یا اللہ......تو قوی ہے......ہمیں قوت ایمانی نصیب فرما۔
- یا اللہ......تو ہادی ہے......ہمیں ہدایت عطا فرما۔
- یا اللہ......ہم فقیر ہیں......تو غنی ہے ہمارے خالی دامن بھر دے۔
- یا اللہ......ہم عاجز ہیں......تو قادر ہے ہمیں کفر پر قدرت و غلبہ نصیب کر۔

- یااللہ.....تو عفوو در گزر کرنے والا ہے..... اور اسے تو پسند کرتا ہے.....لہذا ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرمادے۔
- یااللہ.....تو حل المشکلات ہے..... ہماری مشکلوں کو حل کردے۔
- یااللہ.....تو قاضی الحاجات ہے..... ہماری ضرورتوں کو پورا فرمادے۔
- یااللہ.....تو ہمیں دین اسلام پر استقامت کی توفیق دے..... ہماری نسلوں کو دین دے ہماری شکلوں میں دین دے..... ہمارے عملوں میں دین عطا کردے۔
- یااللہ.....ہم سے راضی ہو.....ہمیں شیاطین کے شر سے بچا حاسدوں کے حسد سے بچا.....ہمیں ظالموں کے ظلم سے بچا۔
- یااللہ.....تو دنیا اور آخرت کی زندگی میں صراط مستقیم نصیب کر۔
- یااللہ.....تو ہم سے راضی ہو.....ہمیں اپنی رضا نصیب کر۔
- یااللہ.....مہر کر قہر نہ کر چھوڑ دے پکڑ نہ کر بخشش دے حساب نہ لے۔
- یااللہ.....گناہ بھاری ہیں.....اتار دے منہ سیاہ ہیں.....صاف کردے۔
- یااللہ.....تو روز محشر ذلت ورسوائی سے بچانا.....میدان محشر میں رحمت للعلمین ﷺ کے سامنے شرمساری سے بچانا۔
- یااللہ اپنا قرب نصیب کر اپنی رضا نصیب کر.....اپنا نام نصیب کر.....اپنا ذکر نصیب کر.....اپنا شکر نصیب کر..... ہر وہ کام کریں.....جس پر تو عرش پر راضی ہو.....اور تیرا محبوب ﷺ فرش پر راضی ہو۔
- یااللہ.....اسلام کا بول بالا کر کفر کا منہ کالا کر ہم سب کو اپنے دین متین کا متوالا کر۔
- یااللہ..... مسلم قوم کو خواب غفلت سے بیدار کردے جہاد کے لئے تیار کردے۔
- یااللہ.....ہم سب کو دعوت و تبلیغ کے اہم مشن کے لئے قبول کرلے۔

❁ یااللہ...... ہمیں ہمارے مال ہماری اولادیں ہماری جانیں سب کچھ دین کی عالی محنت کے لئے قبول کر اور دین کی سربلندی کا ہمیں ذریعہ بنا اور دین کی محنت کرنے والوں کی حفاظت کر

❁ یااللہ...... قبر کے اندھیرے سے قبر کی وحشت سے قبر کی تنہائی سے قبر کی گرفت سے قبر کے عذاب سے قبر کے فتنے سے ہم سب کی حفاظت فرما۔

❁ یااللہ...... منکر نکیر کے سوالات سے ہماری معاونت فرما۔

❁ یااللہ...... عذاب سکرات سے محفوظ رکھ سکرات کی تلخی سے بچا...... موت کے وقت ایمان کی سعادت نصیب فرما۔

❁ یااللہ...... یوم محشر نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا کرنا محشر کی سخت گرمی سے بچانا...... آقائے نامدار ﷺ کی شفاعت نصیب کرنا آقا ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا پانی نصیب کرنا۔

❁ یااللہ...... پل صراط سے گزرنا آسان کرنا جنت کا داخلہ نصیب کرنا۔

❁ یااللہ...... جنت کی تمام نعمتیں لذتیں عطا فرمانا۔

❁ یااللہ...... جنت میں اپنا اور اپنے محبوب ﷺ کے دیدار سے مالا مال فرمانا اپنے محبوب ﷺ کی معیت نصیب فرمانا۔

❁ یااللہ...... ہمیں رزق حلال صدق مقال نصیب فرما۔

❁ یااللہ...... ہمیں جنت کا اعلیٰ مقام جنت الفردوس نصیب فرمانا۔

❁ یااللہ...... ہمیں ہر عمل میں اخلاص نصیب فرما۔

❁ یااللہ...... ہمارے صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ یاد گناہ بھولے ہوئے گناہ جو درختوں کے پتوں سے زیادہ ہیں...... سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہیں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں...... ہمارے پیارے اللہ ہمارے گناہوں کی کوئی حد و انتہاء نہیں...... از سر تا پا گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں...... گھرے ہوئے ہیں...... مگر میرے مولا

تیری رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے...... تیری رحمت کا واسطہ...... تیرے کرم کا واسطہ تیرے فضل کا واسطہ درگذر فرما معاف فرما۔

یا اللہ...... ہماری گناہوں سے توبہ ہے...... شرک سے توبہ ہے...... ماں باپ کی نافرمانی سے توبہ ہے...... کفر سے توبہ ہے...... چوری سے توبہ ہے زنا سے توبہ ہے...... ہر برائی اور ہر برے عمل سے توبہ ہے...... ہمیں معاف فرما اور ان برائیوں سے محفوظ فرما۔

یا اللہ...... ہمیں معاف کر ہمارے ماں باپ کو معاف کر ہمارے اساتذہ کو معاف کر...... ہمارے مشائخ اور بزرگوں کو معاف کر...... ہمارے بہن بھائیوں کو معاف کر...... ہمارے دوستوں کو معاف کر...... ہمارے ساتھ دینی کام کرنے والوں کو ہماری معاونت کرنے والوں کو معاف کر۔

یا اللہ...... جن لوگوں نے ہمیں دین پڑھایا ہے ...... سکھایا ہے ...... سمجھایا ہے...... بتایا ہے...... ہم تک پہنچایا ہے...... دین کی محنت میں مشقتیں برداشت کی ہیں...... صدمے سہے ہیں ...... مصائب جھیلے ہیں...... یا ہمیں دین پڑھانے کی معاونت کی ہے...... سب کو جزائے خیر دے۔

یا اللہ...... ہمیں تمام گناہوں سے محفوظ رکھ...... کینہ بغض، حسد، ریا، ظلم، جہل، کفر، نفاق، انشقاق، افتراق، اختلاف، جدائی، بد دیانتی، بد نیتی، بے دینی، جبر و تشدد اور تمام رزائل قبیحہ سے محفوظ فرما۔

یا اللہ...... ہمیں بزرگوں کی عزت کی توفیق دے...... اہل اللہ کی عظمت کی توفیق دے...... مہمانوں کی ضیافت کی توفیق دے...... بچوں پر شفقت کی توفیق دے...... ہمیں اچھے اخلاق اخلاص سمیت نصیب فرما...... ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔

یا اللہ...... ہمیں قرض سے مرض سے تنگ دستی و افلاس سے محفوظ فرما۔

یا اللہ...... ہماری اولادوں کے نصیبے اچھے بنا...... ان کو دین اسلام کے لئے

پسند فرما...... ہدایت ان کا مقدر بنا...... ہمارے بچوں اور بچیوں کے کا مقدر اور مستقبل بہتر بنا۔

❁ یا اللہ...... ہمیں آپس میں حسن سلوک نصیب کر...... محبت عطا کر...... مودت عنایت کر...... ہمیں آپس میں پیار دے...... انکار نہ دے...... محبت دے...... عداوت نہ دے...... اتفاق دے...... نفاق نہ دے...... خیر دے...... شر نہ دے۔

❁ یا اللہ...... ہمارے گھروں کو...... ہماری اولادوں کو...... ہمارے رشتہ داروں کو اور ہر کلمہ گو مسلمان کو آفات سے بلیات سے فتنوں سے جنات سے ظاہری و باطنی شرور و حسد سے محفوظ رکھ۔

❁ یا اللہ...... ہمارے گھروں میں اعمال صالحہ جاری فرما...... نماز کی توفیق بخش قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق دے...... آپس میں محبت دے۔

❁ یا اللہ...... ہمیں چین اطمینان اور سکون والی زندگی نصیب کر۔

❁ یا اللہ...... امت مسلمہ کو باہمی اتحاد اتفاق نصیب فرما...... امن چین اور سکھ نصیب فرما...... مسلمانوں کو ملکر کفر کے مقابلہ کی توفیق عطا فرما۔

❁ یا اللہ...... تیرے پیارے محبوب ﷺ کی محبوب امت کفر و نفاق کے ظلم و ستم والے شکنجے میں قید ہے...... اس کو رہائی عطا کر۔

❁ یا اللہ...... پورا کفر نفاق ہندو سکھ یہود ہنود مجوس سب الکفر ملة واحده کا سماں بن کر مسلمانوں کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں...... یا اللہ ان میں اگر کوئی قابل اصلاح اور لائق ہدایت ہے...... تو ہدایت نصیب کر...... ورنہ ان تمام بے دینوں کو چن چن کر تباہ کر...... برباد کر...... صفحہ ہستی سے ان کے نشان مٹا دے۔

❁ یا اللہ...... مسلمانوں کو ہدایت عطا کر...... ان کی مدد کر...... ان کی دستگیری کر۔

❁ یا اللہ...... مسلمان جہاں جہاں کفر کے مقابلہ میں مصروف جہاد ہیں...... ان کی

دستگیری فرما...... معاونت فرما مدد فرما۔

- یا اللہ...... امت مسلمہ کو ایک کر نیک کر۔
- یا اللہ...... امت مسلمہ کو دین و دنیا کی عزت دے...... عظمت دے۔
- یا اللہ...... جو بیمار ہیں...... روحانی مریض ہیں...... یا جسمانی ظاہری مریض ہیں...... یا باطنی ہسپتالوں میں ہیں...... یا گھروں میں سب کو صحت کاملہ اور شفاء عاجلہ نصیب فرما۔
- یا اللہ...... بچھڑوں کو ملا دے...... اجڑوں کو بسا دے...... بگڑوں کو بنا دے۔
- یا اللہ...... ہر مسلمان کی ہر نیک آرزو آس امید اور تمنا پوری کر دے۔
- یا اللہ...... بے گھروں کو گھر دے...... بے زروں کو زر دے...... بے دروں کو در دے...... سب کو اپنی رحمت سے بھر دے۔
- یا اللہ...... سب کی نیک آرزؤں کو بار آور فرما۔
- یا اللہ...... جو اب تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں...... میرے خالق تیرے خزانے میں کیا کمی ہے...... ہم تیرے محتاج ہیں...... تو تو کسی کا محتاج نہیں...... ان کی جھولیوں کو بھر دے...... نیک صالح نرینہ اولاد عطا کر دے۔
- یا اللہ...... ہمارے وطن عزیز پاکستان کی حفاظت فرما...... اس کو اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ فرما...... اس کے ایک ایک چپہ کی حفاظت کر۔
- یا اللہ...... اس وطن کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا۔
- یا اللہ...... جو مسلمان بلاوجہ قید و بند کی...... سلاخوں میں ہیں...... ان کو رہائی نصیب کر۔
- یا اللہ...... جو مسلمان دنیا سے رخصت ہو چکے...... ان کی مغفرت کر بالخصوص جو دین اسلام کی سر بلندی کے لئے مختلف دینی تحریکوں میں جام شہادت حاصل کر چکے

ہیں...... ان تمام کے درجات بلند فرما۔

- یااللہ...... اس مملکت کو اسلامی قوانین اور خلافت راشدہ کا نظام نصیب فرما۔
- یااللہ...... اس مملکت کے حکمرانوں کو دینی حمیت وغیرت عطا کر...... اور اگر وہ اس قابل نہیں...... تو ان کی جگہ نیک صالح باکردار ارباب اقتدار عطا کر۔
- یااللہ...... جن کے بچے اور بچیاں جوان ہیں...... اور وہ رشتوں کے معاملہ میں پریشان ہیں...... ان کو دین و دنیا کے لحاظ سے اچھے رشتے عطا کر۔
- یااللہ...... یہ رمضان المبارک رحمتوں برکتوں راحتوں بزرگی اور فضیلت کا مہینہ ہے...... تیرے لطف وعطا کا مہینہ ہے...... اس میں ہمیں محروم نہ کر...... ہمیں اپنا بنالے پسند فرمالے...... اپنے محبوب ﷺ کا محبوب امتی بنالے...... شریعت کا پابند بنادے...... ہر خیر اور نیکی جو تیرے محبوب نے تجھ سے مانگی...... وہ ہمارا نصیب اور حصہ بنادے۔
- یااللہ...... ہر شر اور برائی جس سے تیرے محبوب نے تجھ سے پناہ مانگی...... ہم سب کو محفوظ فرمادے۔
- یااللہ...... اس ماہ مبارک کی تمام برکات کرامات رحمتیں اور عزتیں ہمیں نصیب کر لیلۃ القدر کی فضیلتیں نصیب کر اعتکاف کی نعمتیں نصیب کر۔
- یااللہ...... اس بابرکت مہینہ میں ہم سے کسی کو محروم نہ کر۔
- یااللہ...... ہمیں اغیار کی رسومات سے بچا...... اور شکل و عمل میں متبع رسول ﷺ بنا
- یااللہ...... ہمیں پاکیزہ ماحول نصیب کر...... ہر برے ماحول سے محفوظ کر...... کفر و بدعات شرک و بے دینی الحاد و زندیقیت کے ماحول سے بچا۔
- یااللہ...... ہماری نئی نسل کو مردوں کو عورتوں کو بچوں کو جوانوں اور بوڑھوں کو تمام غلط ماحول سے نجات عطا کر۔
- یااللہ...... ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل، کی تمام لعنتوں سے ہمیں پاک رکھ۔

❁ یااللہ...... ہمارے بچوں کو حسنین کا بچپنا دے۔

❁ یااللہ...... ہمارے جوانوں کو خالد بن ولید طارق بن زیاد محمد بن قاسم کی جوانی دے۔

❁ یااللہ...... ہمارے بوڑھوں کو ابوقحافہ کی قوت ایمانی دے۔

❁ یااللہ...... ہماری ماؤں کو اماں خدیجہ کی خدمت اسلام کا جذبہ دے...... اماں ہاجرہ کا ایثار دے...... اماں مریم کی پاک دامنی دے...... اماں عائشہ کا علم دے...... تمام امہات المومنین کے نقش قدم پر چلنے والا بنا۔

❁ یااللہ...... ہماری بہنوں کو سیدہ شیما اور رسول اللہ ﷺ والا جذبہ اخوت دے۔

❁ یااللہ...... ہماری بیٹیوں کو سیدہ زینب رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ جیسا جذبہ ایمانی عطا فرما۔

❁ یااللہ...... ہماری گھر کی عورتوں کو ازواج نبی ﷺ کا سچا پیروکار بنا۔

❁ یااللہ...... ہم سب پر رحم کا معاملہ فرما...... کرم کا معاملہ فرما...... فضل کا معاملہ فرما۔

❁ یااللہ...... ہر خیر اور بھلائی اور نیکی ہمیں نصیب کر...... ہر شر سے ہمیں بچا۔

❁ یااللہ...... ایسی زندگی دے...... ایک ہاتھ میں قرآن ہو...... دوسرے میں تیرے نبی ﷺ کا فرمان ہو...... دل میں صحابہ اہل بیت کی قدر روشان ہو...... وقت موت یہ سامان ہو...... نکلتی جان ہو...... ہماری زبان ہو...... تیرا قرآن ہو...... تیرے محبوب ﷺ کے روضہ کی طرف دھیان ہو۔

❁ یااللہ...... جب وقت موت قریب ہو...... نقشہ عجیب ہو...... سامنے روضہ حبیب ہو...... زبان پر کلمہ طیب نصیب ہو۔

افضل الذکر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین آمین برحمتك یاارحم الراحمین

عقیدہ توحید

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَم......O بِرِسَالَۃ مَنِ اخْتَصَّہ، مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمْ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ...... O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ......اَللّٰہُ الصَّمَدُ......لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ......وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ...... (۱)صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ...... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ...... وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ......

اشعار:

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

---

(۱) قرآن مجید، مطبوعہ تاج کمپنی ص۸۱ ۵ سورۃ الاخلاص پارہ ۳۰ رکوع ۲۷

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی
میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
ہو جس پر عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعظیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہو بندوں میں اسے تقسیم نہ کر



مسلم کے دل میں یارب وہ پر اثر دعا دے
جو کفر کو مٹا دے توحید کو جلا دے
پھر زلزلہ فگن ہوں تکبیر کی صدائیں
مغرب کی وادیوں کو اک بار پھر ہلادے
توحید کا گلستاں برباد ہوچکا ہے
پھر رشک باغ رضواں یارب اسے بنادے
اس نور کی تڑپ سے مسلم کے دل کو گرما
جو قلب پرسکوں کو درد آشنا بنادے
لو میں مؤذنوں کی وہ لطف ہو ودیعت
جو برہمن کے دل سے ناقوس کو بھلا دے
سارے جہاں میں گونجیں تکبیر کی آوازیں
ہے التجاء ولی کی وہ دن اسے دکھا دے



اے خدا قسمت مسلم کو درخشاں کردے
پھر انہیں خاک نشینوں کو جہاں باں کردے
ہم ہیں بے زر تو ہمیں ابوذرؓ و سلمان کر دے

ہم کو دولت سے نوازا ہے تو سخی عثمانؓ کردے

ہم میں پہلی سی وہ شوکت تو نہیں ہے لیکن
تو اگر چاہے تو ہر موج کو طوفان کردے

تو وہ قادر ہے کہ پتھر کو کر دکھا لعل وگہر
اور کانٹوں کو جو چاہے تو گلستان کردے

تو اگر چاہے تو نمرود ہو مچھر کی غذا
اور ابابیل کو کعبہ کا نگہبان کردے

ہو ترا قہر تو فرعون ہو غرق دریا
تیری رحمت ہو تو محکوم کو سلطاں کردے

پھر مسلماں کو جسے تونے دیا ہے قرآن
صاحب علم وعمل و صاحب ایماں کردے

ہم میں ظرف کردار نہیں ہے لیکن
تو وہ مالک ہے کہ ذرے کو بیاباں کردے

دل تڑپتا ہے مدینے کی زیارت کیلئے
روضہ پاک کا یارب کوئی تو ساماں کردے



خدا یا کون ہے ثانی تیرا سارے زمانے میں
تو ہی تو واحد بے مثل ہے اس کارخانے میں

تو ہی عالم کا خالق ہے توہی بندوں کا رازق ہے
کمی کیا ہے میرے مولا تیرے عالی خزانے میں

توشاہوں کو گدا کردے گدا کو بادشاہ کردے

اشارہ تیرا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں
تیری رحمت سے بچھتا ہے زمین پر فرش مخمل کا
ستاروں کے ٹنگے موتی فلک کے شامیانے میں
عزیز اس قادر مطلق کا کس نے بھید پایا ہے
بشر بے دم ہوجاتا ہے دم کے آنے جانے میں



الٰہی میں ہوں بس خطا وار تیرا
مجھے بخش دے نام ہے غفار تیرا
الٰہی میں سب چھوڑ کر گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
کہاں جائے جس کا نہیں کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے جو ہو طلب گار تیرا
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا میں ہوں بیمار تیرا
اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے
تجھے غم ہے کیا رب ہے غم خوار تیرا

تمہید:

لائق صد تعظیم وتکریم!

اکابر علمائے کرام!

واجب الاحترام!

برادران اسلام!

قابل قدر بزرگو

دوستو...... بھائیو!

اور میری انتہائی لائق صد تعظیم وتکریم...... اسلامی ماؤں، بہنو، اور بیٹو!

آج کا یہ عظیم الشان اجتماع مدرسہ عربیہ حفصہؓ تعلیم القرآن کے زیر اہتمام انعقاد پذیر ہے...... الحمدللہ دن کو مستورات کا اجتماع ہوا...... جس میں تین خوش نصیب بچیوں کی چادر پوشی کی تقریب ہوئی...... جنہوں نے قرآن مجید حفظ کیا ہے۔

اللہ اس درسگاہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)

بھائی طاہر صاحب اور محترم مہر ریاض صاحب نے اللہ کی توحید اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے حوالے سے اتنا اچھا اور حسین انداز سے اپنا کلام پیش کیا ہے...... کہ میرے ذہن میں جو خاکہ یا مضمون تھا...... یعنی جس حوالے سے میں گفتگو کرنا چاہتا تھا...... آپ یہ یقین جانئے کہ ان کی باتوں کو سننے کے بعد میرا اپنا بھی ذہن اس طرف ہے...... کہ میں صرف اسی حوالے سے...... عقیدہ توحید...... اللہ سے بندے کا تعلق کیا ہونا چاہیے...... اور کیا ہے؟ اس حوالے سے چند باتیں آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اسلام کے بنیادی عقائد:

میرے دوستو! اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں۔

پہلا عقیدہ...... عقیدہ توحید

دوسرا عقیدہ...... عقیدہ رسالت

تیسرا عقیدہ...... عقیدہ قیامت

عقیدہ توحید کیا ہے:

عقیدہ توحید اللہ کی ذات وصفات وعبادات میں کسی کو شریک نہ کرنا......اور اس کی ذات سے متعلق چیزوں پر ایمان رکھنا ہے اور ان کو ماننا......اسے عقیدہ توحید کہتے ہیں۔

عقیدہ رسالت کیا ہے؟

عقیدہ رسالت انبیاء و رسل کو تسلیم کرنا......انکی صفات و کمالات پر ایمان لانا......ان کے معجزات کو تسلیم کرنا......اسے عقیدہ رسالت کہتے ہیں......

عقیدہ قیامت کیا ہے؟

عقیدہ قیامت اس دنیا سے مرنے کے بعد کی زندگی قبر، حشر، میزان اور آخرت کی نجات تک کے تمام مدارج......گویا جن منزلوں سے انسان نے گزرنا ہے ان پر ایمان رکھنا......اس کو عقیدہ قیامت کہتے ہیں......

ان تینوں عقیدوں میں سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ ''عقیدہ توحید'' ہے

تمام انبیاء علیہم السلام کی آمد کا مقصد:

مجھ سے پہلے بزرگوں نے انبیاءؑ کے تمام واقعات آپ کو بتائے ہیں......آدمؑ سے لے کر محبوب تک تمام پیغمبروں کی تشریف آوری کا مقصد......اللہ کی وحدانیت کا اقرار واعلان ہے......ان انبیاءؑ کے صدمات سہنے کا خلاصہ......صرف اللہ کی وحدانیت کا اعلان ہے......

حضرت آدمؑ نے کہا......رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا(۱)

آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں......مقصد صرف اس کی توحید کا اعلان کرنا ہے۔

---

(۱) پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۹

نوحؑ کی کشتی کو طوفان میں چھ مہینے گزر گئے...... یہ سارا چکر اس لئے ہے کہ اللہ کی وحدانیت کا اعلان کیا جائے۔

ابراہیمؑ کو آگ کے پڑ میں ڈالا گیا...... اللہ کی وحدانیت کیلئے۔

حضرت اسمٰعیلؑ چھری کے نیچے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر رہے ہیں۔

حضرت یوسفؑ کنویں کے اندر ڈالے گئے...... صدمات و مصائب برداشت کئے...... صرف اللہ کی وحدانیت کیلئے۔

عقیدہ توحید اتنی اہمیت کی چیز ہے

انبیاء علیہم السلام کے صدمات

انبیاء علیہم السلام کی تکلیفیں

انبیاء علیہم السلام کے مصائب

انبیاء علیہم السلام کی مشکلات

جو ہم اپنے بزرگوں سے پڑھتے اور سنتے ہیں...... یہ سب صرف اس لئے ہے کہ اللہ کی وحدانیت کا نبی اعلان کرے...... اللہ کی وحدانیت کا نبی ﷺ پرچار کرے...... اللہ کی وحدانیت کا تذکرہ کرے...... اللہ کی وحدانیت کا ڈنکا بجائے...... اور ہر پیغمبرؑ کی بعثت کا مقصد ہی عقیدہ توحید تھا...... انبیاءؑ آئے اس لئے تھے...... انبیاءؑ کی تشریف آوری کی وجہ ہی یہی تھی...... آپ پیغمبروں کے کلمہ پر غور کریں! ہر نبیؑ کے کلمہ کا پہلا جز صرف عقیدہ توحید ہے...... اور دوسرے جز میں تبدیلی آئی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... آدَمُ صَفِيُّ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... نُوْحُ نَجِيُّ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......دَاوٗدُ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......یُوْسُفُ صِدِّیْقُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

از آدم تا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم...... تمام انبیاءؑ اور رسول جتنے بھی دنیا میں آئے ہیں...... ان کے کلمہ کا پہلا جز عقیدہ توحید ہے...... اور دوسرا حصہ اس لئے تبدیل ہوتا رہا...... کہ نبیؑ بدلتے رہے...... کائنات کا الہ ایک ہے...... پیغمبر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔

اس لئے کلمہ کا پہلا حصہ توحید کا اظہار تھا...... اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی...... ہر نبی کے بھیجنے کا مقصد ہی اظہار توحید ہے۔

حدیث میں آتا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... قیامت کے دن جو اللہ کے دربار میں پیغمبر اٹھیں گے...... ان میں ایسے بھی پیغمبر ہوں گے

......کہ

ایک نبی ہوگا ...... ایک امتی ہوگا

ایک نبی ہوگا ...... دو امتی ہوں گے

ایک نبی ہوگا ...... چار امتی ہوں گے

ایک نبی ہوگا ...... آٹھ امتی ہوں گے

بعض پیغمبرؑ اکیلے کھڑے ہوں گے...... امتی ساتھ کوئی نہیں ہوگا...... ہر نبی رب کی توحید کے اعلان کیلئے...... اتنے مستحکم مضبوط اور کمر بستہ تھے...... کہ انہوں نے ہر قسم کے صدمات سہے...... مگر اپنے عقیدے سے انحراف نہیں کیا۔

ہر پیغمبرؑ کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ (عقیدہ توحید)

انبیاء علیہم السلام کے صدمات سہنے کا مقصد کیا ہے؟ (عقیدہ توحید)

سابقہ انبیاء علیہم السلام پر مصائب:

حدیث پاک میں آتا ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... مجھ سے پہلے جو پیغمبرؑ آئے ان پراتنے مشکلات آئے...... کہ بعض پیغمبروں کے جسموں سے کپڑے اتار کر لوہے کی کنگھیوں کو گرم کر کے انکے جسموں کو ان سے چھیلا گیا...... آپ کے سامنے تمام تر واقعات ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ(۱)

صرف رب کی توحید کی خاطر انبیاءؑ کو قتل کر دیا گیا...... انہیں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔

رحمت کائنات ﷺ پہ مصائب:

اور پھر محبوب ﷺ کے صدمات...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیفیں نبوت کے مشن کے حوالے سے دیکھئے...... اللہ کے پیغمبرؑ نے جب تک توحید کا اعلان نہیں کیا تھا...... آمنہ کے در یتیم ﷺ کو کافر بھی کہتے تھے ...... کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم امین ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیانتدار ہیں

چنانچہ کافر اپنی امانتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھتے تھے...... جب پیغمبرؑ نے عقیدہ توحید بیان کیا...... وہ جو صادق وامین کہتے تھے۔

---

(۱) پارہ ۱ سورۃ البقرہ رکوع ۸

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہنے لگے

مجنوں کہا گیا

دیوانہ کہا گیا

راستے میں کانٹے بچھائے گئے

جسم اطہر پر اوجھڑی ڈالی گئی

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے گئے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمات کا سامنا کرنا پڑا

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مصائب برداشت کئے

تکلیفیں جھیلیں مختلف قسم کی مشکلات آئیں۔

رحمت کائنات ﷺ شعب ابی طالب میں:

حدیث کی کتابوں میں آتا ہے...... اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، آمنہ کے در یتیم، محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے مصائب برداشت کئے...... اتنی تکلیفیں جھیلیں...... اللہ کے محبوب ﷺ کو اتنے صدمے دیئے گئے...... کہ تین سال تک شعب ابی طالب کی گھاٹی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا گیا۔

علماء نے لکھا ہے کہ جس گھاٹی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قید تھے...... اس کے چاروں طرف پہاڑ تھے...... درمیان میں ایک کھلے میدان میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا گیا۔

دیوبندیو! اس پر تمہیں میں سلام پیش کرتا ہوں ...... کہ قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا، مصائب برداشت کرنا، تکلیفیں سہنا جو تمہارے مقدر میں ہیں...... یہ بھی نبوت کا ورثہ ہے...... چنانچہ نبوت کی عظمت کا حصہ ان لوگوں کے حصہ اور مقدر میں آیا ہے...... یہ میراث

بھی دیوبندیوں کے حصہ میں آئی ہے۔

حدیث میں آتا ہے...... کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وادی میں قید کر دیا گیا جہاں چاروں طرف پہاڑ تھے...... کھلے آسمان کے نیچے اللہ کے نبی ﷺ تین سال تک جیل میں رہے۔

......دن بھی وہیں......

......رات بھی وہیں......

......سردی بھی وہیں......

......گرمی بھی وہیں......

جہاں سخت سردی کے سناٹوں میں جسم چھپانے کی جگہ کوئی نہیں تھی...... دوپہر کی تپتی ہوئی گرمی میں کوئی ایسا درخت نہیں تھا...... جس کے سائے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گزارا کریں...... جہاں دن اور رات کے بچاؤ کا کوئی انتظام نہیں...... جہاں بارش میں اپنی جان بچانے کا کوئی حفاظتی انتظام نہیں...... تین سال تک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جیل میں رہتے ہیں...... اور پھر پیغمبر ﷺ کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے......

کافروں نے ایک معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ پر لٹکا دیا...... کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ تعلقات ختم کر دو...... سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ ہو گیا...... کھانا پینا ختم کر دیا گیا...... اندر کسی چیز کے جانے کی اجازت نہیں...... کوئی چیز بھجوانے کی اجازت نہیں...... حتیٰ کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، رحمت کائنات، امام الانبیاء کے خاندان کو بھی قید کر دیا گیا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بھی ساتھ ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے بھی ساتھ ہیں...... اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے...... یہ تین سال کی بہت بڑی قید تھی...... صحابہؓ کہتے ہیں...... کہ ہم پر وہ وقت بھی آیا...... کہ ہمیں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملتی تھی۔

ہم اپنے پاؤں کے جوتوں کے چمڑوں کو منہ میں چباتے تھے......اس سے جو لعاب بنتا تھا......اسے چوس کر ہم گزارا کیا کرتے تھے......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے صدمات آئے۔

شعب ابی طالب میں رحمت کائنات ﷺ کی غذا:

کتابوں میں لکھا ہے......کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ کے اندر چکر لگاتے......ہوا خشک پتے اٹھا کر اندر بھیج دیتی......محبوب صلی اللہ علیہ وسلم چکر لگا کر ان خشک پتوں کو اٹھا کر اپنے دامن اور جھولی میں لے کر بیٹھ جاتے......

......اور فرماتے......

آؤ میری بیٹی زینبؓ!

آؤ میری بیٹی رقیہؓ!

آؤ میری بیٹی ام کلثومؓ!

آؤ میری بیٹی فاطمہؓ!

محمد کی بیٹیو......! محمد کے ہاتھوں سے خشک پتے کھا کر گزارہ کرلو۔اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (۱) دکھوں کے بعد سکھوں کا زمانہ آنے والا ہے......اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ برداشت کیا ہے......لیکن توحید کو نہیں چھوڑا۔

بنیادی عقیدہ کیا ہے؟(عقیدہ توحید)

رحمت کائنات ﷺ طائف میں:

پھر ایک جملہ سنو......مجھ سے پہلے بھائی طاہر صاحب طائف کے پتھروں کا تذکرہ کر رہے تھے......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو اتنے پتھر لگے......

پارہ ۳۰ سورۃ الم نشرح

کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوکر نیچے گر پڑے۔

کتابوں میں لکھا ہے...... کہ تین بدمعاش آئے...... ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں بازو سے پکڑا...... دوسرے نے بائیں بازو سے پکڑ کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کیا...... تیسرا کمینہ کمر کی طرف سے آیا...... اس نے دونوں ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھے...... اپنا گھٹنا اس نے زور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر میں مارا...... اور ہاتھ چھوڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منہ کے بل نیچے زمین پر آ گرے...... سامنے ایک پتھر تھا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر لگا...... خون کا فوارہ نکلا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا چہرہ اور داڑھی مبارک خون سے تر ہو گئی...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنے کے بعد مارنے والے کی طرف نہیں دیکھا...... یوں آسمان کی طرف دیکھا...... اور کہا ...... اللہ وَالضُّحٰی کہہ کر جس چہرے کی تو نے قسمیں اٹھائی ہیں...... عرش والے...... ذرا جھانک کے دیکھ لے تیرا محمد خون سے نہا چکا ہے...... ''اے اللہ اس قوم کو ہدایت دے'' ...... یہ سب کچھ کس لئے ہوا؟ (توحید کے لئے)

صحابہ کرامؓ پہ مصائب:

پھر ایک بات کہتا ہوں...... ذرا توجہ کرنا...... محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نبوت کی آنکھوں کے سامنے پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ پہ جتنی مشکلات آئیں...... وہ بھی توحید کے لئے آئیں...... ابوبکرؓ کو کعبہ میں اتنا پیٹا گیا...... کہ ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی...... چہرہ زخمی ہو گیا...... تین دن تک صدیقؓ بے ہوش رہے۔

کتابوں میں ایک ایک صحابیؓ کے واقعات ہیں...... حضرت عثمانؓ کی گردن میں رسیاں ڈال کر اور کپڑے ڈال کر اتنے بل دیئے گئے...... کہ آنکھیں باہر کو نکلنے لگیں۔

ابوفکیہہؓ کی کہانی ابوبکرؓ کی زبانی:

ابوفکیہہؓ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں...... کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ابوبکرؓ کہتے ہیں...... کہ میں مکے کی گلیوں سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں...... ایک نوجوان ہے...... نکھرتی ہوئی جوانی ہے، ابھرتا ہوا شباب ہے...... لیکن نحیف جسم تھا...... دبلے پتلے وجود کا مالک تھا...... آٹھ دس بدمعاش کھڑے ہوئے ہیں...... اس نوجوان کو اوندھے منہ زمین پر ڈالا ہوا ہے...... دوپہر کی تپتی ہوئی دھوپ میں مکے کی گرمی میں پتھریلی زمین ہے...... نیچے چھوٹے چھوٹے سنگریزے پڑے ہوئے ہیں...... اس کے اوپر وہ نوجوان اوندھے منہ پڑا ہوا ہے...... تو یہ آٹھ دس بدمعاش اس کی گردن پر کھڑے ہو کر اسے دبا رہے ہیں۔

☆ابوبکرؓ کہتے ہیں...... کہ میں نے قریب جا کر کہا...... کہ ظالمو ہوش کرو...... میں نے دیکھا تو ابوفکیہہؓ تھا...... آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی ہیں...... ہونٹ خشک ہیں...... زبان باہر نکلی ہوئی ہے...... چہرہ گرمی کی شدت سے اتنا متاثر ہے...... کہ آدمی پہنچانا نہیں جاتا...... میں نے دیکھ کر کہا...... کہ یہ اللہ کا بندہ ہے...... ظالمو! حیا کرو اتنا ظلم نہ کرو!

امیہ بدبخت کہنے لگا...... ابوبکرؓ یہ تیری وجہ سے سب کچھ ہو رہا ہے...... اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھتا...... تو ان کو جرات نہ ہوتی...... یا اب ابوفکیہہؓ جان دے گا یا ایمان چھوڑ دے گا...... تب ہم اس کو چھوڑیں گے...... ورنہ نہیں چھوڑ سکتے۔

☆ابوبکرؓ کہتے ہیں...... میں نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ سودا کرو...... میں اس کو خریدنا چاہتا ہوں...... دو ہزار اشرفیوں سے سودا کیا...... صدیقؓ کہتے ہیں کہ ان کو میں نے پیسے دیئے...... میں نے کہا اب اس کو چھوڑ دو...... ان بدمعاشوں نے ان پر اتنی چھلانگیں ماریں...... کہ ابوفکیہہؓ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

☆ابوبکرؓ کہتے ہیں...... کہ میں نے ان کو دھکا دے کر ہٹا دیا...... میں نے دیکھا تو ابو

فکیہہؓ بے ہوش ہو چکا ہے۔

☆ابو بکرؓ کہتے ہیں......کہ میں نے ہاتھ پاؤں کی تلیاں زور سے ماریں......تو کچھ دیر بعد ہوش آیا۔

ابو فکیہہؓ کی خواہش:

میں نے کہا ابو فکیہہؓ بڑی مار کھائی ہے......سر سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی کہ بٹھاؤں......پانی کا پیالہ پیش کر کے کہا......کہ پانی پی لے کچھ دیر کے بعد طبیعت ٹھیک ہو جائے گی......ابو فکیہہؓ کہتا ہے......کہ ابو بکرؓ تیرا بڑا احسان ہے......کہ تو نے مجھے آزاد کروایا ہے۔

لیکن یاد رکھو! میں نے جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اتنی مار کھائی ہے...... جب تک اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں کروں گا......اس وقت تک ایک گھونٹ بھی پانی نہیں پیوں گا۔

☆صدیقؓ کہتے ہیں......کہ میں نے ابو فکیہہؓ کو کھڑا کیا......تو پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں......ان سے آواز آتی تھی......سہارا دے کر ''دارارقم'' کی طرف لے کر آیا۔

رحمت کائنات ﷺ کی محفل میں ابو فکیہہؓ کا استقبال:

☆صدیقؓ کہتے ہیں......اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں میں نے لا کر جب بٹھایا......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ابو فکیہہؓ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر کھڑے ہو گئے......دنیا والو! کتنا وہ خوش نصیب ہو گا......جس کے استقبال کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے ہوں گے۔ ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو فکیہہؓ کو دیکھا......ابو فکیہہؓ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا......اور فرمایا پھر میں ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ابوبکرؓ کہتا ہے...... کہ میں ابوفکیہہؓ کے چہرے کو بھی دیکھتا تھا......اور نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بھی دیکھتا تھا......محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ابوفکیہہؓ کے چہرے کو دیکھ رہے ہیں......اور ابوفکیہہؓ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل رہا ہے......

جب میں قریب لایا تو میں نے کھڑا کر کے کہا کہ ابوفکیہہ......! اب تو دیدار ہو گیا......پانی کا پیالہ ہاتھ میں ہے اب تو پی لے۔

ابوفکیہہؓ نے کہا ابوبکرؓ......(بقول شاعر)

مریضان محبت کو فقط دیدار کافی ہے

ہزاروں طب کے نسخوں سے نگاہ یار کافی ہے

شربت دیدار حاصل کرنے کے بعد اب پیاس ہی ختم ہو چکی ہے......صدیق رضی اللہ عنہ اگر اب پلانا ہی ہے تو پھر تو نہ پلا اس یار کے ہاتھوں سے پلوا......جس کے پیار میں اتنی مار کھائی ہے۔

لا پلا دے ساقیا پیمانہ پیمانے کے بعد

بات مطلب کی کروں گا ہوش آجانے کے بعد

صحابہؓ پہ مصائب:

میں بتانا چاہتا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ سارے مصائب امام اہل سنت سید نور الحسن شاہ بخاریؒ کی ایک کتاب ہے......جس کا نام ہے "مصائب الصحابہ رضی اللہ عنہم" اس میں انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے تمام تر حالات نقل کیے ہیں......بلالؓ کے سینے پر پتھر گردن میں رسی لگے کے بازاروں میں گھسیٹا جاتا ہے۔

ایک سر شار مئے توحید و عشق مصطفیٰ

پٹ رہا تھا کفر کے ہاتھوں محبت کا نبی

لات وعزیٰ چھوڑ کر کہتا تھا اللہ احد
کوڑے کھاتا تھا مگر لب پہ تھا اللہ الصمد
ایک بے دین نے گزر واں سے اس کو یہ کہا
کیا دیا اس نے تو جس کے نام پر پٹتا رہا
ضرب درہ ہے تیرے لفظ احد کی یاں جزا
پھر بھی ہے وہ عادل وقادر بھلا تو سچ بتا
سن یہ گوہر بے بہا ہے ذہن کو گر میں کرے
ایک برتن کو نہ لے ٹھکانہ جب تک کوئی
دام دے پرکھے بغیر ایسا بھی ہے احمق کوئی
جب کہ ایک ادنیٰ سا سودا اس طرح بکتا نہیں
ہے یقین ایمان میرا پھر اس قدر سستا نہیں
تو نہیں رکھتا یہ لذت تو نہ جانے ہے یہ نور
دل اگر ہو باخبر آتا ہے تب لطف و سرور

......اور علامہ اقبال بھی تڑپ اٹھا اس نے کہا......

چمک اٹھا ہے جو ستارہ تیرے مقدر کا
حبش سے اٹھا پھر حجاز میں تجھ کو لایا
وہ آستاں جو نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے
کسی کے عشق میں مزے تونے ستم کے لئے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں

زنیرہؓ کی آنکھیں نکلی ہیں......تو......توحید کے لئے

ابوفکیہہ کی پسلیاں ٹوٹی ہیں......تو......توحید کے لئے

صحابہ وطن سے بے وطن ہوئے ہیں......تو......توحید کے لئے

رحمت کائنات ﷺ کا وقتِ ہجرت کعبۃ اللہ کو خطاب:

حدیث میں آتا ہے......کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے جا رہے تھے......جب مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے......بیت اللہ سے باہر نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو آ گئے......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف دیکھ کر کہا......

......کعبہ......

تیرے چھوڑنے کو دل نہیں کرتا......کیا کروں؟ یہ ظالم لوگ مجھے رہنے نہیں دیتے......اللہ کے نبی ﷺ پر ایک عجیب رقت کی کیفیت طاری تھی......یہ سارے صدمات برداشت کیے......تو کس کیلئے؟ (توحید کیلئے)

علامہ ندیم صاحب کی تقریر کا خلاصہ:

توجہ کیجئے میں اپنی تقریر کا خلاصہ نکالنا چاہتا ہوں

انبیاءؑ کے صدمات؟......توحید کیلئے!

محبوب ﷺ کی محنت کا خلاصہ؟......توحید!

انبیاءؑ کے کلموں کی دعوت؟......توحید!

صحابہ ؓ کی مشکلات کا نچوڑ؟......توحید!

اصل توحید کیا ہے؟:

یہ سب کچھ توحید کے لئے ہے......تو توحید ہے کیا؟

خالق......کون ہے؟ (اللہ)

مالک.....کون ہے؟ (اللہ)

مشکل کشا.....کون ہے؟ (اللہ)

روزی رساں.....کون ہے؟ (اللہ)

سب کا داتا.....کون ہے؟ (اللہ)

بگڑی کون.....بناتا ہے؟ (اللہ)

مشکلوں کو حل.....کون کرتا ہے؟ (اللہ)

ضرورتوں کو پورا.....کون کرتا ہے؟ (اللہ)

ساری کائنات کا مالک.....کون ہے؟ (اللہ)

بات یاد رکھو! بڑے حوصلے اور ہوش سے کہہ رہا ہوں..... یہ سب کچھ جو تم نے کہا یہ کون کرتا ہے؟ (اللہ)..... اس کو ہم کیا کہتے ہیں (توحید)..... تو یہ بات دل پہ لکھ لو کہ یہ بھی توحید نہیں..... یہ جتنا عقیدہ تم نے بیان کیا ہے..... یہ توحید نہیں یہ تو ابوجہل کا عقیدہ ہے.....اللہ خالق ہے..... یہ توحید نہیں یہ تو کافر بھی مانتے تھے قرآن کہتا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ(۱)

اے پیغمبر ﷺ! آپ ان سے سوال کیجئے.....زمین وآسمان کا خالق کون ہے؟.....تو کافر کیا کہیں گے کس نے پیدا کیا؟ (اللہ نے)

تم کیا کہتے ہو.....کس نے پیدا کیا! (اللہ نے) کافر بھی کہتے ہیں زمین وآسمان کا مالک وخالق اللہ.....کلمہ پڑھنے والا بھی کہتا ہے کہ زمین وآسمان کا مالک وخالق اللہ.....کافر بھی کہے کائنات کا مشکل کشا اللہ.....کلمہ پڑنے والا بھی کہے کائنات کا مشکل کشا اللہ.....کافر بھی کہے کائنات کا حاجت روا اللہ.....کلمہ پڑھنے والا بھی کہے کائنات کا حاجت روا اللہ.....

---

(۱) پارہ ۲۱ سورۃ لقمان رکوع ۳، پارہ ۲٤ سورۃ الزمر رکوع ٤

تو فرق کیا ہے؟ وہ بھی یہی کہتا ہے......تم بھی یہی کہتے ہو......وہ کہے تو مشرک ہے......تم کہو تو موحد ہو......پھر توحید کیا ہے؟

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل ان کے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

میرے بھائیو! اللہ کو ماننے کا نام توحید نہیں

اللہ کو خالق کہنا ...... یہ بھی توحید نہیں
اللہ کو مالک کہنا ...... یہ بھی توحید نہیں
اللہ کو رازق کہنا ...... یہ بھی توحید نہیں
اللہ کو مشکل کشا کہنا ...... یہ بھی توحید نہیں
اللہ کو حاجت روا کہنا ...... یہ بھی توحید نہیں
اللہ کو ماننا ...... یہ بھی توحید نہیں

توحید ماننے کا نام نہیں۔

لفظ توحید قرآن کی روشنی میں:

میں ایک اور جملہ بھی درمیان میں نکال لوں ...... کہ الحمد سے والناس تک سارا قرآن پڑھو کہ پورے قرآن میں لفظ توحید کہیں ہے؟ (نہیں)

بنیادی عقیدہ...... کیا ہے؟ (عقیدہ توحید)

پہلا عقیدہ...... کیا ہے؟ (عقیدہ توحید)

نبیوں کی تکلیفوں کا خلاصہ...... کیا ہے؟ (عقیدہ توحید)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی جدوجہد اور محنت کا نچوڑ...... کیا ہے؟ (عقیدہ توحید)

اور قرآن وسنت سارا بیان کرتا عقیدہ توحید ہے...... اور توحید کا لفظ ہی قرآن میں نہیں تو یہ عقیدہ کیسے......؟

توحید اللہ کو ماننے کا نام نہیں...... لفظ توحید قرآن میں بھی نہیں...... لفظ توحید حدیث میں بھی نہیں...... تو پھر توحید ہے کیا......؟

جب کہ اللہ کو ماننے کا نام بھی...... توحید نہیں

اس کو خالق کہنا بھی توحید نہیں

اس کو مالک کہنا بھی ...... توحید نہیں

توحید اقرار کا نام نہیں...... عام لفظوں میں سمجھا دوں کہ توحید تصدیق کا نام نہیں

توحید ماننے کا نام نہیں توحید اثبات کا نام نہیں

توحید انکار کا نام ہے ...... توحید تردید کا نام ہے

توحید نہ ماننے کا نام ہے ...... توحید نفی کا نام ہے

اللہ کو ماننا توحید نہیں...... کہ اللہ خالق ہے...... غیر اللہ کی نفی کا نام توحید ہے...... کہ کوئی

خالق نہیں صرف اللہ ہے۔

پہلے سب کی تردید کر ...... پھر رب کی تصدیق کر!

پہلے سب کا انکار کر ...... پھر رب کا اقرار کر!

پہلے سب کی نفی کر ...... پھر رب کا اثبات کر!

اللہ خالق ہے...... یہ تو کافر بھی کہتا ہے...... مسلمان یہ کہتا ہے...... کہ رب کے سوا خالق کوئی نہیں۔

اللہ قادر ہے...... یہ تو کافر بھی کہتا ہے...... مسلمان یہ کہتا ہے...... کہ اللہ کے سوا کائنات کا قادر کوئی نہیں۔

اللہ رازق ہے...... یہ تو کافر بھی کہتا ہے...... مسلمان کا عقیدہ یہ ہے...... کہ اللہ کے سوا پوری کائنات کا رازق کوئی نہیں۔

اللہ عالم الغیب ہے...... یہ تو یہودی بھی کہتا ہے...... مسلمان کا عقیدہ یہ ہے...... کہ اللہ کے علاوہ کائنات کا عالم الغیب کوئی نہیں۔

عیسائی بھی کہتا ہے...... کہ...... اللہ عالم الغیب ہے

یہودی بھی کہتا ہے...... کہ...... اللہ عالم الغیب ہے

سکھ بھی کہتا ہے ...... کہ...... اللہ عالم الغیب ہے

ملحد بھی کہتا ہے ...... کہ...... اللہ عالم الغیب ہے

مسلمان کا عقیدہ یہ ہے...... کہ عالم الغیب رب کے سوا اور کوئی نہیں

اللہ عالم الغیب ہے...... یہ کافر کہتا ہے...... موحد یہ کہتا ہے...... کہ عالم الغیب صرف اسی کا خاصہ ہے...... اور کسی کا نہیں۔

ہر جگہ ہر وقت موجود اللہ ہے...... یہ تو کافر کا عقیدہ بھی ہے...... لیکن ساتھ اس کے یہ بھی عقیدہ ہوتا ہے۔

.......کہ.......

فلاں بھی ......مدد کر سکتے ہیں

فلاں بھی...... معاونت کر سکتے ہیں

فلاں کو بھی......حاضر ناظر کہا جا سکتا ہے

میرے بھائی! توحید اس کا نام ہے......کہ رب کے سوا ہر وقت اور ہر جگہ پر......ہر مقام اور ہر آن پر اور کوئی موجود نہیں......پہلے سب کی نفی کر پھر رب کا اقرار کر......!

اللہ مختار کل ہے......یہ تو مسلمان بھی کہتا ہے......کافر بھی کہتا ہے......لیکن مسلمان کا عقیدہ ہے کہ مشکل کشا، مختار کل اللہ ہی ہے......اور کوئی نہیں ہے یہ توحید ہے۔

توحید آسان لفظوں میں:

توجہ کیجئے بات سمجھانا چاہتا ہوں......کہ جب ہم تشہد پڑھتے ہیں......تو کہتے ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

سنت یہ ہے کہ جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ......کہو تو دو چھوٹی انگلیاں ملالو......درمیان کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بناؤ......شہادت کی انگلی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ ......پر اوپر کرو......اِلَّا اللّٰهُ پہ نیچے رکھ دو۔ یہ ایسا کرنا درست ہے (در مختار)

آپ کے شہر میں کوئی ریلوے اسٹیشن ہے؟ (جی) سگنل ہیں؟ (جی)

آسان طریقے سے اسلئے سمجھا رہا ہوں تا کہ آپ کو مسئلہ سمجھ آ جائے سگنل اوپر ہو تو اسے کیا کہتے ہیں؟ (اپ) اور نیچے ہو تو (ڈاؤن) جب یہ اوپر ہو تو اس کا معنی کیا ہوتا ہے ......گاڑی آئے یا ٹھہری رہے؟ (ٹھہری رہے) اور جب نیچے ہو جائے تو اب؟ (گاڑی آئے)

میرے دوستو......! پوری عبادت کا نچوڑ یہ تشہد ہے۔

قیام آپ نے کیا

رکوع آپ نے کیا

سجدہ آپ نے کیا

قعدہ میں آپ بیٹھے

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ

یہ ساری باتیں پوری ہوئیں۔

سب کچھ کہنے کے بعد اب عبادت کا خلاصہ ومغز یہ نکلا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا ...... اللہ میں گواہی دیتا ہوں...... کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ...... اور یہ بھی انگلی اوپر...... اور اِلَّا اللّٰہُ پہ نیچے...... یہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ پہ سگنل اپ!

کیا مطلب؟ یعنی کوئی معبود نہیں

ولی ہے تو...... باہر رہے

علیؓ ہے تو...... باہر رہے

نبی ﷺ ہے تو...... باہر رہے

یہ جو ربوبیت والوہیت کا اسٹیشن ہے...... یہ جو ربوبیت کا پلیٹ فارم ہے اس پر

کسی ولی کو آنے کی اجازت نہیں

کسی علیؓ کو آنے کی اجازت نہیں

کسی نبیؑ کو آنے کی اجازت نہیں

کسی غوث کو آنے کی اجازت نہیں

کسی قطب کو آنے کی اجازت نہیں

کسی ابدال کو آنے کی اجازت نہیں

بلکہ اے اللہ! تو مالک وخالق ضرور ہے...... اَنْ لَّا اِلٰہَ ...... جب تک یہ لَا اِلٰہَ ہے تو تو

بھی باہر رہے...... جب تک اِلَّا اللّٰہُ نہیں کہا......اور یہ انگلی نیچے نہیں ہوئی......اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر بتانا چاہتے ہو......اس ربوبیت کے پلیٹ فارم پہ ایک اللہ ہی آسکتا ہے ......اور کوئی معبود نہیں آسکتا۔

کلمہ طیب کے ارکان وفرائض:

میرے دوستو! عقیدہ توحید اسلام کی سب سے پہلی بنیاد ہے...... یہ جو ہم کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ اس کلمہ کے دو رکن ہیں......اور پانچ اس کے فرائض ہیں...... جب تک ان ارکان اور فرائض کو پورا نہیں کیا جائے گا......تو ہم مسلمان کہلوانے کے حق دار نہیں ہیں۔

رکن کیا ہوتا ہے؟

رکن کہتے کس کو ہیں؟......رکن کہتے ہیں اس ستون کو جس کے اوپر عمارت قائم ہوتی ہے

کلمہ کا پہلا اور دوسرا رکن:

کلمہ کے دو رکن ہیں، وہ دو رکن کون سے ہیں......ان میں سے پہلا ہے لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرا رکن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

کلمہ کا پہلا فرض:

کلمہ کے فرض پانچ ہیں......سب سے پہلا فرض ہے کلمہ کے الفاظوں کا منہ سے ادا کرنا ......یہ پہلا فرض ہے۔

یہ بات یاد رکھیں!......اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے...... بلکہ دس گھنٹے تقریر اسی پر کرتا ہے

......کہ......

اللہ وحدہ لاشریک ہے

اللہ خالق ہے

اللہ مالک ہے

اسی طریقے پر پوری زندگی رب کی وحدانیت بیان کرتا رہے...... پوری زندگی رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ثنائی کرتا رہے...... پوری زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف وتعریف بیان کرتا رہے اور زبان سے اس کلمہ طیب کے الفاظ ادا نہیں کیے ...... یہ مشرک اور کافر ہو کر مرے گا...... یہ مسلمان نہیں ہے...... یہ ایک بڑی عجیب بات کہہ رہا ہوں توجہ کرنا...... ابوطالب سے زیادہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمدرد وخیر خواہ برادری میں اور کوئی نہیں تھا...... سب سے زیادہ ابوطالب نے محبوب ﷺ کا ساتھ دیا...... اور یہ یاد رکھو...... یہ اللہ کو مانتا بھی تھا...... اور یہ اللہ کو وحدہ لاشریک بھی کہتا تھا...... اور بڑی عجیب بات یہ تھی...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے اتنا تک تو کہا تھا...... کہ بھتیجے محمد......! جو تیرے رب نے تجھ کو حکم دیا ہے تو کر......! تیرے راستے میں اگر کوئی رکاوٹ ہوگی تو میں مقابلہ کروں گا۔

رحمت کائنات ﷺ کے پہلے نکاح کا خطبہ:

اللہ کے نبی ﷺ کا جو پہلا نکاح سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ ہوا تھا...... اس نکاح کا خطبہ اسی ابوطالب نے پڑھا تھا...... لیکن اس سب کچھ کے باوجود مسلمان تھا یا کافر؟ (کافر)

کیوں؟ اس وجہ سے کہ زبان سے اس نے وہ لفظ نہیں کہے تھے...... جن کے کہنے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب بیٹھ کر کہا...... کہ چچا! ایک مرتبہ میرے کان میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ الفاظ کہہ دے...... میں تیری شہادت وگواہی دوں گا......

میں تیرے کلمہ کا گواہ بن جاؤں گا......لیکن اس نے کہا اِخْتَرْتُ النَّارَ عَلَی الْعَارِ برادری کہے گی بھتیجے کا کہنا مان لیا ہے......اس لئے جہنم کی نار تو پسند ہے دنیا کی عار پسند نہیں ہے......اسکی جدائی کا محبوب ﷺ کو سب سے زیادہ صدمہ ہوا۔

علماء نے لکھا ہے...... کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو تھے ......قرآن نے اسی وقت کہا ......اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ محبوب آپ نے اپنی محنت بھی پوری کر دی ہے ہدایت تو میرے قبضہ قدرت میں ہے ......جس کو چاہتا ہوں ہدایت عطا کر دیتا ہوں ......تو میرے دوستو! کلمہ کا پہلا فرض ہے ......کلمہ کے الفاظ کو منہ سے ادا کرنا۔

کلمہ کا دوسرا فرض:

کلمہ کا دوسرا فرض یہ ہے کہ ان الفاظ کو ادا کرنے کے ساتھ ان کا معنی سیکھنا...... یہ بھی فرض ہے یہ جو تبلیغ والے بزرگ ہمیں بتاتے ہیں......اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین...... اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں سو فیصد کامیابی کا یقین......اور غیر کے طریقے میں سو فیصد ناکامی کا یقین...... یاد رکھنا یہ معنی نہیں! یہ کلمہ کا مفہوم ہے۔

معنی ہے لَآ اِلٰهَ کوئی معبود نہیں......اِلَّا اللّٰهُ......مگر اللہ......مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں......یہ اس کا معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور معبود عربی کا لفظ ہے......تو اس کا معنی کیا بنے گا......(کوئی عبادت کے لائق نہیں)

عبادت بھی عربی کا لفظ ہے۔

لفظ عبد کی تحقیق اور نوکر وغلام میں فرق:

آسان لفظوں میں بتاؤں ...... عبادت کا لفظ عبد سے ہے......اور عبد کا معنی ہے غلام

ایک ہوتا ہے نوکر......ایک ہوتا ہے غلام......نوکر وقت کی قیمت لیتا ہے اور کام کرتا ہے......

غلام وہ ہوتا ہے......جو اپنے آپ کا بھی مالک نہیں ہوتا......اس کا مالک بھی کوئی اور

ہوتا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کائنات میں کوئی ایسا نہیں......جس کے ہم عبد ہوں......مگر کون (اللہ)

لفظ عبد میں اہمیت:

اور یہ بات یاد رکھو! اس لفظ میں اتنی اہمیت ہے

کہ......

عبد اپنی مرضی سے

کھا نہیں سکتا

پی نہیں سکتا

دیکھ نہیں سکتا

بول نہیں سکتا

چل نہیں سکتا

شادی نہیں کر سکتا

نکاح نہیں کر سکتا

معاملات طے نہیں کر سکتا

گویا رب سے اقرار ہے......کہ اللہ ہم اپنے معاملات تیرے سپرد کرتے ہیں......تیری مرضی کے بغیر کچھ نہیں کریں گے......اور اگر کچھ کریں گے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جیسے......تیرے نبی ﷺ نے بتایا ہے......چونکہ وہ تیری رضا کا ذریعہ ہے اس کے طریقوں کے مطابق کریں گے۔

کلمہ کا تیسرا فرض:

اور کلمہ کا تیسرا فرض یہ ہے...... اس کلمہ کی اپنے دل سے تصدیق کرنا...... یہ بھی فرض ہے زبان سے تو الفاظ ادا ہوئے...... دل میں اگر کلمہ کی اہمیت نہ بیٹھی تو تب بھی کافر ہے مسلمان نہیں۔

کلمہ کا چوتھا فرض:

کلمہ کا چوتھا فرض یہ ہے کہ لَااِلٰـہَ کی جو پہلی لام ہے...... لام الف مدز برلآ ء...... اس کو چار الفی مد کہتے ہیں...... اس کو کھینچکر لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنا یہ بھی فرض ہے...... اگر کسی نے اس لام کے آگے مد کو نہ کھینچا ویسے ہی پڑھ دیا...... تو یہ لام تاکید کا بن جائے گا...... نفی اور انکار کا نہیں بنے گا...... اس کا معنی کلمہ والا نہیں بنے گا پھر اس کا معنی ہو جائے گا...... یقیناً اور بھی کوئی معبود ہو سکتے ہیں...... اس لیے لام کو کھینچ کر پڑھنا فرض ہے ...... تاکہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہو جائے۔

کلمہ کا پانچواں فرض:

کلمہ کا پانچواں فرض بڑا اہم اور دل پر لکھنے کا ہے...... وہ یہ ہے کہ مسلمان اگر کسی محفل میں بیٹھا ہے...... وہاں جاہل، نادان اپنی بے وقوفی...... یا کوئی کافر اپنے کفر کی وجہ سے کلمہ کفر ادا کرتا ہے...... اور مسلمان وہاں بیٹھا ہے تو اس کا فرض ہے...... کہ اولاً تو اس کی تردید کرے...... کہ غلط کہہ رہا ہے اس بات کا انکار کر دے...... اور اس میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کی تردید کر سکے...... تو کم از کم اپنے ایمان کو بچاتے ہوئے کلمہ توحید پڑھ کر اس کلمہ کے پڑھنے سے اس آدمی کی بات کی تنقید کر کے اپنے ایمان کی تصدیق کرے...... یہ اس کا فرض ہے اگر خاموش رہے گا تو اس کے ساتھ یہ بھی شامل ہو جائے گا...... چونکہ سکوت رضا کی علامت ہوتی ہے وہ کلمہ کفر کہہ رہا ہے یہ چپ کر کے سن رہا ہے...... اولاً تو تردید کرے اگر

تردید نہیں کرسکتا.....تو کم ازکم اپنے ایمان کی تصدیق کرے..... یہ کلمہ کا پانچواں فرض ہے۔

کلمات کفر:

کلمات کفر کون سے ہیں! گویا جن کلمات سے کفر عائد ہوجاتا ہے..... کتابوں میں تو بہت سارے لکھے ہوئے ہیں تفصیل سے نہیں بتاتا..... عام طور پر لوگ تعزیت کیلئے جاتے ہیں سارے لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں.....اب کہنے والے نے کہا بس جی.....اللہ کی مرضی ہے..... بیس سال کا جوان تھا ابھرتی نکھرتی جوانی تھی.....اللہ نے اسے موت دے دی ہے جب کہ بوڑھا دادا بیٹھا ہے بچہ چلا گیا ہے..... یہ سننے کے بعد کہتا ہے کہ رب بے نیاز جو ہے..... جو ہمارے تصور میں آجاتا ہے.....اس میں شک نہیں کہ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (۱) ہے لیکن اس کا معنی یہ نہیں ہے.....کہ اللہ تمہیں دکھ دے کر خوش ہوتا ہے.....گویا یہ اس کا قانون ہے جس کے مطابق وہ اسے پورا کررہا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے.....کہ اللہ کی نیازی کا مفہوم یہ ہے.....کہ پوری کائنات اللہ کی مخالف اور دشمن بن جائے.....کائنات میں کوئی آدمی بھی رب کو سجدہ نہ کرے تب بھی.....اس کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا.....کیوں کہ وہ بے نیاز جو ہے..... یہ ہے بے نیاز ہونے کا مطلب! اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱) پارہ ۳۰ سورۃ البروج

حقوقِ والدین

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......وقضی ربك اَلّا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احساناً ـ اما یبلغنّ عندك الکبر احدھما اوکلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ○ وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ حرم علیکم عقوق الامھات ومنعاً وھاتِ وَوأدَ البناتِ وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃَ السُّؤال واضاعَۃَ المال......(۱) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ـ ثلث دعوات مستجاباتٍ لاشك فھن دعوۃ الوالد ودعوۃ المسافر ودعوۃ المظلوم (۲) صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

☆ لائق صد تعظیم وتکریم واجب الاحترام بزرگو! دوستو! اور بھائیو! آج کے خطبہ میں ایک اہم عنوان پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں......اور وہ ایک ایسا مضمون ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۸۸٤ ج۲/مشکوٰۃ ص ۴۱۹ ج۲/۔

(۲) ترمذی ص ۱۲ ج۲ / ابوداؤد ص ۳۵۲ ج۲/ مشکوٰۃ ص ۱۹۵ ج۱ عن ابی ھریرۃ

جو ہمارے اس معاشرے کی انتہائی ضرورت ہے......جس میں ہمارے اندر بہت بڑی کوتاہی، کمزوری اور کمی محسوس کی جاتی ہے...... بلکہ اللہ ہمیں معاف فرمائے......ہماری نسل نو جدید تہذیب یافتہ اپنے آپ کو کہلوانے والے لوگ......اس دماغ اور مزاج اور معیار کے بن گئے ہیں......اوران کی یہ سوچ ہوتی ہے......کہ جس وقت ماں، باپ یا کوئی بوڑھا بچپن، ساٹھ سال گذر جائے......پھر وہ اس قابل نہیں رہتا......کہ اسے گھر میں رکھا جائے......اس کا اکرام کیا جائے...... بلکہ یورپن کنڑی (Country) کی طرح......جیسے وہاں پر ہوتا ہے......ویسے یہاں بھی ہو کہ بوڑھوں کو علیحدہ ہی ان کی رہائش کی کوئی جگہ ہو......کہ انہیں وہاں ان پاگل خانوں میں......داخل کر دیا جائے......میں اس حوالہ سے والدین کے حقوق......اوراہمیت پر آج گفتگو کرتا ہوں۔

والدین کا انس ومحبت اولاد کے ساتھ:

قابل قدر دوستو! اور بھائیو......! انسانی رشتہ ایک عجیب ہے......اللہ نے اس کو ایسا آپس میں جوڑا ہوا ہے......کہ آدمی اس سے جدا نہیں ہوسکتا......پھر ماں باپ اور اولاد کا انس محبت اوران کا تعلق ایک ایسی فطری چیز ہے......کہ انسان تو ویسے بھی انس سے ہے ......اورانس کا معنی محبت اور ایک ایسی فطری چیز ہے......کہ انسان تو ویسے بھی انس سے ہے ......اورانس کا معنی محبت اور ایک دوسرے سے پیار کرنا ہے......آپ جانوروں میں بھی دیکھیں......کہ یہ ماں باپ اور اولاد کی محبت اتنی کمال درجہ کی ہوتی ہے......کہ آدمی اس کا تصور نہیں کرسکتا...... آپ کسی کتیا کو دیکھیں......! کسی بلی کو دیکھیں...... ! کسی مرغی کو دیکھیں......! کسی بھی جانور کو دیکھ لیں......! ہرنی کو دیکھ لیں......! غرض کسی بھی جانور کو دیکھ لیں......! جب وہ اپنے بچوں کو جنم دیتی ہے......تو وہ اپنے بچوں کو پالتی کیسے ہے......؟ ان کی ترتیب کیسے کرتی ہے......؟ ان کا خیال کیسے کرتی ہے......؟ ان کے لئے قربانیاں کیسے

دیتی ہے......؟ اور پھران بچوں کے ساتھ کھیلتی کیسے ہے......؟ اور اس میں وہ خوشی کا اظہار کس انداز سے کرتی ہے......؟ اس سے پتہ چلتا ہے...... کہ محبت کا وہ پہلو جو اللہ اولاد کی محبت والدین کے سینہ میں جذب کرتے ہیں...... رکھتے ہیں...... وہ اتنا قوی اور مضبوط ہے کہ صرف انسانوں تک محدود نہیں...... وہ جانوروں میں بھی اللہ نے رکھ دیا ہے...... جانور بھی اپنی اولادوں سے محبت کرتے ہیں...... اور ہم تو پھر انسان ہیں۔

حقوق کی دو قسمیں:

دین اسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حقوق کا جو ایک وسیع دائرہ بیان کیا ہے ...... اس کی دو قسمیں ہیں...... ایک ہے حقوق اللہ اور ایک ہے...... حقوق العباد...... حقوق اللہ...... اللہ کے حق...... آدمی کے کیا کیا ذمہ ہیں...... جو اللہ تبارک تعالیٰ کے حقوق ہم نے ادا کرنے ہیں ...... حقوق اللہ میں نماز ہے...... روزہ ہے...... حج ہے...... زکوٰۃ ہے...... توحید ہے...... کلمہ طیبہ کا پڑھنا ہے...... اسی طریقہ سے عبادات کی جتنی اقسام ہیں ...... یہ ساری حقوق اللہ میں شامل ہیں...... حقوق العباد میں یہ پھر اس کے لئے بڑی لمبی چوڑی تفصیل ہے...... حقوق العباد میں والدین کا حق...... حقوق العباد میں بہن بھائیوں کا حق...... حقوق العباد میں ہمسائے کا حق...... حقوق العباد میں رشتہ داروں کا حق...... حقوق العباد میں غلاموں کا حق...... اپنے ماتحتوں کا حق یہ بھی ایک بہت بڑی طویل فہرست ہے ...... یہ ایک لمبا عنوان ہے...... ساری باتیں نہیں۔

اللہ کا سب سے بڑا حق:

جس آیت کریمہ کو میں نے پڑھا ہے...... اس میں اللہ نے حقوق میں بھی...... جو سب سے اہم حق ہے...... اس کا تذکرہ کیا...... اور حقوق العباد میں بھی...... جو سب سے اہم

حق ہے.....اس کا ذکر کیا ہے.....حقوق اللہ میں سب سے بڑا حق یہ ہے.....کہ مخلوق کی یہ پیشانی اپنے مالک کے بغیر.....کسی اور کے دروازہ پر نہ جھکے.....اس لئے قرآن نے کہا.....وقضی ربك الا تعبدوآ الاایاہ.....پیارے پیغمبر تیرا رب یہ فیصلہ کر چکے ہیں.....اللہ اس فیصلہ کا اعلان کرنا چاہتے ہیں.....الا تعبدوا الاایاہ.....لوگو! اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو.....یہ تمہاری جبین نیاز مخلوق کے دروازہ پر نہ جھکے.....دردر پہ نہ جھکے.....یہ صرف جس رب نے بنائی ہے.....اسی کے آگے اس ماتھے کو ٹکاؤ.....اس کے سامنے اپنی جبین نیاز کو جھکاؤ.....یہ اللہ فیصلہ ہو چکا ہے.....اب جو اللہ کے فیصلہ کو چھوڑ دے گا.....کسی کے دروازہ پر سر جھکائے گا.....اس کا معنی ہے.....کہ اللہ کے فیصلے کی تردید کرنا چاہتا ہے.....اللہ کے فیصلے کا انکار کرنا چاہتا ہے.....وہ جو رب کے فیصلے کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں رہتا.....وہ کافر اور مشرک ہو جاتا ہے.....اللہ کا سب سے پہلا فیصلہ یہ ہے.....کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو.....اَلَّا تعبدوا الاایاہ'.....صرف اللہ ہی کا کہنا مانو.....اللہ ہی کا حکم مانو.....اللہ ہی کے فیصلوں کو قبول کرو.....اللہ کے دروازہ پر سر جھکاؤ.....اللہ کے سامنے اپنی جبین نیاز جھکاؤ.....اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرو.....اللہ کی مالکیت کو قبول کرو.....اللہ کی خالصیت کا تصور اپنے ذہن میں لاؤ.....اور جب اس کو حاکم اعلیٰ مانو گے.....مقتداء اعلیٰ مانو گے.....خالق مانو گے.....رازق مانو گے.....مشکل کشا مانو گے.....روزی دینے والا اور داتا مانو گے.....پھر یقیناً وہ آدمی جو اس کو سب کچھ مانتا ہے.....پھر اسے سوچنا پڑے گا.....جب خالق وہ ہے.....پیدا اس نے کیا ہے.....جھکنا اس کے دروازہ پر ہے.....رازق وہ ہے.....رزق وہ دیتا ہے.....تو جس کا کھایئے.....اسی کا گایئے.....پھر اس لئے میں عبادت اسی کی کروں.....جب میرا مالک وہ ہے.....مملوک اپنے مالک کی اتباع کرتا ہے.....میں تابعداری اور حکومت وحکمرانی اپنے اللہ کی تسلیم کروں.....اس لئے فرمایا.....

قضی ربك ...... پیارے تیرا رب فیصلہ کر چکا...... اَلَّا تعبدوا الا ایاہُ...... ان لوگوں کو کہہ دو......! کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں...... عبادت صرف رب کی کریں۔

جو ہر جگہ دیتا ہے عبادت کا حق اسی کا ہے:

قرآن کا ایک ایک لفظ بڑا عجیب ہے...... قضی ربك ...... تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے...... اللہ کا لفظ نہیں...... رب کہتا ہے...... اَلَّا تعبدوا الا ایاہ'...... اس لئے کہ رب کا لفظ ترتیب سے ہے...... رب کا معنٰی پالنا پوسنا...... دھیرے دھیرے وقفہ وقفہ سے آہستہ آہستہ کسی کی تربیت کر کے اس کو ایک منزل تک لے آنا...... آج ہم اپنے معاشرے میں دیکھتے ہیں...... کہ مجازی طور پر کوئی کسی کا رب بن جائے...... رب کا معنٰی کوئی پالنا شروع کر دے...... کسی کو کھانا کھلائے...... کوئی پانی پلائے...... کسی کی ضیافت کرے...... کسی کی مہمان نوازی کرے...... کسی کی عزت کرے...... ایک وقت کھانا کھلا دے...... ہم صدیوں بعد بھی ملیں...... تو کہتے ہیں...... یار تیرا احسان نہیں بھولتا...... تو نے بھوک کے وقت میں مجھے روٹی کھلائی تھی...... یہ تو اس قدر عزت کے لائق ہے...... کہ بیس دفعہ ہم اس کا تذکرہ کریں......! یہ تو اس قدر احترام کے لائق ہے...... کہ ہر آدمی کو کہے...... کہ اس نے مجھے کھانا کھلایا تھا...... اور جو تمہارا رب ہے...... جو ماں کے پیٹ میں پالتا ہے...... جو عالم دنیا میں پالتا ہے...... جو ہر جگہ پر دیتا ہے...... جہاں تمہاری کوئی نہیں سنتا وہ سنتا ہے...... جہاں کوئی نہیں پہنچتا وہ مدد کو پہنچتا ہے...... جہاں پر کسی کا اختیار نہیں چلتا وہاں اس کا اختیار چلتا ہے...... جو اس انداز سے ترتیب کرتا ہے...... کہ تمہیں برادری چھوڑ دے وہ تب بھی پال رہا ہے...... ماں نے دودھ دینا چھوڑ دیا وہ تب بھی پال رہا ہے...... تم ماں کے پیٹ میں ہو...... تمہاری ماں کو پتہ نہیں ...... میرے بیٹے کی تربیت کیسے ہو رہی ہے......؟ وہ تب بھی پال رہا ہے...... جو اس طریقہ سے پالتا ہے...... حق ہی اسی کا ہے...... کہ اَلَّا تعبدوا الا ایاہُ...... اس کا فیصلہ ہے...... کہ اس

کے سوا کوئی عبادت نہ کی جائے...... حقوق اللہ میں توحید اور اللہ کی عبادت پر انشاء اللہ میں بڑی جلدی ایک مستقل خطبہ دوں گا...... اس وقت جو میرا موضوع ہے...... میں اس پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ کی عبادت کے بعد والدین کا حق:

دوسرا حق فرمایا...... وبالوالدین احساناً ...... محبوب تیرے رب کا دوسرا فیصلہ یہ ہے...... اپنی اُمت کو کہہ دے میری خلقت کو کہہ دے...... کہ وبالوالدین احساناً...... اللہ کی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ...... یہ بات ذہن نشین رکھیں...... سب سے پہلے عبادت کا حکم اس لئے دیا...... کہ اگلا حکم بھی رب دے رہا ہے...... تو والدین کا احترام بھی وہی کرے گا...... جو اللہ کو اپنا رب تسلیم کرتا ہے...... اگر اللہ کی عبادت نہیں کرتا ...... مخلوق کے دروازہ پر جھکتا ہے...... ماں باپ کی قدر و قیمت اس کے سینہ میں آ نہیں سکتی ...... والدین کا وہ احترام کر نہیں سکتا...... اس لئے پہلے توحید کے علمبردار بنو...... پھر حقوق العباد قبول ہوں گے۔

بعض لوگ ہم عام طور پر معاشرہ میں دیکھتے ہیں...... وہ جی فلاں صاحب ہیں ...... وہ عیسائی ہے...... وہ قادیانی ہے...... تو رافضی ہے...... تو مرزائی لیکن ہے...... بڑا نیک دل آدمی ...... ہے بڑا شریف آدمی...... ہے بڑا بااخلاق آدمی...... ہے بڑا بلند کردار آدمی...... وہ لاکھ اپنے کردار پیش کرے...... سب سے پہلی چیز...... اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ ...... جب تک اللہ کی وحدانیت پر یقین نہیں...... اس وقت تک کوئی عبادت قبول نہیں۔

ساری زندگی والدین کے احسان کا بدلہ آدمی نہیں ادا کر سکتا:

اس عبادت کے بعد دوسرا حکم...... وبالوالدین احساناً...... "ماں باپ کے

ساتھ احسان کرو‘‘......قرآن کے ایک ایک لفظ پر غور کرو......! اللہ کہتے ہیں......والدین سے احسان کرو......سوال یہ ہے......کہ ماں باپ اولاد پہ احسان ہوتا ہے......یا اولاد کا ماں باپ پہ احسان ہوتا ہے......؟ ماں باپ اولاد پہ احسان کرتے ہیں......یا اولاد ماں باپ پر احسان کرتی ہے......؟ میں ساری زندگی اپنے ماں باپ کی خدمت کروں......ان کی غلامی کروں......ان کے خلاف میری زبان سے کوئی جملہ نہ نکلے......ان کی شان میں گستاخی نہ کروں......میں ہمیشہ ان کی نیازمندی اور منکسر مزاجی کرتا رہوں......کیا خیال ہے......میں ان پر احسان کرسکتا ہوں......؟ ان کے ایک احسان کا بدلہ بھی نہیں دے سکتا......تو قرآن یہ کہتا ہے......وبالوالدین احساناً ......ماں باپ کے ساتھ احسان کرو......! یہ احسان کیا ہے......؟ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں......!

احسان کا معنیٰ:

یہ احسان کا لفظ قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی آیا ہے...... جہاں اللہ نے صحابہ کرامؓ کے مناقب بیان کیے ہیں......وہاں پر ایک جملہ ہے......والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ ......وہ لوگ جو سابقون اولون مہاجرین انصار ہیں......سبقت کرنے والے......ہجرت کرنے والے......دین کی نصرت کرنے والے...... پہلے پہل کلمہ پڑھنے والے یہ وہ لوگ ہیں......اور پھر ان کے ساتھ......والذین اتبعواھم باحسان ......یہ تو ویسے بھی عظیم ہیں......سابقون بھی ......اولون بھی......مہاجرین بھی ......انصار بھی...... لیکن فرمایا جو ان کی اتباع کرتے ہیں......باحسان احسان کے ساتھ اتباع کرتے ہیں...... اللہ ان کو بھی، ان کو بھی سب کو کہتا ہے...... رضی اللہ عنھم ورضواعنہٗ ......میں تم سب سے راضی یہ سب اللہ سے راضی ......اب یہاں پر جو احسان کا مفہوم ہے......اگر یہ سمجھ

آ جائے...... تو ماں باپ سے احسان کا مفہوم سمجھ آ جائے...... اللہ کہتا ہے...... والـذيـن اتبعـوهـم باحسان ...... ''صحابہؓ کی اتباع کرو......!'' احسان کے ساتھ اب ظاہر ہے...... صحابہؓ پر بھی ہم احسان نہیں کر سکتے...... ان کے احسان تو ہم پر ہیں...... کہ انہوں نے دین پہنچایا...... یہاں احسان کا معنیٰ ہے...... حسنِ سلوک...... احسان کا معنیٰ ہے...... ان کی غلامی...... کہ والذين اتبعوهم باحسان...... پیغمبر کے یاروں کی اتباع کرو...... حسن سلوک کے ساتھ...... حسن سلوک کا مفہوم یہ ہے...... کہ ان کی اتباع کرو......! تمہاری زبان سے ان کے خلاف کوئی جملہ نہ نکلے...... ان کی عظمت کے منافی کوئی کلمہ زبان پر نہ آئے...... ان پر تنقید نہ کرو......! ان کی کسی بات کی تردید نہ کرو...... ان کی کسی بات کا مذاق نہ اُڑاؤ...... یہ حسن سلوک ہے...... کہ جیسے وہ راضی ہوں...... اسی طریقہ سے ان کو راضی کرو۔

والدین کے خلاف زبان سے کوئی جملہ:

وبالوالدين احساناً ...... یہاں پر بھی احسان کا معنیٰ ماں باپ پہ احسان چڑھانا نہیں...... ان کے اوپر تمہاری طرف سے کوئی احسان نہیں آ سکتا...... ماں باپ سے احسان کا مفہوم یہ ہے...... کہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ...... کیا مطلب؟...... کہ باپ اور ماں کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں...... ان کے سامنے کوئی گفتگو نہ کرو...... اونچی آواز سے کلام نہ کرو......! ان کی بے ادبی نہ کرو......! ان کا استہزاء نہ اڑاؤ......! ان کا مذاق نہ اُڑاؤ...... !ان کے بڑھاپے اور بوڑھے پن کی وجہ سے اگر کوئی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی...... یا کسی بات کو تمہارا دل ودماغ قبول نہیں کرتا...... تو اس پر ان کی تردید نہ کرو......! ان کا استہزاء اور مذاق نہ اڑاؤ...... احسان کا مفہوم یہ ہے...... جو کہیں برداشت کرتے جاؤ......! اگر عمل کرنے کی چیز ہے...... اسے قبول کرتے جاؤ......! تمہاری زبان سے ان کے خلاف کوئی جملہ نہ نکلے...... اور پھر ان کے ساتھ زندگی گزار لو...... اسی کا نام احسان اور حسن سلوک ہے۔

وبالوالدین احساناً ......والدین کے ساتھ احسان کرو......احسان کا معنٰی ایسا اچھا سلوک جس سلوک میں وہ تم سے کبھی بھی ناراض نہ ہوں......جس سلوک میں تم کبھی ان کی......تردید نہ کرو......تنقیص نہ کرو......ان کا مذاق نہ اڑاؤ......اور اس میں علماء نے بڑی عجیب عجیب باتیں لکھی ہیں......دوسرے مقام پر قرآن مجید میں ہے......حضرت لقمان نے جب اپنے بیٹے کو نصیحتیں کیں تھیں......ان میں ایک نصیحت یہ بھی تھی......کہ والدین سے حسن سلوک کرو......! اگر تمہیں شرک کی طرف دعوت دیں......شرک نہ کرنا......لیکن ان کے ساتھ بدتمیزی نہ کرنا......باپ کہتا ہے......تمہیں یہ کفر اور شرک کا کام کرنا پڑے گا......باپ کے سامنے بازو چڑھا لئے......تو کون ہوتا ہے......مجھے کہنے والا۔

اللہ کی نافرمانی میں والدین کا کہا ماننے کا حکم:

اللہ کہتا ہے......شرک نہ کر اللہ کا حق ہے......غیر کی نہ مان......لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ...... (۱) لیکن خبردار جس مقام پر تیرا باپ ہے......اس کے سامنے تمہیں اتنی کہنے کی جرأت نہیں ابا یہ تو مجھے کیوں کہہ رہا ہے......خاموشی اختیار کر جا! ......رُخ پھیر لے......ایک طرف ہٹ جا......! ان کی نظروں سے اوجھل ہو جا......! ان کا غصہ ٹھنڈا ہو تو پھر جا کے مل لینا......! لیکن اسلام تمہیں اس کی اجازت نہیں دیتا......باپ کو تو یہ کہے......کہ تو کون ہے مجھے یہ کہنے والا......؟ میں تیری بات نہیں مانتا......میں تیری بات کی تردید اور انکار کرتا ہوں......یا باپ سے سختی سے نمٹنے کی کوشش کرو......! فرمایا! کفر و شرک کی بات بھی کہیں تو تب بھی ان کے سامنے غصہ کرنے کی اجازت نہیں ہے تمہیں حسن سلوک کا ایک مفہوم یہ بھی ہے دنیا کی زندگی میں اگر والدین نے تمہارے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۲۱ ج۲ عن النواسؓ بن سمعان رواہ فی شرح السنہ / مسند احمد ص ۹٤ ج۱ / مسند ابی یعلی ص ۱۹۱ ج۱ / بیروت بخاری (۷۲۵۷) / مسلم (۱۸٤۰) ابوداؤد (۲٦۲۵) / نسائی ص ۱۰۹ ج۸ بیروت /

ایک کے حصہ میں زیادہ چیز دے دی ہے...... تمہیں تھوڑی دی ہے...... تو تیرے ذمہ جو والدین کے حقوق ہیں...... ان سے اخلاق سے پیش آنا...... ان کی خدمت کرنا...... ان کی تیمارداری کرنا...... ان کی عزت کرنا...... یہ پورے ادا کر...... اس طرف نہ جا...... انہوں نے میرا حق نہیں ادا کیا...... یہ معاملہ بندہ اور اللہ کا ہے...... قیامت کے دن باپ اللہ کی دربار میں جواب دہ ہوگا...... لیکن تجھے اجازت نہیں...... کہ تو باپ کے سامنے تنقید کرے۔

اولاد کی نیکیاں والدین کے ساتھ:

وبالوالدین احساناً ...... اور پھر ساتھ یہ بھی فرمایا...... کہ یہ بات ذہن نشین رکھو ...... حسن سلوک کی آگے قسمیں بتائیں...... ان میں سے ایک یہ ہے...... کہ...... اما یبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما...... ماں باپ دونوں میں سے...... دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اگر بوڑھاپے کی عمر میں پہنچ جاتے ہیں...... ضعیف العمر ہو جاتے ہیں...... کمزور اور بوڑھے ہو جاتے ہیں...... قرآن کہتا ہے...... فلا تقل لهما اف ولا تنحرهما...... تمہیں اُف کہنے کی بھی اجازت نہیں...... اور ان کو جھڑک کر......! جواب دینے کی بھی اجازت نہیں...... خیال کرنا...... کہیں ان کے سامنے تیری زبان کھل گئی...... تو نے انکار کر دیا...... جھڑک کے جواب دے دیا...... تو جتنا بڑا عابد و زاہد بن کے آئے گا...... تو ساری عبادتیں اور اعمال بیکار ہو جائیں گے...... یہ بات ذہن نشین کر لیں......! اولاد کی نیکیاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ منسلک ہیں...... اگر یہ ماں باپ کی عزت صحیح کرے گا...... اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں آتی چلی جائیں گی...... اور اگر والدین کی بددعا اس کو لگ گئی...... اللہ کے ہاں اس کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی...... ڈر لگتا ہے...... کہ پھر یہ بداعمال کی طرف نہ چلا جائے۔

والدین کی نافرمانی کی سزا:

اور ایک عجیب بات حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھی ہے......اور وہ بڑا سخت اور زبردست جملہ ہے...... یہ وہ ایک حدیث کا مفہوم کہ حضورؐ نے فرمایا......اللہ ہر عمل کی سزا جو بدعملی کرے گا...... حتیٰ کہ شرک وکفر کی سزا بھی اللہ مرنے کے بعد دیتے ہیں ......ماں باپ کے نافرمان کو سزا اللہ اس دنیا میں دے دیتے ہیں ......(۱) کبھی مشاہدہ کرنا ہو......توان بدبختوں کی زندگیوں کو دیکھ لو...... جو والدین کی نافرمانیاں کرتے ہیں ...... دولت میں کھیلتا ہو......اگر ماں باپ کی نافرمانی کی ہے......ظاہری طور پر بڑی جاہ وحشمت و مال ومتاع کا مالک ہے......لیکن حقیقت یہ ہوگی ...... کہ اس کے دل کا سکون بھی نہیں ہوگا ......اس کو چین وراحت بھی نہیں ملے گی ......اور اپنی اولاد کے ہاتھوں وہ شخص ذلیل ہوگا ......اللہ دنیا میں اس کی سزا دے دیتے ہیں......حقوقِ والدین مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے......مولانا عاشق الٰہی بہت بڑے عالم ہیں......شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے خلفاء میں سے ہیں ......انہوں نے اس رسالہ میں بڑی تفصیل سے ......بہت سارے واقعات نقل کئے ہیں......آخر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے......کہ ایک شخص نے اپنے باپ کے ساتھ زیادتی کی باپ سے تنگ آیا......اس نے اپنے باپ کو ایسا کیا...... کہ ایک کپڑے میں باندھ کر گٹھری کی طرح سر پر اٹھا کر لے گیا......اور ایک دریا کے کنارے لے جا کر کہنے لگا......اب میں تجھے اس میں پھینکتا ہوں ......اس نے کہا مجھے اس جگہ نہ پھینک ......اِدھر اُدھر کر کے پھینک ......اس نے کہا نہیں یہیں پھینکوں گا......اس نے کہا خدا کے لئے تھوڑا سا اِدھر کر اُدھر اس جگہ نہ پھینک تو اس بیٹے کو خیال آیا......کہ وجہ کیا ہے۔

---

(۱) كل الذنوب يغفر الله منها ماشاء الا عقوق الوالدين فانه يعجل لصاحبه فى الحيوة قبل الممات (مشكوٰة ص ۴۲۱ ج ۲ عن ابي بكرةؓ)

ڈالنا تو دریا میں ہے...... یہاں یا وہاں باپ یہ کیوں کہتا ہے...... یہاں نہ پھینک کسی اور جگہ پھینک...... اس نے کہا...... اس کا سبب؟...... اس نے کہا...... کما تدین تدان...... دنیا مکافات عمل کی جگہ ہے...... یہیں پہ ہو جاتا ہے۔

از مکافات غافل مشو

گندم از گندم بروید از جو از جو

جو کرو گے...... وہی پاؤ گے...... میں نے بھی اپنے باپ کی...... ایسے ہی نافرمانی کی تھی...... میں نے ایک دن اس ایسے ہی گٹھری بنائی تھی...... ایسے ہی اس کو اٹھا کر لایا تھا...... جس جگہ تو مجھے پھینک رہا ہے...... میں نے اپنے باپ کو اسی جگہ پہ ڈالا تھا...... پھر میں لوگوں سے سنتا تھا...... کہ مکافات عمل ہوتی ہے...... مجھے یقین نہیں آتا تھا...... آج جب تو مجھے اٹھا کے لے آیا...... یہاں پھینکنے لگا ہے...... تو میں تجھے بتانا چاہتا ہوں...... میں نے بھی باپ کو یہیں پہ پھینکا تھا...... تو بھی مجھے یہاں پہ پھینکنے کے لئے آیا ہے...... یا اِدھر کر اُدھر کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... باپ کے پاؤں دھو کے پینے لگا...... کہنے لگا...... مجھے معاف کر دیجئے...... یقیناً اگر آج میں آپ کی عزت کروں گا...... تو میری اولاد میری عزت کرے گی...... اور اگر میں نے نافرمانی کی...... تو میرے ساتھ بھی یہی حشر ہوگا...... اس لئے میں آپ سے بھی معافی مانگتا ہوں...... اور اپنے رب سے بھی معافی مانگتا ہوں...... یہ مکافات عمل دنیا میں بھی ہے...... صرف آخرت میں نہیں...... اعمال کا بدلہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے...... مولانا اشرف علی تھانویؒ کا عربی میں...... اس کا نام جزاء الاعمال ہے...... کبھی تنہائی میں بیٹھ کر اس کو پڑھیں...... زندگی میں تبدیلی آ جائے گی...... ہر عمل کی سزا مرنے کے بعد اللہ قبر و حشر میں دیتے ہیں...... ماں باپ کے نافرمان کو سزا اللہ اس دنیا میں دے دیتے ہیں...... بڑھاپے کو پہنچیں...... تو ان کو اُف کرنے کی اجازت نہیں...... ان کے سامنے

بولنے کی اجازت نہیں۔

لفظ ''اُف'' کے مختلف مفہوم:

اُف کا مفہوم کیا ہے......؟ اس کے مختلف مفہوم تفسیر کی کتابوں میں ہیں......(۱) ایک مفہوم اس کا یہ بھی ہے...... کہ ان سے بات کرتے ہوئے ہوں...... ہاں جی کی بجائے لبیک کی بجائے...... جیسے آدمی کسی سے خار کھاتا ہے...... کسی کی بات کو پسند نہیں کرتا......اور ہاں کہہ دیتا ہے......اس اندازہ کا جملہ کہنا یہ اُف ہے......اور دوسرا مفہوم یہ ہے...... کہ بات تو ین لی...... سمجھ لی...... لیکن اس پہ اظہار تاسف اُف میں تو یہ کرنا چاہتا تھا...... اُف آپ نے یہ کیا کہہ دیا کیا مطلب......؟ کہ اب آپ کی ماننی پڑ گئی...... میری مرضی یہ تھی......اب اس پہ مجھے افسوس ہے...... کہ میں اپنی مرضی نہیں کر سکا...... آپ کی کر رہا ہوں...... اپنی من مانی نہیں کر سکا......اب آپ کی مجھے بات ماننی پڑ گئی ہے......اس پہ اظہار افسوس یہ اُف ہے ......اللہ کہتا ہے بے شک تو مان رہا ہے...... باپ کا...... کہا ماں کا...... کہا مرضی ان کی پوری کر رہا ہے...... لیکن ان کی مرضی پہ اپنی مرضی کا اظہار کرتے ہوئے......افسوس کا اظہار اللہ کو یہ بھی پسند نہیں...... ''ولا تنھرھما'' ان کو جھڑک کر جواب دینے کی اجازت نہیں......اور پھر یہ بات ذہن نشین کر لو......!

ماں کی تین خدمتیں:

ایک حدیث میں آتا ہے......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے حقوق بیان کیے...... تین مرتبہ حضورؐ نے ماں کا نام لیا...... ''اُمُّكَ'' ...... ''اُمُّكَ'' ...... ''اُمُّكَ''

(۱) لفظ اُف بطور مثال کے طور پر فرمایا ہے۔ بیان القرآن میں اُردو محاورہ کے مطابق اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ "ان کو ہوں بھی مت کہو۔" حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے علم میں کلمۂ اُف سے نیچے بھی کوئی درجہ ماں باپ کے تکلیف دینے کا ہوتا تو اللہ اس کو بھی ضرور حرام قرار دیتے۔ (درمنثور)

ماں کا خیال کر...... ماں کا خیال کر...... ماں کا خیال کر......اور چوتھی مرتبہ رحمت کائناتؐ نے فرمایا......اب باپ کے حقوق کا بھی لحاظ کر......(۱)

علماء نے لکھا ہے......اس روایت میں یہ تین مرتبہ والدہ کا تذکرہ...... چوتھی مرتبہ والد کا تذکرہ......اس میں حکمت کیا ہے......؟ علماء نے لکھا ہے......کہ تین کام ماں کے ایسے ہیں...... کہ باپ ان کا تصور نہیں کرسکتا...... تین خدمتیں ماں کی ایسی ہیں...... کہ اولاد ان کا کبھی حق ادا نہیں کرسکتی......اور باپ ان کا ذہن میں کبھی سوچ نہیں سکتا......نو ماہ تک بچہ کو ماں پیٹ میں اٹھاتی ہے...... باپ کبھی اس کا تصور نہیں کرسکتا...... زچگی کے وقت اس پر جو تکلیف اور صعوبت، مشکل اور زندگی و موت کی کشمکش یہ ماں برداشت کرتی ہے...... باپ کبھی اس کا تصور نہیں کرسکتا......اور دو سال تک بچے کو اپنی چھاتی سے لگا کر......اپنے سینہ کا دودھ پلانے کا فریضہ ماں سرانجام دیتی ہے...... باپ اس کا تصور نہیں کرسکتا...... یہ وہ تین حق ہیں......جس کی وجہ سے پیغمبرؐ نے فرمایا! ماں کا خیال کر...... ماں کا خیال کر...... ماں کا خیال کر...... پھر فرمایا اور اپنے باپ کا بھی خیال کیا کر......اس لئے کہ تو اس کے ذریعے سے دنیا میں آیا ہے......وہ تیرا اصل سبب بنا ہے......اس کا بھی خیال کیا کر ...... یہ دونوں کے حقوق اللہ کے نبی نے بتائے......اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑے ہونے کی حیثیت سے...... باوقار ہونے کی حیثیت سے...... ماتحتی اور رعب کی حیثیت سے والد کا مقام زیادہ ہے...... خدمت کی حیثیت سے ماں کا مقام زیادہ ہے...... ہر ایک کا......ایک مقام......اللہ نے بنایا ہے۔

---

(۱)صحیح بخاری ص ۸۸۳ ج۲/ صحیح مسلم ص ج / مشکوۃ ص ٤١٨ ج۲/ ابوداود ج۲ ص ۳۵۲/ ترمذی ص ۱۱ ج۲ / ریاض الصالحین ص ۱۳۵ ج۱ مطبوعہ مکتبہ شیخ الاسلام راولپنڈی

جنت کا ایک دروازہ:

حدیث پاک میں آتا ہے......! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......! جنت کے جتنے دروازے ہیں...... ان میں سے ایک دروازہ تمہارا باپ ہے...... جس دروازہ سے تم نے جنت میں داخل ہونا ہے...... اب یہ تمہاری مرضی ہے...... اپنے لئے جنت کا دروازہ چاہئے کھلوالو...... چاہے بند کروالو......(۱) اس کی عزت وخدمت کرو گے...... دروازہ کھلے گا ...... اس کو ناراض کرو گے...... تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا...... اور ایک روایت میں ہے ......رِضَی الرَّبّ فی رِضَی الوالد وسَخَطُ الرب فی سخط الوالِدِ ......(۲) اگر تم سے ابا راضی ہے...... تو پھر اللہ راضی ہے...... باپ ناراض ہوگیا ہے...... تو سمجھ لو......! خدا ناراض ہوگیا ہے...... اور پھر فرمایا...... ان کے لئے دعا بھی کیا کرو۔

بڑھاپے کی حالت میں والدین کا خاص خیال کریں...... وقل رب الرحم هما كما ربيانى صغيراً ...... اللہ میں جیسے بچپنے میں تھا...... چھوٹا تھا...... مجھے شعور نہیں...... سمجھ نہیں تھی...... میرے اندر بولنے کی سکت اور طاقت نہیں تھی...... میں بیمار ہو جاتا تھا...... بے تاب یہ ہوتے تھے...... مجھے بھوک پیاس لگتی تھی...... پریشانی ان کو ہوتی تھی...... مجھے کوئی تکلیف ہوتی تھی...... دُکھ اُن کو ہوتا تھا...... اگر میں کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا تھا...... سب سے زیادہ صدمہ ان کو ہوتا تھا...... اس وقت انہوں نے مجھے پالا ہے...... پوسا ہے...... جوان کیا ہے...... میری خدمت وعزت کی ہے...... مجھے اس مقام پر لے آئے ہیں...... آج اے میرے مالک...... وہ بڑھاپے میں پہنچ گئے ہیں...... میرا اب شباب وجوانی ہے...... کل میں بچپن میں تھا...... یہ جوانی میں تھے...... اب وہ بچپن میں ہیں۔

---

(۱) الوالد اوسط ابواب الجنة فان شئت فحافظ على الباب اوضيع مشكوٰة ص ۴۲۰ ج۲/ ترمذی ص ۱۲ ج۲/ انوار البیان ص ۲۶۸ ج۳/ ریاض الصالحین ص ۱۴۰ ج۱/ (۲) ترمذی ص ۱۲ ج۲/ مشکوٰۃ ص ۴۱۹ ج۲

میں جوانی میں ہوں......اب وہ بڑھاپے میں ہیں...... بڑھاپا اور بچپن برابر ہے...... جیسے بچہ کا دماغ ہوتا ہے......ایسے بوڑھے کا مزاج ہوتا ہے...... جیسے بچہ کی طبیعت میں فطری کمزوری ہوتی ہے......ایسے بڑھاپے کی طبیعت میں فطری کمزوری ہوتی ہے...... جیسے بچہ کی عادت ہے...... جو میں چاہوں والدین کر کے دکھائیں......ایسے بوڑھے باپ کا منشا ہوتا ہے...... آخر میرا بچہ ہے...... میں نے اس کو پالا......اور پوسا ہے...... جو میں کہوں...... یہ کہوں یہ اسی طریقہ سے کرے......اس لئے قرآن نے کہا...... جب تم جوان ہو جاؤ۔

احسان کا بدلہ احسان:

تو ان کے لئے کہا...... رب ارحمھما ربیانی صغیراً......اللہ بچپن میں انہوں نے مجھے پالا تھا...... اب میں جوان ہوں...... ان کا بڑھاپا ہے...... میں ان کی خدمت بھی کرتا ہوں...... تجھے درخواست بھی کرتا ہوں...... کہ ان کے حال پر ویسے رحم کر...... جیسے انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا ہے......اس بڑھاپے میں ان کی خدمت وعزت کر...... بالکل اپنے بچپن کو یاد رکھ لے......بعض باتیں بزرگ اپنی حکایات کے طرز میں شیخ سعدیؒ کی بھی عادت ہے...... مثنوی کی بھی عادت ہے......مولانا رومی کی بھی امام غزالیؒ کی بھی عادت ہے...... کہ یہ اپنی کتابوں میں حکایات لکھتے ہیں...... بات سمجھانے کے لئے......قصہ کہانیاں مقصود نہیں ہوتے...... بچہ تھا...... باپ کے ساتھ بیٹھا تھا...... کسی چیز کی طرف اشارہ کر کے درخت پر ایک پرندہ بیٹھا تھا...... کہ ابو یہ کیا ہے......؟ اس نے کہا کبوتر ہے...... پھر پوچھا یہ کیا ہے......؟ پھر اس نے جواب دیا...... باپ بھی اس کو لکھتا گیا ......اب بچہ کی ایک فطرت ہوتی ہے...... کہ جو چیز ایک مرتبہ دیکھ لے......اور اس کا ذہن اس کی طرف متوجہ ہو جائے......تو بار بار اسی کا ہی تذکرہ کرتا ہے...... یہ بچہ کی عادت ہے ......سو دفعہ اس نے پوچھا...... باپ بھی بتاتا رہا......اور یہ آپ بھی جانتے ہیں...... کہ باپ

بھی بچہ کی ہاں میں ہاں ملاتا جاتا ہے...... کہ یہ کسی طرح خوش ہو جائے...... اب جب اس کا شباب آیا...... اور اس کا بڑھاپا آیا...... اتفاق سے وہ جو نمبر تھے...... اس نے پرچہ پر لکھ کر رکھے ہوئے تھے...... ایسے ہی بیٹھے بیٹھے کہا...... بیٹے وہ کیا ہے......؟ اس نے کہا ابو جی فلاں چیز ہے...... کچھ دیر بعد پھر کہا...... یہ ہے کیا چیز مجھے نظر نہیں آ رہا......؟ ابو کہا تو ہے فلاں چیز ہے...... جب تیسری مرتبہ کہا...... تو اس نے جواب میں کہا...... بوڑھے تجھے سمجھ نہیں آتی...... نظر نہیں آتی...... پریشان تو نہ کرو......! کہہ تو رہا ہوں...... فلاں چیز ہے...... باپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... پرچہ نکال کر کہا تو نے سو دفعہ پوچھا تھا...... میں نے ایک دفعہ بھی انکار نہیں کیا تھا...... میں نے تو ابھی تین دفعہ کہا ہے...... تیری چیخیں نکل گئیں ہیں۔

والدین کا احترام:

رب ارحمهما کما ربیانی صغیراً...... اے اللہ ان کے حال پر رحم کر...... جیسے انہوں نے میرے حال پر رحم کیا تھا...... حدیث پاک میں آتا ہے...... اور ایک بڑی عجیب بات کہتا ہوں...... غور سے سنیں......! الحمد سے والناس تک سارے قرآن مجید کا مطالعہ کریں...... سب سے زیادہ قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام سکھایا ہے...... کہ پیغمبر کی آواز کے سامنے تمہاری آواز اونچی نہ ہو...... نبی کے دربار میں پہنچو!...... تو آواز پست ہو......! خاموشی اختیار کرو......! اور حضور اکرمؐ کے آداب میں یہاں تک سکھایا...... حتیٰ کہ ایسا لفظ استعمال نہ کرو...... جس کے دو مفہوم ہوں...... ایک اچھا ...... ایک برا...... جیسے لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا...... بہت سارے آداب سکھائے گئے...... ساری اُمت کو سکھایا گیا...... نبی کا ادب و احترام کرو......! مگر نبی کو فرمایا گیا...... کہ محبوب "ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما" دنیا نبی کا ادب کرتی ہے...... اے محمدؐ میں تجھے

کہتا ہوں...... اگر تیری زندگی میں تیرے ماں باپ ہوتے...... تو تو ان کا ادب کرتا...... اس لئے آپ اُمت کو سمجھائیے کہ جب نبی اس سے مستثنیٰ نہیں...... وہ بھی ماں باپ کی خدمت کے لئے پابند ہے...... تو دنیا کی کوئی اور ہستی کیا حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے متعلق کتابوں میں لکھا ہے...... کہ والدہ کے انتقال کے بعد جس دن کوہِ طور پر جانے لگے...... امام غزالیؒ نے لکھا ہے...... کہ غیب سے آواز آئی کلیم......! آج ذرا سنبھل کر طور پہ قدم رکھنا...... اللہ! کوئی نئی بات نہیں روزانہ تو آتا ہوں...... فرمایا جب روزانہ آتے تھے...... تیری بوڑھی ماں تیری محبت میں بیٹھ کر دُعا مانگتی تھی...... کہ اللہ! میرا کلیم...... میرا لاڈلا بیٹا ہے...... کمزور طبیعت کا ہے...... تیرا مقدس اور جلیل القدر نبی ہے...... مگر میرا تو بیٹا ہے...... فطرتاً جلالی طبیعت کا رسول ہے...... تیری دربار میں طور پر جارہا ہے...... ہوسکتا ہے...... اپنے جلال میں حالانکہ نبی معصوم ہے...... لیکن ماں کا دل جو ہے...... ہوسکتا ہے...... کوئی ایسی بات کہہ دے...... جو تیری شان کے منافی ہو...... اے اللہ میرے بیٹے پر گرفت نہ کرنا مجھ بوڑھی کی دُعا کو قبول کرنا...... کلیم! جو بوڑھی روزانہ تیرے لئے دعا کرتی تھی...... آج وہ قبر کی مہمان بن چکی ہے...... اب وہ دعا تیرے سر پر پہرہ نہیں دے رہی...... اب ذرا سنبھل کے قدم رکھنا...... حدیث میں آتا ہے...... رسول اکرمؐ نے ایک دفعہ فرمایا...... ہر نبی کے ساتھ ایک آدمی قیامت کے دن جنت میں جائے گا...... اور جو تیرے ساتھ جائے گا...... وہ عثمان بن عفانؓ ہوگا...... (۱)

ماں باپ کی خدمت کی عظمت:

حضرت موسیٰؑ نے اللہ کی دربار میں درخواست کی تھی...... کہ اللہ جب ہر نبی کے

---

(۱) ترمذی ص ۲۱۰ ج۲/ مشکوٰۃ ص ۵۶۱ ج۲/

ساتھ ایک آدمی نے جنت میں جانا ہے...... میرا ساتھی جنت میں کون ہوگا...... علماء نے لکھا ہے...... کہ موسیٰ کے ساتھ جس نے جنت میں جانا ہے...... اللہ نے کہا...... کلیم وہ ایک قصائی ہے...... جو گوشت بناتا ہے...... قصاب ہے...... اور فلاں بازار میں گوشت بیچتا ہے...... وہ تمہارے ساتھ جنت میں جائے گا...... موسیٰ فرماتے ہیں...... میرے دل میں خیال آیا...... نسبت دیکھو کہاں...... اللہ کا نبی کلیم...... اور کہاں ایک قصائی...... اور ہمارے شہر کے قصائی تو ویسے بھی اللہ کے فضل و کرم سے بڑے عظیم لوگ ہیں...... ہر جگہ ایسے ہی ہوتا ہے...... صرف اس شہر کی بات نہیں...... میں ان کی عظمت بتارہا ہوں...... کہ یہ کتنے عظیم ہیں...... کلیم کہتے ہیں...... اللہ مجھے اس قصائی کی زیارت تو کرادے...... جو میرے ساتھ جنت میں جائے گا...... اور یہ ایک عجیب بات ہے...... کہ جو آدمی جس کام کا ماہر ہو...... اس کا اسے احساس کم ہوتا ہے...... ڈاکٹروں کی عادت ہوتی ہے...... آپریشن کرنے کی چیز نے پھاڑنے کی...... اگر وہ آدمی کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیں...... تو ان کو احساس نہیں ہوتا...... اس لئے کہ یہ ان کا کام ہے...... اور ہم کسی کا چھوٹا سا زخم دیکھتے ہیں...... تو ہمارا دل ہلنا شروع ہوجاتا ہے...... قصائی کی عادت ہے...... روزانہ چھریاں چلانے کی...... اس لئے ان کو احساس کم ہوتا ہے ہم مرغی کو ذبح ہوتا ہوا دیکھ لیں...... تو ہماری طبیعت خراب ہوجاتی ہے۔

سیدنا موسیٰ کہتے ہیں...... میں اس قصائی کے قرب میں پہنچا...... جہاں وہ تھا...... میں نے اس علاقہ کا سفر کیا...... میں جا کے کیا دیکھتا ہوں...... اس نے وہ پھٹہ وغیرہ لگایا ہوا ہے...... گوشت بیچ رہا ہے...... اور عجیب سا سماں ہے...... لوگ آرہے ہیں...... اور اس سے گوشت لے رہے ہیں...... بڑی سخت طبیعت ہے...... کہ لینا ہے...... لو ورنہ جاؤ...... میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے...... اب بھی یہی کچھ ہوتا ہے...... گوشت اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں...... چلو دفعہ ہوجاؤ...... میرے پاس گوشت نہیں ہے...... یہ ان کی

طبیعت ہی ایسی ہے..... شروع سے حضرت کلیمؑ کہتے ہیں..... میں اس آدمی کو کھڑا دیکھتا رہا ..... اللہ! اس کی وہ کون سی نیکی ہے..... جس کی وجہ سے یہ نبی کے ساتھ جنت میں جائے گا..... نبی کا ساتھی ہوگا..... عصر کا وقت ہوا..... ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا..... اس نے جلدی دکان بند کی..... گاہک کھڑے تھے..... ان کو بھی ہٹا دیا..... بس ختم میں دکان بند کر رہا ہوں..... اس نے گوشت کا اچھا سا ٹکڑا..... خوبصورت صاف ستھرا..... اس کا قیمہ بنایا..... اور اس کو اپنی زنبیل اور تھیلے میں ڈالا..... دکان بند کر کے چلنے لگا..... تو موسیٰ کہتے ہیں..... مجھے سمجھ نہ آئی..... کہ نیکی کون سی ہے.....؟ اب اس کی نیکی بھانپنے کے لئے ..... کہ اس کا وہ عمل تو تلاش کروں..... جس کی وجہ سے جنت میں جائے گا..... میں نے اسے کہا.....! یار آج میں مہمان ہوں..... مسافر ہوں..... مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے..... اپنے گھر ٹھہرالیں گے..... اس نے کہا..... ضرور تشریف لایئے..... اس میں کون سی بات ہے..... حضرت کلیمؑ کہتے ہیں..... وہ مجھے اپنے گھر لے گیا..... میں کیا دیکھتا ہوں..... اس نے اپنے مکان کے باہر جھاڑو دیا..... صفائی کی..... پانی ڈالا..... اور پھر چارپائی لے آیا وہ ڈالی ..... پھر بالکل ضعیف کمزور بوڑھی سی خاتون تھی..... اس بوڑھی عورت کو وہ اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر لے آیا..... اور اس کو چارپائی پر ڈال دیا..... اس کے ہاتھ دھلائے..... اور اس قیمہ کو پکایا..... تیار کیا..... نرم بنا کے تیار کر کے اس بڑھیا کو اس نے کھلایا اپنے ہاتھوں سے ..... کھلانے کے بعد اس کا منہ صاف کیا..... اور پھر اس کی مٹھیاں دبانا شروع کیں..... شام ہوگئی تھی..... رات کا وقت ہوگیا..... وہ بڑھیا جب سونے لگی..... یہ اس کی مٹھیاں دباتے دباتے اس بوڑھی کو کچھ نیند تھی..... کچھ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں..... تو ماں باپ کی عادت ہے..... کہ جب بچہ کو اچھا کام کرتے دیکھیں..... تو دل سے..... پیار سے..... محبت سے ..... دعا نکلتی ہے..... اولاد جیسی بھی ہو..... ماں کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے..... اللہ

میں اپنے بیٹے پہ خوش ہوں...... یہ میری خدمت کرتا ہے...... اللہ قیامت کے دن اسے وقت کے نبی کے ساتھ جنت میں بھیجنا...... حضرت کلیمؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... اور موسیٰ کہنے لگے امی! تجھے مبارک ہو...... وہ نبی میں ہوں...... جس کا نام موسیٰ کلیم ہے ......اور مجھے میرے رب نے کہا...... کہ یہ آدمی تیرے ساتھ جنت میں جائے گا...... میں تیرے بیٹے کی زیارت کرنے آیا ہوں۔

میں عرض کر رہا ہوں...... کہ یہ نسبت ہی ماں باپ کی خدمت کی ایسی ہے...... کہ اللہ نبیوں کے ساتھ جنت عطا کرتے ہیں...... ان کی دُعا کبھی اللہ رد نہیں کرتا۔

تین ایسے مواقع جہاں اللہ دعا رد نہیں فرماتے:

حضور ﷺ نے فرمایا! تین موقع ایسے ہیں...... کہ ان میں کبھی اللہ دعا رد نہیں کرتے...... ان میں ایک یہ ہے...... کہ دعوۃ الوالِد...... ماں باپ اولاد کے لئے دُعا کریں...... تو اللہ کبھی رد نہیں کرتا...... ان کی خدمت کرنے پہ اللہ جو یہ دُعا مانگتے ہیں...... اللہ اسے قبول کرتے ہیں......(۱) آپ نے کبھی دیکھا ہے...... گاڑیوں کے پیچھے لکھا ہوتا ہے ...... جنت کی ہوا...... ماں کی دُعا...... اماں نے دُعا کر دی ہے...... تو جنت کی ہوا ہے۔

جنت تلواروں کے سائے تلے:

ایک دفعہ حضورؐ نے جہاد کی فضیلت بیان فرمائی...... صحابہؓ کو تیار کیا...... کہ لڑائی لڑنے کے لئے...... کفر کا مقابلہ کرنے کے لئے...... جہاد کے لئے چلو......! اور فرمایا...... واعلموا انّ الجنّۃ تحت ظِلال السُّیوف......(۲)

---

(۱) ترمذی ص ۱۲ ج۲/ ابوداؤد ص ۳۵۲ ج۲/ مشکوٰۃ ص ۱۹۵ ج۱/

(۲) صحیح بخاری ص ۳۹۵ ج۱/ مسند ابی یعلی الموصلی میں یہ الفاظ ہیں۔ "ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف ص ۲۳۵ ج۶/

لوگو......! جنت تلواروں کے سائے تلے ہے...... ایک صحابی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ...... محبوبؐ مجھے اجازت دیجئے...... میں بھی لڑنے کے لئے چلتا ہوں...... فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا...... تیرے گھر میں کون ہے...... اس نے کہا جی! بوڑھی اماں ہے...... فرمایا کوئی اس کا خدمت گزار ہے؟...... اس نے کہا نہیں......! تیرا کوئی دوسرا بھائی ہے...... اس نے کہا نہیں...... گھر میں کوئی اور ان کا خیال کرنے والا ہے......؟ کہا کہ نہیں...... فرمایا! جا تو ان کی خدمت کر......! وہ آدمی کہتا ہے...... محبوب خدمت تو میں اپنی جگہ پر کروں۔

جنت ماں کے قدموں تلے:

آپؐ نے فرمایا...... جنت تلواروں کے سائے تلے ہے...... میں جنت سے محروم ہو جاؤں...... فرمایا اوروں کے لئے جنت تلواروں کے سائے تلے...... تیرے بوڑھے ماں باپ زندہ ہیں...... تو ان کی خدمت کر...... الجنة عند رجلها......(۱) تیرے لئے جنت ماں کے قدموں تلے ہے...... ماں باپ کی خدمت میں جنت ہے...... ان کی عزت پہ جنت ہے۔

ماں اور باپ کا حق:

ایک نوجوان بیٹا...... حدیث کی کتابوں میں ہے...... سفر پہ کیا کچھ پیسے تھے...... اس کے پاس اپنے بوڑھے والد کو دے کر گیا...... کہ ابا جان یہ بچوں کے لئے...... میں نے کچھ کمایا ہوا ہے...... سنبھال کے رکھ رہا ہوں...... آپ کے حوالہ کر رہا ہوں واپس آؤں گا۔

---

(۱) ردتُ ان اعزو وقد جئت استشرك فقال هل لك م أمّ فقال نعم قال فالز مها فان الجنة عند رجلها (مشكوٰة شريف ص ۴۲۱ ج۲/ مسند احمد / نسائی / بیهقی /

میں آکران کو لےلوں گا...... کتابوں میں ہے...... کہ بیٹا چلا گیا...... سفر پہ سفر بڑا لمبا تھا...... اتفاق سے بوڑھا باپ بیمار ہوگیا...... اس باپ نے اپنے بیٹے کی جائیدادا اپنے پر خرچ کرنا شروع کردی...... بچہ جب واپس آیا...... اس نے آنے کے بعد مطالبہ کیا...... کہ ابا جان میں پیسے دے کے گیا تھا...... واپس دو...... اس نے کہا بیٹے! ...... میں بیمار ہوگیا تھا...... میں نے اپنی جان پر خرچ کر لئے تھے...... جوانوں کے اپنے جذبات ہوتے ہیں...... اس نے کہا میں نے اپنی اولاد کے لئے کمائے تھے...... اس لئے نہیں کہ تو سارے اپنی جان پر خرچ کرے...... مجھے دے ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرتا ہوں...... حدیث میں آتا ہے...... وہ بیٹا اٹھا...... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں شکایت کرنے چلا گیا...... اب یہ بوڑھا باپ اٹھا...... اس نے مصلیٰ بچھایا...... اور دعا کی...... میں اس احکم الحاکمین کی دربار میں پہنچا تھا...... جس کے ہاں کوئی اپیل رد نہیں ہوتی...... حدیث میں آتا ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے...... حضورؐ نے اس نوجوان بیٹے کے ہاتھ کو پکڑا...... اور اس بوڑھے باپ کے ہاتھ میں...... ہاتھ دیکھ کر یہ جملے ارشاد فرمائے...... کہ بوڑھے باپ جس رب کی دربار میں...... تو کیس لے کر گیا تھا...... اس خالق نے فیصلہ کیا ہے...... اور میں محمدؐ اس فیصلہ کا اعلان کرنا چاہتا ہوں...... اس جوان کا ہاتھ پکڑ کے باپ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا...... انت ومالك لابيك ......(۱) تو بھی تیرا مال بھی تیرے باپ کا حصہ ہے...... جو کچھ تو نے دیا ہے...... استعمال کرنے کا تجھے کوئی حق نہیں...... جو فیصلہ تیرا باپ کردے...... تجھے اس فیصلہ کے لٹانے کا حق حاصل نہیں ہے...... باپ کے سامنے تجھے بولنے کی جرأت نہیں...... تو اپنے باپ سے مال کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(1) سنن ابن ماجه ص ١٦٥

اللہ نے ابھی فیصلہ کیا ہے...... والدین کا ایک مقام ہے...... ان کی عزت وخدمت کرو گے...... تو جنت ملے گی...... ان کی خدمت نہیں کرو گے...... تو پھر جہنم ہے...... (اللہ معاف کرے)

والدین کی خدمت نہ کرنے والے کی سزا:

حدیث منبر بڑی مشہور ہے...... تفصیل سے نہیں سناتا...... حضورؐ منبر کی سیڑھیوں پر آئے...... تین مرتبہ آمین آمین آمین کے جملے فرمائے...... پہلے زینے پر قدم رکھ کے آمین فرمائی...... جبرئیل امین تشریف لائے...... اور کہا اللہ کے محبوب اللہ کہتے ہیں...... اللہ نے مجھے بھیجا ہے...... میں دُعا کرتا ہوں...... آپ آمین کہیں...... جس کی زندگی میں رمضان آئے...... نیکیاں کر کے جنت حاصل نہ کرے...... اللہ اسے برباد کرے...... حضورؐ نے آمین فرمایا...... دوسرے زینے پر قدم رکھتے ہوئے فرمایا...... جس محفل میں میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پہ درود نہ پڑھے...... سب کہو صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر درود نہ پڑھے...... اللہ کی رحمت سے وہ بھی محروم ہو جائے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں...... میں نے آمین کہا...... اور فرمایا...... جب تیسرے زینے پر قدم رکھا...... تو پھر جبرئیل نے آ کر کہا...... محبوب میں دُعا کرتا ہوں...... آپ آمین کہیں...... جس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوں...... اور وہ اپنی زندگی میں...... ان کی موجودگی میں...... خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے...... اللہ اسے بھی برباد کردے۔ ......(۱) اور تو پیغمبر کی بددُعا ہی کافی...... جبرئیل فرشتہ کی بددعا کافی...... پھر اس پہ پیغمبر کا آمین کہنا کافی اللہ کا حکم دے کے جبرئیلؑ کو بھیجنا...... جس کا معنی یہ ہے۔

(۱) فضائل رمضان عن کعب بن عجرۃ حدیث نمبر ۳ از شیخ محمد زکریا کاندھلوی

کہ رب فیصلہ کرنا چاہتا ہے...... جو نبی پہ درود نہیں پڑھتا...... میں اس کو بھی برباد کروں گا جو رمضان کے روزے رکھ کر رب کو راضی نہیں کرتا...... میں اس کو بھی برباد کردوں گا...... جو ماں باپ کی خدمت کر کے جنت نہیں کماتا...... میں اس کو بھی برباد کروں گا...... ایک صحابی آئے...... اور کہا میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے...... میں ان کی زندگی میں تو ان کی خدمت نہیں کر سکا...... اب میں تڑپتا ہوں...... روتا ہوں...... کیا کروں......؟ حضورؐ نے فرمایا ...... اپنے باپ اور ماں کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کر...... ان کے دل سے جو دُعائیں نکلیں گیں...... اس کے صلہ میں جو جنت میں مقام ملے گا...... ان کی روح خوش ہو جائے گی ...... تیرے ماں باپ تجھ سے راضی ہو جائیں گے ......(۱) جب تو خالہ سے اخلاق سے پیش آئے گا...... وہ کہے گی...... دیکھو! میری بہن کا بیٹا کتنا اچھا ہے...... میرا بھانجا اس نے اپنی ماں کی لاج رکھی ہے...... آج وہ ماں کی طرح میری عزت کرتا ہے...... اللہ میری بہن کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل کر...... جب اس کی زبان سے یہ جملہ نکلے گا...... یقیناً اماں پہ رحمت آ رہی ہو گی...... اور ماں کے دل سے وہاں قبر میں یہ دُعا ہو گی اللہ میرے بیٹے کو اس کی بہتر جزا دے...... اگر چچا کی خدمت کر رہے ہو...... چچا راضی ہو گیا...... کہ میرا بھتیجا ہے ...... میرے بھائی کی وجہ سے میری عزت کرتا ہے...... اس نسبت کی وجہ سے جو اس کے دل سے دُعا نکلے گی...... اللہ یقیناً اس کو اس کے صلہ میں بہتر جزا دیں گے...... ان کے دوستوں سے اچھے تعلقات قائم کرو......!

والدین کے لئے ایصالِ ثواب کا التزام:

اور دوسری چیز یہ ہے...... کہ والدین کے لئے مغفرت کی دُعا کیا کرو...... کم از کم

(۱) ترمذی ص ۱۲ ج۲ عن ابن عمرؓ

اور نہیں ہو سکتا...... تو ان کی قبر پہ جا کر فاتحہ پڑھ کے ایصال ثواب کیا کرو۔ جہاں بیٹھے ہو......! وہیں بیٹھ کر کم از کم اور کچھ نہیں...... تو تین مرتبہ یومیہ " قل هو الله " پڑھ کر...... ایک قرآن کے ختم کی نیت کر کے...... ایصالِ ثواب کر کے...... ان کے لئے مغفرت کی دُعا کیا کرو............ (۱) یہ ان کا حق ہے...... اہم مقامات جن موقعوں پر اللہ دعائیں قبول کرتے ہیں...... وہ خاص موقعے جن پر...... اللہ کی طرف سے فیصلہ ہوتا ہے...... کہ میں فلاں فلاں گناہگاروں کو نہیں بخشوں گا...... حتیٰ کہ لیلۃ القدر کی رات میں...... شب برأت کے موقع پر...... عیدین کی رات میں...... ان مقامات میں سے...... ایک اہم موقع یہ بھی ہے...... کہ جو شخص اپنے والدین کا نافرمان ہے...... اللہ اس کی مغفرت نہیں کرتا...... اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو...... اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے......، اپنے بڑوں کی بزرگوں کی...... نسبتوں اور عزتوں کی قدر...... اور لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخــر دعـــوانـــا عــن الــحــمــد لــلّٰــه رب الــعــالــمــيــن

---

(۱) یہ بات تو حدیث سے ثابت ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ کہ بندہ کے ماں باپ وفات پاجاتے ہیں۔ یا دونوں میں سے ایک اس حال میں فوت ہو جاتا ہے کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا اور ستاتا رہا۔ اب موت کے بعد ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہے اور ان کے لیے استغفار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ جل شانہٗ اس کو ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والوں میں لکھ دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱ ج۲)

حقوق اولاد

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً ...... o قال النبیؐ مروا اولاذکم بالصلوٰۃ وھم انبآءُ سبع سنین واضربو ھم علیھا وھم انباء عشر سنہن وفرقو ابینھم فی المضاجع ......(۱) وقال رسول اللّٰہ ﷺ الا کلکم راعٍ...... وکلکم مسئول عن رعیته...... فالامام الذی علی الناس راعٍ وھو مسٔول عن رعیته...... والرجل راعٍ علی اھل بیتہٖ...... وھو مسئول عن رعیته والمراۃ راعیته علی بیت زوجھا وولدہٗ وھی مسئولة عنھم وعندالرجل راعٍ علی قال سیدہ وھو مسئول عنه الافلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہٖ...... (۲) وقال رسول اللّٰہ ﷺ من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہٖ فان لم سیتطع فبلسانہٖ فان لم ستطع فبقلبه وذالك اضعف الایمان...... (۳) او کما قال رسول اللّٰہ ﷺ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ

---

(۱) ابوداؤد ص ۷۱ ج۱/ مشکوٰۃ ص ۵۸ ج۱/ مشکوٰۃ ص ۵۸ ج۱/ دارقطنی ص ۸۵، ۱۹۷ ج۱/ ریاض الصالحین ص ۱۳۱ ج۱/ مسند احمد ص ۱۸۰ ج۲/ (۲) صحیح بخاری ص ۱۲۲ ج۱/ صحیح مسلم ص ۱۲۲ ج۲/ مشکوۃ ص ۳۲۰ ج۱ عبداللہ بن عمرؓ

(۳) صحیح مسلم ص ۵۲ ج۱/ مشکوۃ ص ۴۳۶ ج۱/ مسند ابی یعلی الموصلی ص ۴۳۶ ج۱ مطبوعه بیروت

وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ...... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمہید:

لائقِ صد اعزاز وتکریم...... واجب الاحترام دوستو......! آج کے خطبہ میں...... رحمۃ للعالمین ﷺ اس حیثیت سے...... کہ آپؐ بچوں کے نبی ہیں...... جیسے آقا ﷺ بڑوں کے نبی ہیں...... آپؐ چونکہ پوری انسانیت کے نبی بن کر آئے ہیں...... مردوں کی طرف ......عورتوں کی طرف ......انسانوں کی طرف...... فرشتوں کی طرف......جنوں کی طرف......اللہ خود قرآن کریم میں فرماتے ہیں......وما ارسلنٰک اِلا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً...... پیارے نبی ﷺ ہم نے آپ کو پوری کائنات کے لئے ساری انسانیت کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے......محبوب ﷺ نے انسان کی ہر موڑ پر رہنمائی کی ہے......اس حوالے سے جو میں آپ سے اس وقت گفتگو کرنا چاہتا ہوں......میرے پیارے پیغمبر ﷺ نے آپ کو اور ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کے اچھے انداز سکھائے ہیں......اولاد کے حقوق کیا سکھائے ہیں؟......ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟......اس حوالے سے میں چند ایک باتیں آپ سے کرتا ہوں۔

نظامِ قدرت:

قابلِ قدر دوستو!......آج ہم کسی تقریب، اجتماع یا جلسے میں ہوں......عام طور پر یہ مطالبہ ہوتا ہے......لوگ آ کر یہ کہتے ہیں...... ہمارے بچے بگڑ گئے ہیں۔

- خراب ہو گئے ہیں......
- نافرمان ہو گئے ہیں
- ہماری بات نہیں مانتے
- باپ کے ساتھ بیٹا بولتا نہیں ہے
- گھر میں سکون نہیں
- کبھی کسی پیر سے کبھی کسی بزرگ سے کہا جاتا ہے
- کہ حضرت صاحب تعویز دیں

- کبھی کہتے ہیں کہ دعا کریں
- کبھی کسی دربار میں
- کبھی کسی اللہ والے کی خدمت میں
- کبھی کسی بزرگ کے

پاس یہ سارے معاملات جو ہم کرتے ہیں ...... اس لئے کہ ہم پریشان ہوتے ہیں ...... ہماری اولاد کا سلوک ہمارے ساتھ صحیح نہیں ...... حقیقت یہ نہیں اگر ہم حقیقت میں غور کریں !...... تو یقیناً اپنے آپ کو ملامت کریں گے ...... کہ ہم نے کیا اپنی اولاد سے صحیح سلوک کیا ہے ؟...... کہ ان سے اچھے سلوک کی توقع رکھیں! ...... کہا جاتا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ...... یہ دنیا میں طریقہ ہے کہ ...... جو بوگے وہی کاٹو گے ...... جیسا تم نے اپنی اولاد سے سلوک کیا ہے ...... اپنی اولاد سے بھی اُسی کی توقع رکھو! ...... کیا ہم نے اپنی اولاد کو ایمان سکھایا ہے ......؟ دین سکھایا ہے ......؟ اخلاق سکھائے ہیں ......؟ نیکی کے کام سکھائے ہیں ......؟ بڑوں کے آداب سکھائے ہیں ......؟ بچوں پہ شفقت کے طریقے سکھائے ہیں ......؟ اللہ کے نبی ﷺ کی محبت ان کو سکھائی ہے ......؟ قرآن مجید کی تلاوت ان کو سکھائی ہے ......؟ اللہ کی محبت اور اس کا رسوخ کیا ہم نے اپنی اولاد کو سکھایا ہے ......؟ اولاد کی ہم نے صحیح تربیت کی ہے؟

والدین پر اولاد کی تربیت کا حق:

اگر ہم نے یہ سب اپنا فریضہ ادا کیا ہے ...... تو اب اگر آپ کا بچہ نافرمان ...... آپ کا کہا نہیں مانتا ...... اب اگر آپ کا بچہ آپ کے حکم میں نہیں ہے ...... اگر آپ کا یہ بچہ سب سے دین کی طرف ملتفت ہے ...... تو اب آپ کو یہ شکوہ کرنے کا حق ہے ...... کہ جناب میں نے تو بڑی محبت کی تھی ...... میں نے تو بڑی عزت کی ہے ...... میں نے تو اس کی بڑی خدمت کی ہے ...... میں نے تو اس کو بڑا دین سکھایا ہے ...... اس پر بڑی محنت کی ہے ...... لیکن اب بچہ نافرمان ہو گیا ہے ...... پھر یہ بات قابل سوچ ہو گی ...... اب سوچیں گے کہ یہ بچہ کیوں

نافرمان ہوا ہے؟...... ہم حقدار ہیں کہ اس بچہ کو بھی سمجھائیں...... اس کو سکھائیں بھی سہی...... اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش بھی کریں...... اور اگر ہماری پوزیشن یہ ہے کہ...... ہم نے اپنی اولاد کو قرآن نہیں سکھایا...... ایمان نہیں سکھایا...... دین نہیں سکھایا...... اس بچہ نے جب بولنا شروع کیا ہے...... تو ہم نے اس کو کلمہ نہیں سکھایا...... ہم نے اس کو اللہ اور رسولوں کے نام لینے کے طریقے نہیں سکھائے...... ہم نے اس کو پیغمبر کی شریعت کے مطابق جینے کے آداب نہیں سکھائے...... رہنے کے سلیقے نہیں سکھائے...... بڑوں کی تعظیم نہیں سکھائی...... چھوٹوں سے محبت وشفقت کا انداز نہیں سکھایا...... جب ہم نے کچھ نہیں سکھایا...... اب یہ بڑا ابن کے جب یہ شباب اور جوانی کو پہنچا ہے...... وہ میرا ادب نہ کرے...... میرا بیٹا ہو کر مجھے حق نہیں پہنچتا کہ اس کا شکوہ کروں...... شکوہ اولاد کو کرنے کا حق ہے...... کہ میرے باپ نے ہمارا حق ادا نہیں کیا...... ہم سے کیا توقع رکھتے ہو؟...... اللہ کے نبی نے جہاں یہ بتایا ہے...... کہ ماں باپ کے قدموں تلے جنت ہے...... جہاں یہ بتایا ہے...... کہ والدین تمہارے لئے جنت بھی ہیں اور جہنم بھی...... جہاں رسول اللہ ﷺ نے اولاد کو یہ سکھلایا ہے...... کہ خبردار......! اگر والدین کی اتباع میں زندگی گزارو گے کامیاب ہو جاؤ گے...... ان کے سامنے اُف کہنے کی اجازت نہیں...... جھڑک کر جواب دینے کی اجازت نہیں...... ان کے لئے۔ واخفض لهما جناح الذل من الرحمة ...... اپنے آپ کو جھکا دینے کا حکم ہے...... جہاں قرآن نے اولاد کو یہ باتیں بتائی ہیں...... وہاں قرآن نے، پیغمبر ﷺ نے والدین کو بھی کچھ سکھایا ہے

...... آج ماں باپ کے اولاد کے بارے میں...... حقوق بیان کرنا چاہتا ہوں۔

تربیت اولاد کے آداب:

دین اسلام کے آنے سے پہلے...... جیسے معاشرے کے تمام طبقات بے ہودگی کا شکار تھے...... انسانیت دم توڑ چکی تھی...... ماں، بہن، بیٹی کی کوئی تمیز وعزت نہیں تھی......

بڑے کا اکرام نہیں تھا...... چھوٹے پہ کوئی شفقت نہیں تھی...... سارے کا سارا معاشرہ خراب تھا...... رسول اللہ ﷺ کے آنے سے پہلے...... کسی کو بھی پتہ نہیں تھا...... کہ اولاد کی عزت کیسے کی جاتی ہے...... اولاد سے محبت کیسے کی جاتی ہے...... اولاد سے پیار کیسے کیا جاتا ہے......؟ اولاد کو آداب سکھائے کیسے جاتے ہیں......؟ اولاد سے اخلاقی برتاؤ کیسے کیا جاتا ہے

وہ واقعہ مشہور ہے...... کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے بچہ کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے...... حضور ﷺ اس سے پوچھتے ہیں کہ بیٹی تجھے پیاری لگتی ہے......؟ اس کا بوسہ لے رہے ہو...... کہا محبوب جب تک آپ نہیں آئے تھے...... میں نے گھڑے کھود کر اپنی سات بیٹیوں کو زندہ درگور کیا تھا...... یہ آپؐ نے سکھایا ہے کہ بیٹی زندہ دفن کرنے کے لائق نہیں ...... یہ تو پیشانی چومنے کے لائق ہے...... یہ محبت جو رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو اللہ کے ساتھ سکھلائی ہے...... کائنات میں ایسی محبت کوئی نہیں سکھا سکتا...... ان حقوق میں سے جتنی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

تقریر کے تین حصے:

میں اپنی تقریر کو تین حصوں میں تقسیم کروں گا......: ایک وہ حقوق...... اللہ کے نبی ﷺ نے جو بتائے...... بچہ کے بچپن میں رضاعت، دودھ پینے کے دور میں...... اپنے والد سے اس کمسنی کے عالم میں...... والدین کی ذمہ داری کیا ہے...... اور ان کے ساتھ کیا سلوک کریں...... بچہ جب بولنے کے شعور کو پہنچے...... باپ سمجھ لے کہ صلاحیت رکھتا ہے...... اس وقت سے لے کر...... شباب اور جوانی تک...... اس بچہ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے...... اس کو کیا سکھانا چاہئے...... جوان ہونے کے بعد والدین کی ذمہ داری کیا ہے...... اور کس وقت والدین اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو جاتے ہیں...... یہ تین باتیں میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اولاد کے حقوق اور ذمہ داریاں:

ان میں سب سے پہلی چیز بچے کا بچپن ہے..... جب بچہ ماں کے پیٹ سے دنیا میں آتا ہے..... ایک پیدا ہونے والا مولود دنیا میں وجود میں آتا ہے..... اس وقت وہ اپنے ساتھ بڑے احساسات لے کر آتا ہے..... ماں کے پیٹ میں تھا..... اسے کوئی فکر نہیں تھی..... خالق لم یزل، بے مثل و بے مثال نے اس کے لئے ایک انتظام کیا ہوا تھا..... اب جب یہ یہاں آیا ہے..... تو ماں کے دل میں فطری طور پر..... اللہ نے اس کی محبت بھی ڈالی ہے..... اس کا پیار بھی ڈالا ہے..... اس کے حقوق بھی بتا دیئے ہیں..... اس کی ذمہ داریاں بھی بتا دیں ہیں..... حدیث پاک میں آتا ہے..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... تمہاری اولاد کے حقوق میں سے یہ حق ہے کہ..... بچہ پیدا ہو یا بچی پیدا ہو..... ان دونوں کی تخلیق میں..... کسی کی پیدائش پر تمہارے چہرے پر بل نہیں آنا چاہئے..... بچہ کے پیدا ہونے پر تو لوگ ویسے ہی خوش ہوتے ہیں..... اور اگر کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو تو چہرہ مرجھا جاتا ہے..... پریشان ہوتے ہیں..... میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیٹا عظمت کی نشانی ہے..... اور بیٹی باپ کے لئے رحمت اور عزت کی نشانی ہے..... ہوسکتا ہے کہ بیٹا معاشرے میں..... تمہیں کسی جگہ گندا اور بدنام کر کے رکھ دے..... لیکن بیٹی کا رشتہ تم نے جہاں بھی کر دیا ہے..... کہ بیٹی تمہارے سامنے اتنی جھک جاتی ہے کہ..... اسے باپ کے سامنے اُف کہنے کی گنجائش نہیں رہتی..... یہ کہتی ہے کہ..... میرے والدین کی عزت بحال رہے..... میرے ساتھ جو بیتتی ہے بیتتی رہے۔

اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت:

قابل قدر دوستو اور بھائیو.....! اللہ کے نبی ﷺ نے پہلی چیز یہ سکھلائی ہے

.....کہ اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت بھی ہے......اور آزمائش بھی......قرآن کہتا ہے......کہ "انما اموالکم واولادکم فتنه"......مال اور اولاد دونوں تمہارے لئے آزمائش ہیں......امتحان ہیں......انعام بھی ہے......امتحان بھی ہے......انعام اس لئے ہے کہ......اللہ نے احسان کیا ہے......تمہیں دیا ہے نہ دیتا کبھی......اس ماں کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر پوچھو!......کبھی اس باپ سے پوچھو!......جس کی اولاد نہیں ہے......ان کو بیس بیس، تیس تیس سال ہو گئے......شادیاں ہوئیں ہیں......اولاد کے لئے ترس رہے ہیں......کبھی کسی کے پاس جاتے ہیں......کبھی کسی طبیب حکیم......ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں......کبھی کسی عالم، پیر، فقیر کے پاس جاتے ہیں......چلاکشی کرتے ہیں......لیکن وہ اولاد کا خزانہ......خالق لم یزل کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دے......جس کو چاہے نہ دے......اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں

اولاد دینے کے خزانے:

اماں عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ ایک چھوٹی سی بچی کو دیکھا......اور رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا......عائشہ صدیقہؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے......حضور ﷺ پوچھنے لگے عائشہ خیر ہے......؟ کہا محبوب ﷺ میں آپ کے پاس عالم شباب اور جوانی میں آئی ہوں

☆ میرا حسن و جمال......میری جوانی......میری خوبیاں......میری نیکیاں آپؐ کے سامنے ہیں......اللہ سے کم از کم اتنی تو دعا کیجئے......اللہ بیٹا نہ سہی مجھے بیٹی دے دے......میں صاحب اولاد تو کہلاؤں......محبوب ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے......حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا کہتی ہے......یہ بیٹوں اور بیٹیوں کے خزانے محمد ﷺ کے پاس نہیں ہیں......محمد ﷺ کے رب کے پاس ہیں......جس کو جب چاہے دے......جس کو نہ چاہے نہ دے......جب چاہے لے لے......جب چاہے عطا کر دے......یہ میرے اختیار میں نہیں......یہ تیرے رب کے اختیار میں ہے......دینے پہ آیا تو یعقوبؑ کو بارہ دیئے......لینے پہ آیا

تو محمد ﷺ کے چاروں سنبھال لیے اس کو کون پوچھتا ہے......اس لئے اولاد اللہ کی طرف سے نعمت ہے بیٹا ہو یا بیٹی ہو۔

بچہ کا سب سے پہلا حق:

اب اس کے کچھ حقوق ہیں......سب سے پہلا حق یہ ہے کہ......بچہ جب دنیا میں آئے......شاید غیر مسلم قوموں میں......اولاد کے حقوق کا اتنا لحاظ......اور خیال نہیں کیا گیا ......جتنا کہ اسلام نے بتایا ہے......سب سے پہلے اس بچے کو غسل دو......اسے صاف ستھرا کرو! کہ ماں کے پیٹ سے گدلا ہو کر......میلا اور گندا ہو کر......خون آلود ہو کر......ظاہر ہے کہ غلاظت اور گندگی کے مجموعے سے نکل کر آ رہا ہے......اب اس کو دھلاؤ ! ......نہلاؤ! ......یہ غسل اس کی سب سے پہلی نشانی......اس طرف ہے......کہ الطھور شطر الایمان......(۱) الطھور نصف الایمان ......(۲) دین اسلام ہے ہی پاکیزگی کا دین......

یہی وجہ ہے کہ ہماری کوئی عبادت ......اس وقت تک قبول نہیں ہوتی ...... جب تک کہ ہم پاک نہ ہوں......نماز پڑھتے ہیں......تو کپڑے کو پاک کرنا ضروری ہے......لباس کو پاک کرنا ضروری ہے......جس کو پاک ہونا ضروری ہے...... جناب ظاہری اور باطنی طھارۃ حاصل کرنا ضروری ہے......آپ روزے کے ساتھ ہیں......آپ کے وجود کو پاک ہونا ضروری ہے...... آپ حج کعبۃ اللہ پہ جا رہے ہیں......وہاں طھارۃ ونفاست کی ضرورت ہوتی ہے......قرآن کی تلاوت کے لئے ...... باوضو اور پاک صاف ہونا ضروری ہے......خوشبو لگانا ضروری ہے کوئی عبادت ہو اس میں تمہیں نفاست کا سبق سکھایا گیا ہے......طہارت کا سبق سکھایا گیا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۸ ج ۱/ صحیح مسلم ص ۱۱۸ ج ۱/ (۲) مشکوٰۃ ص ۳۹ ج ۱ / ترمذی ص ج

اس لئے جب بچہ ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے...... باقی چیزیں بعد میں...... سب سے پہلے اس کو پاک کرو...... تاکہ پتہ چلے کہ دنیا تو ناپاک ہے...... مگر یہاں انسان کلمہ پڑھنے کی نسبت سے یہاں پاک ہونے آیا ہے...... اسے پاک صاف کرنے کے بعد ماں بھی دودھ بعد میں دے۔

بچہ کے کان میں اذان دینے کا فائدہ:

یہاں تک لکھا ہے کہ...... کسی نیک صالح شخص کا انتخاب کرو...... اور اس سے کہو کہ اس بچے کے کان میں آذان دے...... دائیں طرف آذان کے جملے...... اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبرْ، اشہد ان لااِلٰہ الا اللّٰہ، اشہد ان لااِلٰہ الا اللّٰہ ...... اور بائیں طرف اقامت کے جملے، آذان دے...... تکبیر کہے...... سارے کلمات اس لئے کہے جارہے ہیں ...... کہ اس بچے کی فطرت میں اسلام ہے...... اس لئے کہ اللہ نے جو انسان کو پیدا کیا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الالیعبدون ...... صرف ان اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ...... جب یہ پیدا ہوا ہے...... تو اس کی عبادت کے لئے آیا ہے...... اور پہلے اس کو یہ سکھا دو کہ...... تو دنیا کے کاموں کے لئے نہیں آیا...... سب سے پہلے اس کو کہہ دو...... ''اللہ اکبر'' ...... اللہ سب سے بڑا ہے...... یہ ننھی سی جان کیا سمجھے کہ اللہ بڑا ہے...... توجہ کریں!...... جس جہان میں یہ تھا...... یعنی ماں کے پیٹ میں...... یہ اس کو سب سے بڑا جہان سمجھتا تھا...... اس کی نظر میں اس سے بڑا جہان کوئی نہ تھا...... اب جب اس جہان سے دنیا کے جہان میں آیا ہے...... تو اس سے بڑا جہان اب کسی کو نہیں سمجھے گا۔

اذان سے مقصود اصلی:

ماں کے پیٹ اور دنیا کے جہان کا مقابلہ کرو! کہ...... جتنے انسان ہیں...... جتنی

عورتیں ہیں......ان کے جتنے بچے ہیں......ان سب کی اولادیں......اسی جہان میں آتی ہیں...... یہ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، یہ کائنات کے نقشے......اتنا بڑا عالم و جہان......ان سب کو دیکھ کر......کہیں یہ مت سمجھنا کہ یہ رب ہیں...... دیکھنے والوں نے سورج کو دیکھ کر کہا تھا......کہ شاید یہ رب ہو......لوگ چاند کی روشنی کو دیکھ کر سمجھتے ہیں......کہ شاید یہ بھی رب ہو......آگ کو چمکتا دیکھ کر کافروں نے کہا...... یہ آگ پکانے کے کام آتی ہے......کہ اس کی گرمی اور شدت ہے......اس لئے یہ بھی رب ہے...... ماننے والوں نے کہا کہ بچھو ڈستا ہے......زہر پہنچا دیتا ہے...... یہ بھی رب ہے......سانپ کاٹتا ہے......آدمی اس سے مر جاتا ہے......لہٰذا یہ بھی رب ہے...... ہر ایک کو رب بنانا شروع کیا......اس لئے جب بچہ پیدا ہوا تو اس کے کان میں کہا گیا......''اللہ اکبر، اللہ اکبر''......نہ تیری ماں کا پیٹ بڑا رب......وہاں بھی تو تھا تو تیرا رب کوئی اور تھا......اور نہ یہ جہان تیرا رب...... بلکہ تیرا رب اللہ ہے......اس لئے کہ اس جہان میں تیرے رب نے جتنا پالنے کا تیرا انتظام کیا ہے

☆...... آسمان سے مینہ برسا کے......زمین سے پانی نکال کر...... پھل فروٹ سبزیاں اُگا کر...... چاند سورج ستاروں کی روشنی عطا کر کے......اس کائنات میں تیری خوراک کا انتظام تو ہے...... یہ اسباب تو ہیں رب نہیں......سبب کو سبب سمجھنا رب نہ سمجھنا۔

تیسری مرتبہ اللہ اکبر سے مقصود:

اللہ اکبر تیسری مرتبہ بھی کہہ دو......اس لئے کہ اس نے ابھی اور جہاں میں بھی جانا ہے......اور وہ عالم برزخ کہلاتا ہے...... یہاں سے مرنے کے بعد......اور قیامت میں اٹھنے سے پہلے...... ہر انسان انتظار میں ہے......آدم سے آج تک جتنے مرے......وہ بھی اس جہاں میں ہیں......آئندہ جتنے بھی آئیں گے وہ سارے کے سارے اس جہاں میں ہیں...... یہ برزخ ایک مستقل جہاں ہے......جو آخرت نہیں......یاد رکھنا......آخر تو قیامت

آئے گی جس دن ہم اٹھیں گے...... محشر میں انسان اٹھے گا...... یہاں سے مرنے کے بعد ...... اس دن کے اٹھنے سے پہلے...... درمیان میں جتنا عرصہ پوری انسانیت گزار رہی ہے ...... قیامت تک آنے والے گزاریں گے...... اس جہاں میں جو لوگ رہے ہیں...... اس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے...... برزخ کا معنی پردہ ہے...... اور پردے کا مفہوم یہ ہے کہ...... ایک ایسی جگہ ہے جو پردے میں ہے...... اس کی حقیقت کو کوئی نہیں پا سکتا...... ہم وہاں کا تصور نہیں کر سکتے...... کہ وہ کیسے بس رہے ہیں...... اتنا ضرور ہے کہ انسان روح اور جسم کا مجموعہ تھا...... جسم اس کا زمین ہے...... کہ بنا بھی اسی سے تھا...... اور گیا بھی وہیں...... منها خلقنکم و منها نعیدُکم و منها نخرجکم تارةً أخریٰ ...... روح اوپر سے آئی تھی...... اوپر ہی چلی گئی...... کفن چونکہ یہاں پہ ہے...... اس روح کا کنکشن جسم سے ہے...... جسم کا اس کی طرف نہیں...... اس کی توجہ اس کی طرف ہے...... یہ جسم تو فانی ہے...... روح انسان کی باقی ہے...... جس میں زندگی اور روح باقی ہے...... وہ دوسرے کی طرف متوجہ ہوتا ہے...... جسم اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا...... اس لئے عالم برزخ کا زیادہ تعلق...... دنیا کے ساتھ ہے...... کہ جسم بھی یہاں پر ہے...... روح کا کنکشن بھی یہیں ہے...... یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ...... جب تم مردے کو دفن کر کے جاتے ہو (بخاری کی روایت میں) اسے اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے...... تو وہ جانے والوں کے قدموں کی کھٹکھٹاہٹ بھی سنتا ہے...... (۱) اس سے بھی ایک اور عجیب روایت ہے...... جس وقت اس کا حساب کتاب ہوتا ہے...... جزا سزا کا فیصلہ ہو جاتا ہے...... اگر یہ مردہ نیک صالح ہے...... تو یہ تمنا کرتا ہے اللہ!

---

(۱) صحیح بخاری ص ۱۷۸ ج ۱ / ۱۸۳ /

(اب دیکھیں اس کی توجہ دنیا والوں کی طرف ہے آخرت کی طرف نہیں) اے اللہ مجھے ابھی واپس بھیج دے...... ایک دفعہ میں جا کر اپنے رشتہ داروں کو مطلع کروں کہ...... میرے رب نے مجھ پر کرم کر دیا ہے...... مجھے جنت دے دی ہے...... میرے لئے اچھائی کے فیصلے کر دیئے ہیں...... مجھے سکون مل گیا ہے...... چنانچہ قرآن مجید میں غزوۂ احد کے قصے میں ان شہداء کا وہ واقعہ نقل کیا...... جن شہداء نے کہا تھا...... یا اللہ ہم تو واپس نہ جا سکیں گے...... کم از کم ہمارے رشتہ داروں کو مطلع کر دو کہ ہم مزے کر رہے ہیں...... اللہ کا رزق کھا رہے ہیں ...... قرآن کی آیت اُتری...... ولا تحسبن الذینقتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاءٌ عندربهم یرزقون۔

پھر عالم برزخ کے لوگ اس مرنے والے کے پاس جمع ہو جاتے ہیں...... تو وہ بھی اس سے دنیا کی باتیں پوچھتے ہیں...... اگلے جہاں کی نہیں...... کیا پوچھتے ہیں؟...... کہ فلاں عزیز کیسے ہے...... فلاں رشتہ دار کیسے تھا...... وہ نیکی یا بدی کر رہا ہے؟...... اور اگر اس نے کہہ دیا کہ فلاں آدمی تو مجھ سے پہلے آ گیا ہے...... وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا...... تو وہ اس پر افسوس کر کے کہتے ہیں...... کہ اوہو!...... اس کا معنی ہے کہ وہ تو کسی اور جہاں میں چلا گیا ...... جنت کی طرف نہیں آیا...... علیین کی طرف نہیں آیا...... معاذ اللہ سجین کی طرف چلا گیا ...... نیکیوں کی طرف نہیں آیا...... بدکرداروں کی طرف چلا گیا ہے...... اس پر وہ اظہار افسوس کرتے ہیں۔

بچہ کی فطرتاً پیدائش:

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ...... یہ ایک مستقل جہاں ہے...... اور جب بچے کے کان میں اللہ اکبر کا جملہ کہتے ہو...... تو ہم کہتے ہیں کہ یہ جہاں بھی اتنا بڑا نہیں...... اللہ اس سے بھی بڑا ہے...... پھر قیامت کے دن کا ایک میدان محشر کا اور وہ اگلا جہاں...... جس کا

ایک دن پچاس ہزار سال کا ہے...... تمہاری زندگیاں اس کے مقابلہ میں کیا ہیں...... پوری انسانیت کی زندگی اکٹھی کر لی جائے...... آدم سے لے کر آج تک سچی بات ہے کہ...... قیامت کے دن کے مقابلہ میں...... چند گھنٹوں کے برابر نہیں بنتے...... اللہ اس سے بھی بڑے ہیں...... شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں...... گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں...... یہ کلمات آذان کے کیوں کہے جا رہے ہیں...... تا کہ ہم یہ بتائیں کہ بچہ فطرتاً مسلمان ہے...... حدیث میں آتا ہے...... کہ کل مولد یولد علی الفطرة الاسلام فأبواہُ یھوّد انہ وینّصر انہ ویمجسانہ......(۱) اللہ ہر بچے کو فطرت اسلام پر پیدا کرتے ہیں۔

ماں باپ یہودی ہوتے ہیں...... یا عیسائی ہوتے ہیں...... یا مجوسی ہوتے ہیں ......ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے...... بیٹا ان کی طرف ڈھلنا شروع کر دیتا ہے...... یہودی بن جاتا ہے...... عیسائی بن جاتا ہے...... مجوسی بن جاتا ہے...... جب پیدا ہوا تھا...... خالق نے پیدا کیا ہے...... آیا ہے تو عبادت کے لئے آیا ہے...... اس وقت مسلمان ہو کر آیا تھا...... تمہاری بداعمالیوں کی وجہ سے...... یہودی، عیسائی، بنتا ہے...... یہی وجہ ہے کہ قرآن کہتا ہے...... کہ جو لوگ گناہوں کی طرف اپنے سرداروں کی وجہ سے ہوتے ہیں...... ان کو انہوں نے غلط راستہ پر لگایا ہے...... یہ کہیں گے یا اللہ ہم تو تیرے مجرم ہیں ہی...... ہمارے ان ماں باپ کو ہمارے ان بڑوں کو...... ہمارے ان چوہدریوں کو...... اللہ دہرا عذاب دے...... انہوں نے ہمیں برے راہ پر لگایا تھا...... ہمیں اس وقت سمجھ نہیں تھی...... ہمیں تھوڑا عذاب دے...... ان کو زیادہ دے...... ہم نے صرف تیری نافرمانی کی ہے۔

---

(۱) مسند ابی یعلیٰ الموصلی ص ٤٥٤ ج ٥ عن ابی ھریرةؓ / ترمذی ص ۳۹ ج ۲/

انہوں نے تیری نافرمانی بھی کی ہے......اور ہمیں بھی نافرمان بنایا ہے......یہی اولاد قیامت کے دن محاسبہ کریں گی۔

اذان دینے کے فوائد:

دوسرا حضور ﷺ نے فرمایا کہ...... جب تم بچے کے کان میں آذان کہتے ہو...... اس کا دنیا میں فائدہ یہ ہوتا ہے کہ......ایک بیماری ہوتی ہے "ام الصبیان" بچوں کو سکڑنے کی بیماری...... کہ جس سے بچہ سکڑنا شروع کر دیتا ہے......؟ کمزور ہو جاتا ہے......اکثر و بیشتر اس حادثے میں بچوں کی موت واقع ہو جاتی ہے......محبوب کہتے ہیں کہ......جس بچے کے کان میں......آذان کے جملے آپ نے کسی نیک صالح آدمی سے کہلوائے......اللہ اس بچے کو اس بیماری سے محفوظ رکھتے ہیں......ہم اگر غور کریں! تو ہماری نااہلی کی وجہ سے...... بچے اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں...... بچہ کو اٹھا لیا ہے......اس نے رونا شروع کر دیا ہے ......اس کو دودھ پلا دیا ہے......صرف خوشیاں منانا شروع ہو گئیں ہیں......بھنگڑے اور ناچ شروع ہو گئے ہیں...... یاد ہی نہیں رہا کہ...... کسی عالم کو بلوا کر آذان کے کلمے تو کہلوا دیں ......دوسرے تیسرے دن یاد آیا جی اوہو وہ تو بات بھول گئی تھی......آج ہی آذان کہہ دیتے ہیں......اب تک جو تم نے غیر شرعی عمل کیا اس کی نحوست کی وجہ سے......وہ بچہ بیمار ہوا ہے ......اور موت کا شکار ہوا ہے......حق تو اس بچے کا یہ ہے کہ اس کو صاف ستھرا غسل دیا جائے ......(پہلا حق تو یہ ہے کہ اس کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے......دوسرا یہ ہے کہ اس کے کان میں آذان کہی جائے۔)

اچھے ناموں کے بچوں کی زندگی پر اثرات:

اور تیسرا اوپر مذکور ہے)...... چوتھی چیز اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا...... کہ جب

ساتواں دن آئے اس دن اس بچے کا نام رکھو...... نام کی ترتیب کیا ہے......؟ ایک تو حضور ﷺ نے فرمایا:...... تسموا باسمَاء الانبیآء......(۱) اپنے بچوں کے نام انبیاء کے ناموں کی طرح رکھو...... آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کچھ پیغمبر ﷺ تقریباً...... ۳۰ یا ۳۵ کے لگ بھگ کہ جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے...... ان کے نام ہیں۔

- آدم علیہ السلام ہیں
- نوح علیہ السلام ہیں
- شیث علیہ السلام ہیں
- ادریس علیہ السلام ہیں
- حضرت صالح علیہ السلام ہیں
- ذکریا علیہ السلام ہیں
- یحییٰ علیہ السلام ہیں
- الیاس علیہ السلام ہیں
- الیسع علیہ السلام ہیں
- ذوالکفل علیہ السلام ہیں

یہ کچھ نبیاء کے تذکرے وہاں پر موجود ہیں...... یا تو نبیوں کے ناموں پر نام رکھو! ...... یا فرمایا...... کہ ان احبّ اسمائکم عبداللّٰہ و عبدالرحمن......(۲) اچھے اچھے نام رکھو اور سب سے اچھے نام ہیں کہ جن کی نسبت اللہ کی طرف ہے...... عبداللہ، اللہ کا بندہ...... اور عبدالرحمٰن، رحمٰن کا بندہ...... کیا مطلب ہے کہ ابتداء میں عبدیت ہو اور آخر میں اللہ کی صفت ہو...... عبدالکریم، عبدالرحیم، عبدالستار...... یہ نام بتائے گا کہ یہ بچہ مسلمان کا ہے...... مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہے...... محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی...... اور اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرنے والا ہے...... حدیث میں آتا ہے کہ ناموں کے اثرات بچوں کے ناموں پر مرتب ہوتے ہیں...... جیسا نام رکھو گے...... ویسی صفات بچے میں پیدا ہوں گی......(۳) یہی وجہ ہے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی بچوں کے نام تبدیل کئے۔

---

(۱) ابوداؤد ص ج/ مشکوۃ ص ۴۰۹ ج ۲ صحیح بخاری ص ۹۱۶ ج ۲/

(۲) مشکوۃ ص ۴۰۷ ج ۱/ صحیح مسلم ص ۲۰۶ ج ۱/

(۳) مشکوۃ ص ۴۰۸ ج ۱/

خود سیدنا حضرت حسنؓ و حسینؓ کے نام حضور ﷺ نے تبدیل کیے...... حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کے نام ایک ہی رکھا ''حرب'' حضور ﷺ نے فرمایا نہیں علی تو بہادر ہے...... اپنے بچوں کے نام ویسے ہی بہادروں والے رکھو!...... لیکن ان کا نام میں محمد ﷺ تجویز کرتا ہوں...... اس کا نام حسنؓ رکھتا ہوں...... اس کا نام حسینؓ رکھتا ہوں۔(۱)

سیدنا علیؓ کا پرانا نام بھی حیدر تھا...... حیدر کا معنی ہے مرنے والا...... حضور ﷺ نے نام تبدیل کر کے علیؓ رکھا تھا......(۲) علیؓ کا معنی ہے کہ سب سے اونچی شان والا...... تاکہ علیؓ تیرے نام سے ہی عظمت ظاہر ہو کر یہ کتنے...... اچھے نام والا ہے...... حضور ﷺ نے مردوں اور عورتوں میں سے کئی لوگوں کے نام تبدیل کیے...... کہ جن کے نام تبدیل کیے...... کہ جن کے ناموں کا مفہوم صحیح نہیں ہوتا تھا...... اور جس نام کو پیغمبر ﷺ نے تبدیل نہیں کیا...... رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں وہ نام مسلمانوں کے رہے...... اس کا معنی آپ کی نگاہ میں کچھ بھی ہو...... اس نام کو اس لئے بدلنے کی ضرورت نہیں کہ اس میں کوئی خوبی تو ہے...... کہ جس وجہ سے حضور ﷺ نے اس نام کو بحال رکھا ایسے ہی فرمایا کہ اگر تم نام رکھنا چاہتے ہو تو میرے نام کی نسبت سے نام رکھا کرو۔

- محمد نام رکھو...... احمد نام رکھو...... محمد احمد نام رکھو...... حامد نام رکھو...... محمود نام رکھو...... یا پھر رسول اللہ ﷺ کی صفات والے نام رکھو...... محمد شبیر، محمد نذیر، محمد عابد، محمد سراج...... ایسے نام جو اللہ کے نبی کی صفتیں قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں...... اس کے ساتھ لفظ محمد کی نسبت ملاتے چلے جاؤ...... یہ محمد ﷺ کے ناموں میں سے ہیں...... ہمارے ہاں جو نام ہیں...... سبحان اللہ!

---

(۱) مجمع الزوائد ص ۵۲ ج ۸/ مسند احمد ص ۱۵۰ ج / کنز العمال ص ۲۸۶ ج ۱۳/

(۲) سیرت حلبیہ ص ۲۰۳ ج ۲/

☆ فلمی ایکٹروں کے نام ☆ بدمعاشوں کے نام

محبوب ﷺ نے فرمایا کہ اچھے نام تجویز کیا کرو!......اچھے ناموں کا وجود پر اثر پڑتا ہے......بلکہ ایک روایت میں آتا ہے۔

نام میں تبدیلی:

حضور ﷺ نے پوچھا......کہ اس کا نام کیا ہے......بتایا گیا کہ اس کا نام ہے حَزن ......پیش کے ساتھ حُزن ہوتو اس کا معنی ہے......غمزدہ آدمی......اور زبر کے ساتھ حَزن ہوتو اس کا معنی ہے......کہ بوجھ......حضور ﷺ نے فرمایا اس نام بدل دو......اس کا نام سَہیل رکھ دو......(۱)

آسانی کے نام کہنے والے نے کہا......کہ جی یہ تو خاندانی نام ہے......اس کو ہم بدلیں گے......تو مسئلہ بن جائے گا......سب کو کیسے یاد کروائیں گے......محبوب ﷺ خاموش ہوگئے......صحابیؓ کہتے ہیں کہ......ہمارے اس وڈیرے کا نام نہ بدلنے کی وجہ سے پوری قوم پر اس کا اثر ہے......اس لئے اچھے نام رکھا کرو۔

❁ علماء کی محفل میں بیٹھو......! ❁ ان سے پوچھ لیا کرو......! کہ کوئی اچھا سا نام تجویز کر دو......کسی نبی کا نام......کسی صحابی کا نام......اللہ کے پاکیزہ ناموں میں سے کسی نام کے حوالے سے نام رکھو۔

صاحب وسعت لوگوں کے لئے عقیقہ کرنا بچے کا حق ہے......ایک حق پیغمبر ﷺ نے یہ بتایا کہ......جب بچہ بچپن میں ہوتو والدین کی ذمہ داری ہے کہ ساتویں دن......جب تم اس کا نام رکھ رہے ہو۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ج۲/مشکوٰۃ ص ۴۰۹ ج۲/ عن عبدالحمید بن جبیرؒ

اس دن اس بچہ کا عقیقہ بھی کرو......![1] اگر اللہ توفیق دے اور اگر توفیق نہیں تو جب توفیق ہو ......اس وقت کر دو۔ عقیقہ کے متعلق ترتیب یہ ہے......کہ اگر بچہ ہو تو اس کے لئے دو جانور ......دو بکرے اور اگر بچی ہے......تو اس کے لئے ایک اور اگر فرصت نہیں ......تو خود حضور ﷺ نے حضرت حسینؓ کے لئے تو دو بکرے کئے تھے۔

مدت رضاعت میں دودھ کا انتظام کرنا:

اس طرف سے اس بچے کے بچپن کے حقوق میں سے......ایک حق یہ ہے کہ...... ماں باپ اس کے دودھ کا انتظام کریں......رضاعت کی مدت دو سے اڑھائی سال تک ہے ......اس بچے کا حق ہوتا ہے کہ......بغیر کسی وجہ کے والدین اس کا دودھ نہ چھڑوائیں...... ہاں والدہ بیمار ہوگئی ہے......دوسرا حمل ٹھہر گیا ہے......ڈاکٹروں نے ماں کا دودھ پینے سے روک دیا ہے......اگر کوئی ایسی وجہ ہے تو پھر تو آپ بچہ کا دودھ چھڑوا سکتے ہیں......وگرنہ ان کا حق غصب کرو گے......اگر والدہ سے اس کا دودھ ہٹا دو گے۔

دودھ پلانے والی کا بچہ پر اثر:

اور ایک بات اور بھی یاد رکھو......اگر کسی غیر عورت کا دودھ پلانا ہے......ماں کے سوا تو فرمایا کہ عورتوں کا انتخاب کیا کرو......کسی صالح عورت کا دودھ پلانا......اس لئے کہ جس کا دودھ پیئے گا......اس کے جسم کا حصہ بنے گا......اس عورت کی صفات اس بچہ کی طرف منتقل ہوں گی۔

---

(۱) کل غلام رهينة بعقيقته يذبح عنه يوم سابعة ، ويحلق ويدمى "رواه ابو دائود فی کتاب الاضاحی ، باب فی العقيقة والنسائی فی کتاب العقيقة ، باب متى يعق ؟ / واحمد فی المسند والحاکم فی المستدرک / سنن الدارمی ص ۱۱۱ ج۲ / عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ا فی العقيقة عن الغلام شاتان مكافئتان ، وعن الجارية شاة

(ابو دائود ص ۳۵ ج۲ / ترمذی ص ۲۷۷ ج۱ نسائی فی کتاب العقيقة باب العقيقة عن الجارية)

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے بعد تین سو عورتیں اور دائیاں مکہ میں آئی تھیں...... لیکن اللہ نے کسی عورت کو رسول اللہ ﷺ کو اٹھانے کی اجازت نہ دی...... حلیمہ کی باری آئی...... تو رب نے انتخاب کر دیا...... اس لئے کہ حلیمہ حلم اور حوصلے سے ہے...... اس پیغمبر ﷺ نے کائنات کے بڑے بڑے صدمے سہنے تھے...... اس لئے ضرورت تھی...... ایسی عورت کا دودھ پیتے کہ...... جس کا نام حلیمہ ہو حوصلے والی ہو...... تاکہ پیغمبر ﷺ میں اتنا حوصلہ آجائے۔ ...... کہ......

- طائف کے پتھروں میں کھڑا ہو
- اُحد کے پہاڑوں میں کھڑا ہو
- شعب ابی طالب کی گھاٹی میں کھڑا ہو
- تلواروں کے سائے میں کھڑا ہو...... پائے استقامت میں لغزش نہ آئے...... اور حوصلہ اتنا ہو کہ...... جتنے مصائب آئیں ...... اس کے قدم آگے کو جائیں...... پیچھے نہ جائیں...... یہی وجہ ہے کہ ماں نیک ہو تو اولاد پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

- جب دودھ پلانے والی مریم تھی...... تو بیٹا عیسیٰ روح اللہ تھا
- دودھ پلانے والی آمنہ تھی...... تو بیٹے محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے
- دودھ پلانے والی فاطمہ تھی...... تو بیٹا کربلا کے میدانوں میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والا ہے۔

اتنا عظیم انسان پیدا ہوا ہے...... ماں کے دودھ کی تاثیر ہے...... اس لئے ضروری ہے...... ایک عالم بزرگ کے متعلق سنا ہے...... کہ اپنی ماں کے سامنے کہہ دیا کہ امی اتنی عبادت کرتا ہوں...... فرمایا تو کیا عبادت کرتا ہے...... یہ تجھے پتہ ہونا چاہئے کہ یہ اثر میرا ہی ہے...... کہ پوری زندگی میں نے تجھے بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا۔

بچے کا سب سے پہلا کام:

ہمارا کیا ہے...... کہ ابھی بولنا شروع کیا ہے...... پاپا، ڈیڈی، ممی یہی کچھ جب بچے کو سکھایا ہے......تو اس کو یہی کچھ آئے گا......اس لئے اللہ کے نبی کا ارشاد ہے کہ...... جب بچہ بولنے کی عمر کو پہنچے......سب سے پہلے اس کو کلمے کی تلقین کرو......(۱) جیسے موت کے وقت مرنے والے کو کلمہ سکھلاؤ......ایسے جب بچہ بولنا شروع کرے۔

- اس کو ابا نہ سکھاؤ
- اسے امی نہ سکھاؤ
- اسے پاپا نہ سکھاؤ
- اس کو A,B,C کے جملے نہ سکھاؤ......

سب سے پہلے اس کی زبان پر اللہ اللہ...... اللہ جاری کروانا چاہئے......پھر اس کے بعد اس کو کلمے کی تلقین کرو!...... یہ ایمان کی سب سے پہلی بنیاد شہادت...... ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' ہے......کلمہ طیب بچہ جب پڑھنا شروع کرے......تو پتا چلے کہ بچہ فطرتاً مسلمان پیدا ہوا تھا......تو اس نے پوری زندگی میں بھی اسلام کو قبول کیا ہے...... ماں باپ کا حق ہے......ان پہ فرض ہے......اپنی اولاد کا یہ حق ادا کرے......خیال کرو! کہ اولاد کی صحیح تربیت کرو!...... یہ بچپن کی باتیں تھیں......اب وہ بچہ جو شباب کی طرف آرہا ہے......اس وقت ماں باپ اس کے کیا حقوق ادا کر سکتے ہیں؟

بچہ کو دینی ماحول فراہم کرنا:

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ...... والدین کو یہ چاہئے کہ اپنے بچے کو کلمہ طیبہ کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس کو دینی ماحول مہیا کرنے کی کوشش کرے......ایک بات سب سے کہتا ہوں توجہ سے سنیں!......آپ کو شوق چڑھ گیا کہ میرا بچہ حافظ بن جائے۔

---

(۱) شعب الایمان البیہقی ص ۳۹۸ ج ۶/

آپ نے اس کو دینی درسگاہ میں داخل کروایا......اور وہ وہاں پر پڑھنا شروع ہو گیا......لیکن جناب!

☆ آپ کے گھر میں (T.V) ٹی وی رکھا ہے......آپ کے گھر میں وی سی آر (V.C.R) رکھا ہے......آپ کے گھر میں افسردہ قسم کی حکایت رکھی ہوئی ہیں...... باپ بھی پڑھے......ماں بھی پڑھے......بہنیں بھی پڑھیں...... بھائی بھی پڑھے۔

اب ایک چھوٹی سی ننھی سی جان......جس کو تم نے قرآن کے حوالے کیا ہوا ہے......تم نے پورے ماحول کو بگاڑا ہوا ہے۔

- نماز تم نہیں پڑھتے
- قرآن تم نہیں پڑھتے
- T.V سب دیکھتے ہو
- V.C.R سب دیکھتے ہو
- ڈش انٹینا کی لعنت پر پوری رات تم گذارتے ہو

اس بچہ پر طنز کر کے کہتے ہو...... جاؤ قرآن پڑھنے جاؤ!......اپنے استاد کے پاس پڑھنے کے لئے...... جب تم نے اپنے ماحول کو مکمل بگاڑا ہوا ہے......تو اس سے نیکی کی توقع کیا رکھتے ہو؟...... یہ قرآن چھوڑ کر گمراہ ہو گا...... دین سے ہٹ کر بے دینی کی طرف چلا جائے گا......اس کے مرتکب اور مجرم تم ہو۔

اصلاح اولاد سے قبل اپنی اصلاح:

اس لئے سب سے پہلے......والدین کو اپنے ماحول کی اصلاح کرنی چاہئے......پھر اولاد کی اصلاح ہو گی...... جب تک خود پاک صاف نہیں بنتے ہو......کیسے اپنی اولاد کو درست کرو گے؟...... جو باپ سگریٹ خود پیتا ہو گا......وہ کیسے اپنے بیٹے کو کہے گا......کہ سگریٹ نہ پیؤ!......جس کے اپنے چہرہ پہ نبی ﷺ کی سنت نہیں......اس کا بیٹا قاری، حافظ، اور مولوی بننے کے بعد داڑھی منڈوائے گا......یہ پاگل باپ کس منہ سے کہے گا کہ تو نبی ﷺ

کی سنت کہاں ڈال کے آیا ہے...... بنیادی چیز ہے...... کہ جب ہم اپنے اندر تبدیلی نہیں لاتے اس وقت تک ہماری اولاد میں تبدیلی نہیں آتی......ہم جان بوجھ کر اولاد کو غلط راستہ پر ڈالتے ہیں......ان کے راستے میں کانٹے ڈالتے ہیں۔

بچہ کی ابتداء اور دینی تعلیم:

جناب سیدنا علی ابن ابی طالبؓ قرآن کے مفسرین صحابہؓ میں سے ہیں...... پوچھا گیا...... کہ یا ایھا الذین آمنوا......ایمان والو......!قوا انفسکم و اھلیکم نارا ......آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ......!اس بچانے کا کیا معنی ہے؟......فرمایا کہ......

❁ اولاد کو ادب بھی سیکھاؤ...... ❁ اور اولاد کو علم دین بھی سکھاؤ

اگر ہم نے ادب یہ سکھایا کہ......کھڑے ہوکر پانی پینا ہے......ادب یہ سیکھایا کہ بائیں ہاتھ سے پانی پینا ہے......اب ہم نے یہ سکھایا ہے کہ بیوی کے سامنے کھڑے ہوکر ڈانس کرنا ہے......اور علم کیا سکھایا ہے؟......قرآن نہیں ابتداء میں انگلش میڈیم میں ہم نے اس کو داخل کر دیا ہے...... بنیاد ہم نے یہ بنائی ہے......نہ اولاد کو قرآن سکھایا......نہ ادب سکھایا......جس بچے کو ہم تربیت ہی یہی دیتے ہیں......کہ آج وہ کالج جارہا ہے......وہ یہ سوچ کے جارہا ہے......کہ آج میں بسوں کے شیشے توڑ کے آؤں گا......یہ تو لوگ ہیں امن پسند......اور جو دن رات بیٹھ کر قرآن پڑھیں تم ان کو دہشت گرد کہتے ہو...... ہمارے معاشرے کا تصور تو دیکھو۔

حضور ﷺ والا علم و ادب:

قابل قدر دوستو......!نہ علم سکھایا نہ ادب سکھایا...... اللہ کے نبی کا ایک جملہ

میرے سینے میں لکھا ہے...... حضور کی حدیث ہے فرمایا...... کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی ......(۱) کہ میرے اللہ نے مجھے علم سکھایا...... سب سے بہتر علم دیا ہے...... میرے اللہ نے خود مجھے ادب سکھایا ہے...... سب سے بہتر ادب سکھایا ہے...... اب جو علم نبی ﷺ کا ہے ......وہ اللہ نے دیا ہے۔

☆ اگر اولاد کو علم سکھانا ہے تو نبی ﷺ کا علم سکھاؤ

☆ ادب سکھانا ہے تو نبی ﷺ کا ادب سکھاؤ

حضور ﷺ نے کیسے ادب سکھایا...... توجہ کریں!...... بچے کو اللہ کے نبی ﷺ کھانے کے لئے بٹھاتے تو اپنے ساتھ بٹھاتے...... ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ...... یہ دایاں ہاتھ ہے اس سے کھاؤ!...... بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ!...... جب بچے کو تھوڑا سا شعور آئے تو کہا کہ ہاتھ دھو کر کھانا کھاؤ!...... کھانا کھا چکا ہے!...... تو کلی کرو ہاتھ دھو کر آؤ...... مسواک کرو...... یہ بچے کی صحیح تربیت ہو رہی ہے...... نماز کا وقت آیا تو بچے کی انگلی پکڑ کر مسجد لے کر جاؤ۔

اپنے بچوں کے پیٹ میں لقمۂ حلال ڈالنا:

حدیث میں آتا ہے کہ جناب حسینؓ مسجد کی طرف جاتے اور چھوٹے چھوٹے بچے مسجد کی طرف دوڑ کر جاتے...... محبوب نے ان بچوں کی تربیت اس انداز سے کی تھی...... صدقے کی کھجور پڑی ہے...... مسجد نبوی میں ڈھیر لگا ہوا ہے...... بچے تھے آ کر کھجور اٹھائی منہ میں ڈالی...... حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کو بلا کر منہ میں انگلی ڈالی...... کھجور باہر نکل گئی...... تو حضور ﷺ نے فرمایا...... کہ بیٹے صدقہ کا مال ہے...... سادات پر حرام ہے......(۲)

---

(۱) کشف الخفاء ص ۷۲ ج ۱ (اسماعیل جراحی) / ابجد العلوم ۳۸۷ ص ج ۲/ فردوس دیلمی ص ۷۱ ج ۱/

(۲) صحیح بخاری ص ج / صحیح مسلم ص ۳٤۳ ج ۱ / ریاض الصالحین ص ۱۳۰ ج ۱ / مشکوۃ ص ۱٦۱ ج ۱/

آج اگر تم صدقے کا مال کھاؤ گے......تو کل کیسے پیش کرو گے......دین کے لئے قربانی وہ نبی صدقے کا مال نہیں کھانے دیتے......اور ہم صدقہ کا سارا مال کھا جاتے ہیں......ہمارے ہاں حلال حرام کی تمیز ہی نہیں......جو باپ یہ کہہ کے گزار کرتا ہے کہ مولوی صاحب !سود کے بغیر گزارا ہے ہی نہیں......بینک سے نہ لیں تو کاروبار کیسے کریں؟......تم بتاؤ! جو بیٹا سود کا مال کھائے گا......وہ باپ کا جا کر ادب کرے گا؟......یہ باپ پہ چھریاں نہیں چلائے گا؟......بنیادی طور پر

اولاد کی بداخلاقی کے مجرم:

ہم اولاد کی ساری کی ساری بداخلاقیوں کے خود مجرم اور ذمہ دار ہیں......اللہ کے نبی ﷺ نے سکھایا......کہ......

- تم اس بچے کو ادب سکھاؤ......! صبح سویرے بچے کے اٹھنے کی عادت بناؤ!
- خاموش نہ رہا کرو......! صبح سویرے اٹھایا کرو!
- کسی طریقہ سے اس کو نماز کی تلقین کیا کرو......خود ساتھ لے کر جایا کرو!

خود بٹھا کر قرآن مجید کی تلاوت کروایا کرو......جس بچے کا یہ ماحول بناؤ گے......تو کامیاب ہوگا......ہم نے کیا ماحول بنایا ہوا ہے......کہ سکول کا ٹیچر آیا تو بچے کو اٹھا کر پڑھانے بٹھا دیا......اور اگر قرآن پڑھانے کے لئے کوئی استاد چلا گیا ہے......تو مولوی صاحب رات ڈرامہ بڑا اہم تھا......بچے دیکھتے رہے......سو گئے تو کل پڑھانے کے لئے آنا......جو ماں باپ قرآن کی یہ قدر کریں......تو اپنی اولاد سے کیا توقع رکھتے ہیں......کہ ہماری اولاد ہماری خیر خواہ بنے گی......یہ خیال بھی محال ہے۔

معاشرہ کی بربادی کا سبب:

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اولاد کو علم سکھاؤ!......اولاد کو ادب سکھاؤ!......سات سال کا ہو تو منہ سے کہو کہ نماز پڑھ......واضربوھم علیھا وھم ابنآءُ عشر سنین......دس سال کا ہو تو مار کر نماز پڑھاؤ......فرقوا بینھم فی المضاجع......(۱) بستروں میں جدا کر دو......بچہ علیحدہ سوئے اور بچی علیحدہ سوئے......دو بچے ہیں دس سال کی عمر کے......تو دونوں کو اکٹھا مت سلواؤ......یہ آداب ہیں زندگی گزارنے کے......کہ رسول اللہ ﷺ نے بچے کے حقوق سکھائے......آج ہمارا معاشرہ برباد اس لئے ہے کہ......ہم نے رسول اللہ ﷺ کے سارے طریقے چھوڑ دیئے ہیں......اللہ کے نبی ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا ہم نے چھوڑا ہوا ہے۔

یہود ونصاریٰ کے طریقوں میں کامیابی:

قرآن مجید میں اللہ نے انبیاء سابقین سے ایک وعدہ لیا تھا......اس کا تذکرہ ہے......سب نبیوں کو اللہ نے کہا تھا......لتؤمنن بہ ولتنصرنہ......محمد ﷺ پہ ایمان بھی رکھنا ہے......اور ان کے دین کی مدد بھی کرنی ہے......اللہ نے کہا اقرار کرتے ہو؟......انہوں نے کہا کہ اقرار کرتے ہیں......فاشھدوا وانا معکم من الشھدین......گواہ بن جاؤ......تم میرے گواہ میں تمہارا گواہ......اس سے جو اگلی آیت ہے......وہ میرے اور آپ کے لئے قابل غور ہے......اللہ فرماتے ہیں......فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون......نبیو! اس اقرار اور وعدے کے بعد کہ ہم محمد ﷺ کا کلمہ پڑھیں گے......ان کے دین کی مدد کریں گے۔

---

(۱) ابو داؤد ص ۷۱ ج ۱

......اور اگر تم نے انکار کر دیا کوئی ایک نبی محمد ﷺ کی نبوت کے اعلان سے منحرف ہو گیا...... یہ اس کے دین پہ مشکل وقت آیا ہے......اور تم میں سے کوئی نبی وہاں پر ہے...... جیسا کہ عیسیٰ قریب قیامت میں آئیں گے......اگر وہ نبی محمد ﷺ کی مدد نہیں کرے گا......فاولئك هم الفاسقون ...... مت سمجھنا! ہم نبی ہیں......تمہارے مردوں سے نبوت کا تاج اتار کر رکھ دوں گا۔

اللہ نبیوں کو یہ بات کہتے ہیں...... پھر میں اور آپ کس باغ کی مولی ہیں......

تورات جو کہ موسیٰ پر نازل ہونے والی کتاب ہے...... حضرت عمرؓ اس کے ورق دیکھ رہے تھے...... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نظر حضور ﷺ کے چہرے پر پڑی...... تو دیکھا کہ حضور ﷺ کا چہرہ سرخ ہو چکا ہے...... حضرت عمرؓ کو جھٹکا دے کر کہا......اے عمرؓ......! ویلك یا عمر انظرالی وجهه رسول الله ...... محبوب کا چہرہ نہیں دیکھتا...... کہ حضور ﷺ غصے میں ہیں

...... جلدی میں حضرت عمرؓ نے تورات کے ورق لپیٹ کر رکھ دیئے حضور ﷺ نے فرمایا......

اے عمرؓ......!"لو کان موسیٰ حیا" ...... جس نبی پر یہ کتاب اتری ہے...... اگر آج وہ موسیٰ بھی آ جاتا اور موسیٰ دنیا میں ہوتے تو وہ تورات نہ پڑھتے بلکہ محمد ﷺ کی اتباع کرتے محمد ﷺ کی اتباع کے بغیر موسیٰ کی نجات بھی نہ ہوتی...... جب پیغمبروں کے لئے یہ قانون ہے۔

- ہم نبی ﷺ کے طریقے چھوڑ کر...... یہودیوں کے طریقے اپناتے ہیں
- اللہ کے احکام کو چھوڑ کر عیسائیوں کے نظریات پر چلتے ہیں
- رب کے بتائے ہوئے طریقوں کو چھوڑ کر مجوسیوں اور سکھوں کے طریقوں پہ عمل کر کے ...... اپنی صالح اولاد کو برباد کرتے ہیں۔

غلط تعلیم کا اثر:

اور پھر کہتے ہیں...... کہ مولوی جی! تعویز دو...... اولاد نافرمان ہوگئی ہے...... یہ اولاد اس باپ کو جوتے مارے گی...... اس سے بڑی اور ذلت کیا ہے...... کہ باپ کا جنازہ پڑا ہے...... اور بیٹا اتنا بدبخت اور نالائق ہے کہ...... اس کو پتہ ہی نہیں کہ میرے باپ کے جنازے پہ پڑھنا کیا ہے......؟ اس سے بڑی کمینگی کیا ہے...... باپ مرا ہے...... غسل اور دے رہے ہیں...... کفن اور پہنا رہے ہیں...... جنازہ اور پڑھ رہے ہیں...... یہ ساتھ صرف کھڑے ہوئے ہیں...... اکڑے ہوئے ہیں...... یہ جناب سر صاحب بنے ہوئے ہیں...... یہ لیڈر بنے ہوئے ہیں...... اس کو یہ بھی پتا نہیں...... کہ میرے باپ کے مرنے کے بعد...... اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے...... یہ درحقیقت ہماری سب سے بڑی کمزوری تعلیم کی ہے...... نہ ہم نے اسلامی آداب سیکھے ہیں...... نہ اسلامی تعلیم سیکھی ہے۔

ٹی وی اولاد کی بربادی کا سبب:

ایک تو میں اس طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں...... اور دوسری ایک بات کہ...... جیسے پہلے شروع شروع میں...... انگریز ہر دور میں ہمیں دیکھتا ہے...... بے دینی پھیلانے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتا ہے...... پہلے ہم ریڈیو لے کر آتے تھے...... کہ آذان سن لیں...... قرآن کی تلاوت ہو جائے گی...... رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے گانے سننے شروع کر دئے...... پھر کچھ مدت گزری ٹی وی (T.V) آیا...... پھر وہ آہستہ آہستہ پھیلتے ہوئے پورے ملک کی رونق بن گیا...... اب پھر بہت بڑے مہذب لوگ کہ جنہوں نے اپنے گھر ٹی وی اس لئے رکھا کہ...... مولوی جی کیا کریں اوروں کے گھر بچے چلے جاتے ہیں...... اور تم خود جو دوسروں کے گھر جاتے ہو...... تمہارے بچے کیوں نہ جائیں

گے.....اس لعنت پر ہم نے اپنی اولاد کو برباد کیا ہے..... مسجد نہیں آئے قرآن پڑھنے کے لئے..... مسجد نہیں آئے جمعہ پڑھنے کے لئے..... کیوں؟..... جی بڑے پروفیسر صاحب ٹی وی پر آتے ہیں..... مسائل بیان کرتے ہیں..... بڑے شیخ الحدیث ہیں..... ماشاءاللہ..... کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہوتا..... اور وہاں پر تم خوش ہوئے بیٹھے ہوتے ہو..... اور وہاں پر تو مسئلہ وہی بتایا جاتا ہے..... کہ جس پر گورنمنٹ کی طرف سے مہر لگائی گئی ہو..... اگر وہ تارڑ اور پرویز کے خلاف ہو تو وہ مسئلہ..... **T.V** پر نہیں بتایا جائے گا..... وہ تو نبی ﷺ کے ممبر سے..... مسجد میں بیان کیا جاتا ہے۔

ٹی وی کے ذریعہ بے غیرتی کا راستہ:

قابل قدر دوستو.....! وہ لعنت پھیلی جب کافر نے دیکھا..... کہ یہ لعنت سرایت کر گئی ہے..... اس نے پھر ایک اور مصیبت اور لعنت آپ کے پاس بھیجی..... جس کو ڈش انٹینا کہتے ہیں..... آج وہ گھر گھر پھیل چکی ہے..... اب ایک اور مصیبت کیبل کی صورت میں تم پر مسلط کی گئی ہے..... جو تقریباً پورے شہر میں ہماری نوجوان نسل رات ایک ایک بجے تک ننگی فلمیں، بے ہودہ واقعات دیکھتے ہیں..... اور یہ نوجوان **T.V** اور **V.C.R** کی نظر ہیں..... ڈش انٹینا پر بیٹھے ہوئے ہیں..... ہماری معاشرت تباہ ہے..... معیشت تباہ ہے..... اور ہماری بدبختی کا عالم یہ ہے کہ..... کافر جو ہمیں طریقہ دیتا ہے..... اور امریکہ جو ہمیں راستہ دکھاتا ہے..... بے ہودگی جس طرف چلی جارہی ہے..... ہم اسی طرف جارہے ہیں..... اور ہماری نسلیں بھی اسی راستہ پر برباد ہورہی ہیں..... اس سے بڑی بے غیرتی کیا ہے..... کہ باپ بھی بیٹھا ہے..... اور بیٹا بھی بیٹھا ہے..... اور سامنے ڈانس ہورہا ہے..... ننگا ڈانس ہورہا ہے..... شوہر اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ..... دیکھو کیا ہورہا ہے..... وہ اس کو کہتی ہے کہ دیکھو..... کیا ہورہا ہے..... بے غیرت اس زندگی پر ڈوب مرو۔

عملی زندگی پیدا کرنے کی ضرورت:

قابلِ قدر دوستو......! ہم اس نبی کے امتی ہیں...... خدا کی قسم جس نے گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلی دے دی...... صحابیؓ ساتھ ہیں...... حضور ﷺ چلتے جا رہے ہیں...... پوچھتے ہیں کہ آواز آ رہی ہے...... کہتا ہے محبوب ﷺ آ رہی ہے...... پھر بھی پیغمبر ﷺ نے انگلیاں نہیں ہٹائیں...... دوسری مرتبہ...... پھر تیسری مرتبہ...... پوچھا تو کہا کہ آواز نہیں آ رہی...... حضور ﷺ نے انگلیاں ہٹائیں...... اور کہا کہ یہ بانسری شیطان کے سازوں میں سے ایک ساز ہے......(۱) میں نے اس لئے کان میں انگلیاں دے دی تھیں...... اور تمہیں بھی سمجھانا چاہتا ہوں...... اب حیرت کی بات ہے کہ ہمارا معاشرہ کس طرف جا رہا ہے...... مولوی کا آدھ گھنٹے کا واعظ تم پر کیا اثر کرے گا...... جبکہ پورا ہفتہ اس معاشرے میں گزارتے ہو...... صرف ایک گھنٹہ قرآن سننے کے لئے آئے ہو ......اس کا تم پر کیا اثر پڑے گا۔

- خدا کے لئے اپنا ماحول بدلو......! خدا کے لئے اپنے گھروں کا نظام بدلو......!
- خدا کے لئے اپنے مزاج میں تبدیلی پیدا کرو......! خدا کے لئے اپنے اندر شرافت پیدا کرو......! اگر افغانستان میں ملا عمر کی حکومت T.V ٹی وی کے بغیر چل رہی ہے...... اور V.C.R وی سی آر کے بغیر ملک رہا ہے...... ڈش انٹینا کے بغیر ملک آباد ہے...... وہ کسی کا مقروض نہیں...... اس نے کلفٹن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمۂ حق کہا ہے...... اسلامی حکومت کو نافذ کیا ہے...... اگر دنیا کی کوئی طاقت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکی تو پاکستانیو! تمہارا ابھی کوئی کچھ نہیں بگاڑ تا یہ ملک کیا اس لئے بنا تھا؟ نہیں پاکستان کا مطلب کیا؟ "**لا الٰہ الا اللہ**" کتنے لوگوں نے جانوں کا نذرانہ دیا تھا تو یہ کہو کہ جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا وہ دجال تھے...... جھوٹے تھے...... کذاب تھے

---

(۱) مشکوٰۃ ص ۳۲۸ ج ۱/

غلط کہہ گئے تھے......ہم سچے ہیں......اگر وہ سچے تھے تو تم ان کے نعروں کو برباد مت کرو!......جس نام پہ ملک بنایا ہے......جب تک اسلام نہیں آئے گا......ہم بدبختی کی طرف چلے جائیں......اللہ کا فیصلہ ہے......ولو انهم اقاموا التورة والانجيل......اللہ فرماتا ہے......"کہ اگر یہودو نصاریٰ توراۃ وانجیل پر عمل کرتے......لاكلوا من فوقهم من تحتِ ارجلهم......اللہ آسمان سے رزق برساتا......زمین ان کے لئے سونا اگلتی......یہ تو یہودو نصاریٰ کے لئے ہے......عملی زندگی پیدا کرو......تم سمندر کو کہو گے......راہ کو چھوڑ دے گا......عملی زندگی پیدا کرو......تم آگ کو کہو گے......وہ بجھ جایا کرے گی......عملی زندگی پیدا کرو......ہوا کو کہو گے......وہ تمہارا پیغام لے کر ہزاروں میل دور تک جایا کرے گی......اللہ ہم سب کو عملی زندگی عطا کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين



انفاقِ فی سبیل اللہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَةِ مَنِ اخْتَصَّهٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ ......وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِهٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......یا ایها الذین آمنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منهُ تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیه وهو العلی العظیم...... الشیطن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء واللّٰه یعدکم مغفره منهُ وفضلاً واللّٰه واسع علیم...... یوتی والحکمة من یشاء ومن یوتیٰ الحکمة فقد اوتی خیراً کثیرا...... وما یذکر الااولولالباب......وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم...... ! مثل البخیل والمصدق کمثل رجلین علیهما جُنّتان من حدید قد اضطُرّت ایدیهما الی ثدیهما واتراقیهما فجعل المتصدق کلما تصدق بصَدَقة انبسطت عنه وجعل البخیل کلما هَمَّ بصدقة قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ کل حلقةٍ بمکانها......(۱)صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

---

(۱) صحیح بخاری و مسلم بحواله مشکوٰة ص ۱۶٤ ج۱ عن ابی هریرةؓ

تمہید:

☆ لائق صد تعظیم و تکریم...... واجب الاحترام بزرگو! دوستو! اور بھائیو......! قرآن مجید میں جن جن مقامات پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایمان والا کہہ کر اپنے احکامات ارشاد فرمائے ہیں...... وہ ایک سلسلہ میں نے اپنی تقریروں میں شروع کر رکھا ہے ......اس کا حصہ آج بیان کروں گا...... آج کے اس حکم میں رب العزت کا حکم یہ ہے...... کہ ایمان والو اللہ کے راستہ میں عمدہ مال دیا کرو...... ردی اور بیکار چیزیں اللہ کے راستہ میں خیرات نہ کیا کرو اس کے شان نزول میں ایک دو واقعات کتابوں میں ملتے ہیں۔

اصحاب صفہ شاگردان رسول:

ایک تو یہ ہے...... کہ نبی کریمؐ کے عہد مبارک میں مسجد نبویؐ میں جو صحابہ کرامؓ وہاں پر رہتے تھے...... جن میں بالخصوص اصحاب صفہ جو رسول اللہ کے شاگرد تھے...... جن کی تعداد ستر سے لے کر ۴۰۰ تک کتابوں میں ملتی ہے...... یہ وہ اصحاب رسول تھے...... جو ہر وقت اللہ کے نبی کی خدمت میں رہتے...... اور ان کا مزاج یہ تھا...... کہ یہ کسی سے بھیک بھی نہیں مانگتے تھے...... کسی کے دروازے پر بھی نہیں جاتے تھے...... کسی کو لپٹ چمٹ کر ان سے مانگا بھی نہیں کرتے تھے...... جس کا نتیجہ یہ نکلا...... کہ لوگ یہ سمجھتے تھے...... کہ یہ بڑے غنی ہیں ...... بڑے مالدار لوگ ہیں...... ان کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں...... ان کے پاس تو بہت کچھ...... ہر وقت ہوتا ہے...... اگر یہ بھوکے پیاسے ہوتے ...... اور ضرورت مند ہوتے...... تو یقیناً یہ کسی سے کچھ مانگتے ...... تو صحابہ کرامؓ میں سے جو صاحب ثروت تھے ......ان میں سے بعض ان کے لئے کوئی چیز لے آتے ...... اور ان کو دے دیتے...... یا جو ذاتی طور پر واقف ہوتا...... کہ اتنی دور سے آیا ہوا ہے...... اتنی مدت سے یہاں ٹھہرا ہے......

اس کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں...... چلو میں اس کے کھانے پینے کا انتظام کر دوں...... وہ لوگ اس کے کھانے کا انتظام کرتے...... اور بعض دفعہ یوں ہوتا تھا...... کہ اپنے گھر سے بچی کھچی چیز اٹھا کر اس جماعت تک پہنچا دی۔

اللہ کے راستہ میں عمدہ مال:

اور ایک روایت میں یہ آتا ہے...... کہ ایک صحابی نے جس کے پاس کھجوریں تھیں...... اس نے کھجوروں کے خوشے توڑے تھے...... وہ لا کر اس نے مسجد نبوی میں ایک رسی باندھی ہوئی تھی...... اس پر لٹکا دیئے...... کہ بھائی یہاں کے رہنے والے یہ مسافر طلباء ان کو کھالیں...... تو یہ صحابہ جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے...... ان لوگوں نے ان کھجوروں کو لیا...... چنا کھایا...... ان میں سے کچھ کھجوریں کچی تھیں...... کچھ پکی تھیں...... کچھ کھجوریں ایسی تھیں ...... کہ وہ دھوپ میں کھڑی کھڑی گل سڑ گئیں تھیں...... تو یقینی بات ہے...... ان خوشوں میں جو وہاں پر لٹکائے ہوئے تھے...... سارا کا سارا مال صاف ستھرا نہیں تھا...... اس صحابی کے اس عمل پر اللہ کی طرف سے یہ آیت کریمہ اتری۔

اللہ کے راستہ میں پسندیدہ مال:

کہ اے ایمان والو......! اللہ کے راستہ میں جو کچھ تم خرچ کرتے ہو...... تو صاف ستھرا مال...... طیب مال...... اللہ کے راستہ میں دیا کرو......! پاکیزہ چیز اللہ کے راستہ میں دیا کرو...... اور دینے کی کئی شکلیں...... کہ زمین سے اُگ رہی ہے...... جس کا تم عشر نکال رہے ہو...... وہ بھی صاف ستھری چیز دیا کرو......! اور جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے...... اس سے مراد وہ مال ہے...... جس پر تم زکوۃ ادا کرتے ہو...... اس میں سے بھی اچھی اور صاف ستھری چیز دیا کرو......! ردی مال اللہ کے راستہ میں نہ دو......! اور ایسا ردی جس کو تم خود پسند نہیں

کرتے..... کہ اگر تمہیں کوئی شخص ہدیے کے طور پر لا کے دے..... تحفہ کے طور پر لا کے دے دیا..... کھانے کے لئے لا کر دے دیا..... یہ ہے کہ تم نے کسی سے کھجور لینی ہے..... اب وہ تمہیں ردی اور بے کار لا کر دیتا ہے..... اب ایسی میلی گندی چیز جو تم اس کو پسند نہیں کرتے..... تم اس کو قبول نہیں کرو گے..... تمہیں اس کا لحاظ نہیں آتا..... کہ جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے..... وہ اللہ کے لئے پسند کرتے ہو..... کہ اللہ کے راستہ میں وہ دے دی جائے..... یہاں ایک بات میں اور عرض کرنا چاہتا ہوں..... کہ یہ واقعہ تو یقیناً اس آیت کا شانِ نزول ہے..... لیکن یہ صحابہ کرام کی زندگی کا عمل نہیں تھا..... کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے..... وہ تو اللہ کے راستہ میں اچھی سے اچھی چیز دیتے تھے..... اعلیٰ سے اعلیٰ مال دیا کرتے تھے..... حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے اس آیت کے شانِ نزول میں بہت سارے واقعات نقل کئے ہیں..... کہ جب یہ آیت کریمہ اتری..... لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون ..... اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں..... جو اللہ کے راستے میں وہ مال دیں..... جو انہیں سب سے زیادہ پسند ہو..... ایک صحابی آئے ..... اس نے کہا..... اللہ کے نبی مجھے میرا باغ سب سے زیادہ پسند ہے..... بہترین پھل پھلتا ہے..... پھولتا ہے..... پھل دیتا ہے..... ہزاروں لاکھوں کا یہ مال ہر سال بکتا ہے..... یہ مجھے چونکہ سب سے زیادہ ہے..... اور اللہ کا حکم ہے..... وہ دو جو تمہیں سب سے زیادہ پسند ہو..... تو میں اس باغ کو ہمیشہ کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں..... چن چن کر چیزیں لاتے تھے..... کہ یہ چیز مجھے سب سے زیادہ پسند ہے..... اسی کو اللہ کے راستہ میں دینا چاہتا ہوں..... اس صحابی نے قطعاً نہ یہ زکوٰۃ کا مال دیا ہے..... نہ عشر کا مال دیا ہے ..... ویسے کھجوروں کے خوشے لا کر وہاں لٹکا دیئے..... کہ لوگ کھالیں۔

صحابہ کرامؓ کی وکالت:

یہ بات یاد رکھئے..... کہ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ فوراً ان کی وکالت کرتے ہیں

.....اللہ فوراً ان کی طرف سے جواب دیتے ہیں..... کہ کل کو کوئی بد بخت بدنیت آدمی اصحاب رسول پر تنقید نہ کرے..... لیکن چونکہ وہاں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرب جماعت ہے..... اس جماعت کی ہلکی سی لغزش بھی اس حوالہ سے قابل قبول نہیں ہوتی..... کہ آنے والے دور میں کوئی آدمی ان کو نمونہ بنا کر یہ کہے..... انہوں نے کرلیا تھا..... ہم نے کرلیا..... تو کیا فرق پڑ گیا.....؟ اس لئے فوراً اللہ کی طرف سے قرآن کریم اترا۔

جمعہ کی پہلی آذان کے بعد کاروبار کا حکم:

سورت جمعہ کے واقعہ میں وہاں میں آپ کو بتاؤں گا..... کہ صحابہ کرامؓ نے جمعۃ المبارک کے دن ہلکی سی تجارت کرلی..... جمعہ کا وقت ہو گیا..... اور وہ مارکیٹ میں کھڑے تھے..... اس پر پوری سورت اتری ہے..... اور اس میں جمعہ کے احکامات آئے ہیں..... اور یہاں بھی سختی سے حکم آیا ہے..... و ذروا البیع..... کاروبار چھوڑ دو..... فاسعوا الی ذکر اللہ ..... ''اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر جاؤ۔''

اور اس کے ضمن میں علماء نے ایک مسئلہ لکھا ہے..... کہ جمعۃ المبارک کے دن اذان جمعہ ہونے جانے کے بعد اگر کوئی آدمی کاروبار کرتا ہے..... وہ تو وہ بیع باطل ہے..... کاروبار حرام ہے..... جو کمائے گا وہ مردار کھائے گا..... یہاں تک کہ ایک مسئلہ اور لکھا ہے..... جو بڑا عجیب ہے..... ہمارے ہاں عام طور پر جمعہ کے دن شادیاں ہوتی ہیں..... اب چونکہ اتوار کو چھٹی ہوتی ہے..... اس لئے اتوار کو شادی کرتے ہیں..... ورنہ معمول لوگوں کا یہ ہے..... کہ جمعہ کے دن شادی ہو..... ہمارے ہاں کاروبار اس دن نہیں ہوتا..... چھٹی ہوتی ہے ..... اب بھی اکثر علاقوں میں لوگ جمعہ کے دن چھٹی کر لیتے ہیں..... کاروبار کی چھٹی..... دکانوں کی چھٹی..... سوائے سرکاری اداروں کے..... باقی معمولات کی چھٹی..... ویسے ہی جمعہ کے دن ہو رہی ہے..... اس دن لوگ سارے کام کرتے ہیں..... پکنک منانے کے

لئے جائیں گے...... تقریبات کی محفلوں میں جائیں گے...... کوئی اور کام ہوگا...... اس دن لوگ نکاح کرتے ہیں...... کئی واقعات ہمارے ساتھ بیتے ہیں...... جب مسئلہ کا پتہ نہیں ہوتا ...... تو لوگ کہتے ہیں...... مولوی صاحب ابھی تو پہلی اذان ہورہی ہے...... ابھی تو بڑی دیر ہے...... جب خطبہ مولوی پڑھے گا...... تو تب چلیں گے...... بس فلاں مہمان آرہے ہیں ...... فلاں صاحب آرہے ہیں...... خطبہ آپ پڑھ دیں...... پھر آپ چلے جانا...... علماء نے کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے...... احکام القرآن میں امام ابوبکر الجصاص ؒ نے اور ہمارے حضرت تھانویؒ کے بیان القرآن میں اس کے اندر انہوں نے ایک مسئلہ لکھا ہے...... کہ جمعۃ المبارک کے دن جو پہلی اذان جمعہ ہوتی ہے...... اس اذان جمعہ کے سننے کے بعد سے لے کر...... نمازِ جمعہ سے فراغت تک سوائے نماز جمعہ کی تیاری کے اور کوئی کام کرو گے تو حرام ہوگا...... حتیٰ کہ اس دوران اگر کوئی نکاح کی محفل منعقد ہوئی ہے...... اور اگر کوئی آدمی نکاح کی تقریب میں آیا ہے...... اس کا آنا بھی گناہ ہے...... بیٹھنا بھی گناہ ہے...... تقریب نکاح میں جو نکاح منعقد ہوا ہے...... یہ نکاح باطل ہے...... دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا...... ورنہ جتنی اولاد ہے...... سب حرام کی ہوگی...... ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں ہے...... اور ہم خوش ہوتے ہیں...... کہ جمعہ کے دن جمعہ کے وقت یہ نکاح ہونا چاہئے...... نماز پڑھ کر پھر ہم بیٹھ جائیں گے...... کوئی بات نہیں...... کوئی کھانا وغیرہ کھالیں گے...... مولوی سے جان چھوٹ جانی چاہئے...... یہ خطبہ پڑھے...... اور جائے...... میں عرض کر رہا تھا...... اصحاب رسول عظمت کے حوالہ سے جتنے اونچے ہیں...... کہ اللہ ان کا سب سے بڑا...... ان کا وکیل صفائی ہے...... وہاں قانون کے حوالہ سے وہ اتنے پابند ہیں...... کہ ان کی ہلکی سی لغزش بھی قابل قبول نہیں ہوتی...... اللہ فوراً اس کے اوپر اپنا حکم نازل کر دیتے ہیں...... اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا...... ایمان والو......! اللہ کے راستہ میں...... اور پاکیزہ مال دیا کرو...... دونوں مالوں

میں سے ہمیں جو کچھ ملتا ہے...... وہ دو قسم کی چیزیں ہوتی ہیں...... کچھ وہ ہے...... جو تم کماتے ہو...... دکان پر بیٹھے ہو...... تجارت کرتے ہو...... کاروبار کرتے ہو...... کچھ وہ چیزیں ہیں...... جو زمین سے نکلتی ہیں...... ہماری ترکاریاں ہیں ...... ہماری فصلیں ہیں...... جو مختلف قسم کی نعمتیں ہیں...... کھانے کی یہ سب کی سب زمین سے اُگتی ہیں۔

انسان کی مشقت:

یہ مسئلہ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں...... کہ انسان جتنا مال اللہ کے راستہ میں دیتا ہے...... اس میں اللہ نے جو اپنے راستہ میں نکالنے کا حکم دیا ہے...... وہ انسان کی مشقت کو سامنے رکھ کر حکم دیا ہے...... جتنی یہ تکلیف برداشت کرتا ہے...... اتنی تکلیف کا احساس رکھ کر اس کو حکم ہوتا ہے...... کہ تو اتنا دے...... کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے...... اگر یہ آپ کو ملا ہے ...... مالِ غنیمت میں میدانِ جنگ میں...... تو جنگ آپ کا مقصود نہیں تھا...... مقصود تو اللہ کے دین کی سربلندی تھی...... تو مال مفت میں مل گیا...... اس لیے اس میں سے چار حصے ان لوگوں کو دو...... جو بڑے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرو...... یہ اللہ کا مال ہے...... اور اگر آپ نے تھوڑی سی محنت کی...... کہ ہل چلا کر بیج ڈالا...... بس پانی دینے کی آپ کو ضرورت نہیں پڑی...... حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں پڑی...... دریا کا کنارہ تھا...... اس کی سیم کی وجہ سے اس کے اثرات کی وجہ سے فصل خود بخود اُگ گئی...... یا ایسا علاقہ تھا...... جہاں بارش ہوتی ہے...... اور بارشوں کے بعد فصلیں اُگتی ہیں...... ایسی زمین سے جو چیز موصول ہو...... جس میں آپ کی محنت نہیں...... آپ نے پانی لگانے میں رقم خرچ نہیں کی...... تو اس اللہ کا حکم یہ ہے کہ نو حصے خود رکھ لو...... دسواں حصہ ہمیں دے دو...... اللہ چاہتے تو کہہ دیتے...... نو مجھے دے دو...... دسواں تم رکھ لو...... لیکن اس کی کرم نوازی دیکھو!...... آپ نے تھوڑی سی محنت کی رب نے قدر کی ہے...... تیسرا درجہ یہ ہے...... کہ آپ نے اس میں محنت زیادہ کی

ہے.....محنت کے ساتھ ساتھ آپ نے پانی کی قیمت ادا کی ہے.....قیمتاً آپ کو وہ پانی ملا ہے.....خواہ وہ ٹیوب ویل کا پانی ملے.....یا نہری پانی ملے.....آپ باقاعدہ اس کی قیمت ادا کرتے ہیں.....اس قیمت ادا کرنے پر رب کو آپ پر ترس آیا.....کہ چلو میرے بندے نے کچھ اور محنت کی ہے.....تو انیس حصے یہ کھائے.....بیسواں حصہ اللہ کے راستہ میں دے دے.....آپ نے کچھ اور زیادہ محنت کی ہے.....کہ پورا سال آپ نے دکان کو چلایا..... آپ وہاں پر بیٹھے اپنا کاروبار کیا.....اب رب کو اور ترس آیا.....کہ رزق تو بے شک اللہ نے دیا ہے.....لیکن ذریعہ کے طور پر یہ جو تمہارا دکان پر بیٹھنا تھا.....اللہ کو یہ اتنا پسند آیا.....کہ خدا نے حکم دیا.....کہ تم ایسا کرو.....! کہ انتالیس حصے خود رکھ لیا کرو.....چالیسواں حصہ اللہ کے راستہ میں دے دیا کرو.....! عشر کے مسائل کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے.....اس پر پہلے بھی میں ایک مرتبہ عرض کر چکا ہوں۔

اللہ کے راستہ میں مال کا دینا:

تو یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں چیزیں بیان کی ہیں.....اور یہاں فرمایا.....ولا تیمموا الخبیث.....گندے مال کا ارادہ نہ کرو.....کہ ایسی چیز رب کے راستہ میں دو.....جو گلی سڑی گندی جسے تم خود قبول کرنے کے لئے تیار نہیں.....وہ دوسرے کو کیا دو گے.....الا ان تغمضوا فیہ.....بڑا عجیب جملہ قرآن نے کہا.....مگر صرف اس وقت کہ جس وقت تم چشم پوشی کر لو.....کیا مطلب.....؟ ایک آدمی سے آپ نے قرضہ وصول کرنا تھا.....بیسوں چکر لگے.....نہیں ملا.....اب اس نے آپ کو گندا مال اٹھا کر دے دیا.....آپ نے یہ سوچ کر.....کہ بھاگتے چور کی لنگوٹی سہی.....ملنا تو اس سے ہے ہی نہیں .....چلو جو مل رہا ہے.....اس کو تو لے لوں۔

اب یہ آپ خوشی سے نہیں لے رہے.....یہ نہ ملنے کی وجہ سے.....بامر مجبوری

لے رہے ہیں...... کہ چلو اس پر گزارہ کر لو...... ایک تو یہ ہے...... کہ آپ اس کو پسند نہیں کرتے...... صرف بادل نخواستہ پسند کر رہے ہیں...... اور دوسرا بادل نخواستہ پسند کرنے کا طریقہ یہ ہے...... کہ بے شک آپ کو اللہ کے دین کی خاطر چیز ملی ہے...... آپ کو وہ عشر ملا ہے...... زکوٰۃ ملی ہے...... صدقہ خیرات ملا ہے...... لیکن آپ کی بھوک پیاس کی شدت کا عالم یہ ہے...... کہ آپ کا اس کے بغیر گزارہ نہیں...... دل نہیں چاہتا تھا...... کہ اس دولت مند کے دروازے پر جا کر...... اس انداز سے بھیک لے کر...... اتنی ردی اور گندی چیز جو اللہ کے راستہ میں وہ دے رہا ہے...... اس سے لوں...... لیکن کیا کروں...... میرا گزارہ نہیں ہوتا...... مجبور ہوں...... اس لئے اس کو قبول کر لیا ہے...... اللہ فرماتے ہیں...... جسے تم قبول نہیں کرتے...... وہ اللہ کے راستہ میں دیتے کیوں ہو......؟ آپ دیکھیں......! اللہ کتنا طیب اور طاہر مال دے رہا ہے...... کتنی پاکیزہ چیزیں دے رہا ہے...... کتنے رزق کے دروازے کھول رہا ہے...... کتنے انعامات عطا کر رہا ہے...... وہ ہر چیز خالص دے...... تم ہر چیز ملاوٹ والی دیتے ہو...... وہ ہر چیز طیب عطا کرتا ہے...... اور تم ہر وہ چیز دیتے ہو...... جس میں خبث ناپاکی اور گندی چیزیں ملی ہوتی ہیں...... وہی اللہ کے راستہ میں دینا چاہتے ہو...... کہ کچھ تو خیال کرو......! اللہ کے راستہ میں وہ دو جو تمہیں سب سے زیادہ پسند ہو...... جس کو اپنے لئے پسند کرتے ہو...... اس کو دوسروں کے لئے بھی پسند کیا کرو۔

ردی مال اللہ کے راستہ میں:

اللہ معاف فرمائے...... ہمارے ہاں عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے...... کہ رمضان المبارک میں تو ہمارے اپنے تجربات اور مشاہدات ہوتے ہیں...... یہاں ہمارا ایک دوست ہے...... اس کی عادت تھی...... وہ بچوں کو کپڑے دیتا تھا...... مدرسہ میں اب بھی دیتا ہوگا...... تو وہ ایک گٹھڑی باندھ کے دے دیتا تھا...... آپ حیران ہوں گے...... آدھے

میٹر کا کپڑا...... پون میٹر کا کپڑا...... چوتھائی میٹر کا کپڑا...... اور ایسا کپڑا جو اس کے پاس ...... اب دکان میں چلنے کے قابل نہیں رہا...... نہ اسے کوئی خرید لے گا...... نہ اس کی قیمت دے گا...... یعنی اتنا پرانا کپڑا جس کو دکان پر پڑے پڑے زنگ لگ جاتا تھا...... میلے ہوتے تھے...... ایسے سارے کپڑے چھنتا...... اور چھننے کے بعد ان کو ناپتا...... اور ان کی قیمت لگاتا ...... اور کہتا یہ زکوٰۃ ہے...... جو اللہ کے راستہ میں نکالی جا رہی ہے...... یاد رکھئے! یہ جو آپ نوٹ دیتے ہیں...... کسی فقیر اور مسکین کو اس میں بھی بعض دفعہ لوگ چن کر دیتے ہیں...... کہ جو گندا اور میلا نوٹ ہو...... وہ جو میری جیب میں پھٹ نہ جائے...... اس کے پاس پھٹتا ہے ...... تو پھٹ جائے...... یہ بھی اس مال خبیث میں شامل ہے...... کہ آپ نے ایسا گندا مال دیا ہے...... اللہ کے راستہ میں وہ غریب بیچارہ مجبور ہو کے لے رہا ہے...... ورنہ اس میں اس کی کوئی خوشی نہیں...... کہ وہ اس مال کو آپ سے قبول کرے...... اس لئے جب بھی اللہ کے راستہ میں دیا کرو...... اچھی چیز دیا کرو...... جب بھی اللہ کے راستہ میں پیش کیا کرو...... اعلیٰ چیز پیش کیا کرو...... ایک تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ حکم دیا۔

اللہ غنی تم فقیر:

اور آگے بڑا سخت جملہ ارشاد فرمایا...... واعلموا...... ''جان لو...... ان اللّٰہ غنی حمید ...... 'اللہ بے پرواہ ہے...... 'حمید تعریف کے قابل ہے...... دو جملے بڑے عجیب ہیں...... واعلموا...... یہ بڑا شدت کا جملہ ہے...... مال دے رہا ہو...... خیال کرنا...... اور تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے...... کہ اللہ تمہیں اس لئے حکم دے رہا ہے...... اللہ محتاج نہیں ...... تمہارے اس مال وہ تو غنی ہے...... انتم الفقراء ...... اللہ الغنی تم محتاج ہو...... وہ تمہارا محتاج نہیں...... تم ضرورت مند ہو...... وہ ضرورت مند نہیں ہے...... اللہ غنی ہے...... اس کو تمہارے مال کی...... تمہارے پیسے کی...... تمہارے دولت کی کوئی ضرورت نہیں ہے......

تمہیں اس لئے حکم دے رہا ہے...... کہ تم اس کی قربت چاہتے ہو...... اس کے نزدیک ہونا چاہتے ہو تو اس کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرو...... اور اچھی سے اچھی چیز دیا کرو......! وہ بہت بے پرواہ ہے...... تمہارا محتاج نہیں...... الحمد یاد رکھنا...... تعریفوں کے قابل اللہ ہی کی ذات ہے...... کیا معنٰی......؟ اخلاص کے ساتھ دینا...... اس حوالہ سے مت دینا...... کہ لوگ ہماری تعریف کر کے کہیں...... بڑا فیاض ہے...... بڑا سخی ہے...... بڑے پیسے خرچ کر دیتا ہے...... نہیں تعریف اس اللہ کی ہے...... جس نے ہمیں عطا کیا ہے...... یہ اس کی مہربانی ہے...... کہ اس نے تمہیں دیا...... اور تم اپنے ہاتھوں سے لوگوں پر اس کے راستہ میں صدقہ اور خیرات کر رہے ہو۔

شیطان کا دل میں وسوسہ ڈالنا:

اگلی آیت میں بڑی عجیب بات اللہ نے ارشاد فرمائی...... شیطان کے بندھن میں مت پھنسو!...... شیطان کا وعدہ تمہارے ساتھ یہ ہے...... وہ تمہارے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہے...... کہ تم فقیر بن جاؤ گے...... مال تمہارا ضائع ہو جائے گا...... اگر ان فقراء غرباء مساکین کے پاس چلا گیا...... الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء...... بڑے کاموں کا حکم دیتا ہے...... دو چیزیں بڑی عجیب ہیں...... پہلا ذہن شیطان یہ بناتا ہے...... مالدار آدمی کا...... چوہدری کا...... وڈیرے کا...... رئیس کا...... صاحب ثروت کا ...... صاحب حیثیت کا...... خواہ وہ کسی قوم قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو...... کہ تم جب اللہ کے راستہ میں دو گے...... کمائی تمہاری ہے...... محنت تمہاری ہے...... مال تمہارا ہے...... چالیس ہزار پڑا ہے...... ایک ہزار کم ہو جائے گا...... بیس من گندم ہے...... ایک من جو نکل جائے گا ...... ایک مہینہ کا گزارہ اس سے چل جائے گا...... یہ جو ایک ہزار دے رہے ہیں...... آپ سوچیں تو سہی...... کہ ایک ہزار سے آپ کتنی چیزیں خرید سکتے ہیں...... یہ شیطان ذہن میں

ڈالتا ہے......اب آدمی شیطان کی اس بات سے متاثر ہوتا ہے......تو زکوٰۃ میں لیت ولعل شروع کر دیتا ہے......عشر دینے میں لیت ولعل شروع کر دیتا ہے......اس کے لیت ولعل کی ترتیب یہ ہوتی ہے......اچھا دے دیں گے......انکار تو نہیں کیا......کافر تو نہیں ہیں......کہ ہم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے...... بھائی دے دیں گے......ہمارے تو بھائی دن رات کے تجربات ہوتے ہیں...... بھیک مانگنے والے ہم لوگ ہیں......مدارس کی گندم وصول کرنے کے لئے......جب ہم علاقوں میں جاتے ہیں......تو بعض مخلص ترین ساتھی ہیں......وہ کہتے ہیں مولوی صاحب اب آنے کی ضرورت نہیں......ہم خود بھجوا دیں گے......اور کچھ کے پاس جب ہمارے ساتھی جاتے ہیں......اچھا ہوتا وہ منہ کا دکھلاوا ہے......میں چلا جاؤں تو کہتے ہیں......حضرت آپ تشریف لائے......کمال ہے......حکم بھیج دیا ہوتا......اور اگر مدرسہ کے کسی استاد اور شاگرد کو بھیج دیا ہے......تو کہتے ہیں...... یہ تمہارے آنے کا وقت ہے......میں فلاں جگہ جارہا ہوں......کل آنا......وہ بے چارہ اسی طرح واپس آجاتا ہے......اب یہ کل گیا......تو اس نے کہا......آج تو میرے پاس چابی نہیں ہے......کل آنا......میرا بیٹا یہاں پر نہیں کھڑا......کل آنا...... یہاں قریب ایک بستی ہے......میں اس بستی کا نام نہیں لیتا......وہاں کے اکثر صاحب ثروت لوگوں کا یہ حال ہے......ان کی کل کبھی آتی ہی نہیں......کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کریں......وہ کیا ہے......شیطان ان کے ذہن میں ڈالتا ہے......کہ ٹھیک ہے......ہے تو فرض لیکن ان کو دینے کے بعد جو اتنی پڑی ہے......اس میں سے کم ہو جائے گی۔

راہِ خدا میں دینے کی بجائے فواحش کا حکم:

دوسری طرف یہ ذہن میں ڈالتا ہے......تو فقیر بن جائے گا...... بھکاری بن جائے گا......تیری اپنی ضرورت پوری نہیں ہوگی......تو اللہ کے راستہ میں نکالنے کی کوشش کر

رہا ہے ...... ایک طرف تو یہ ذہن بنایا ...... کہ خدا کے راستہ میں نہ دو ...... دوسری طرف ...... یامر کم بالفحشاء ...... وہ یہ ہے ...... کہ اب تو جیب میں مال آ گیا ہے ...... اب ایسا کریں ...... کہ شادی ایسی کرنی چاہیے ...... کہ دنیا دیکھے ...... یہ ہے ...... یامر کم بالفحشاء ...... اب تو مال آ گیا ہے ...... اب تو ہمیں فلاں کام ضرور کر لینا چاہیے ...... اب تو مال آ گیا ہے ...... اب فلاں علاقہ کی سیر کے لئے ...... ایک قافلہ بنا کر جانا چاہیے ...... ہم وہاں جائیں گے ...... تو جتنے دن رہیں گے ...... عیاشی بھی ہوگی ...... سیر بھی ہوگی ...... ملاقاتیں بھی ہوں گی ...... کھانا پینا بھی ہوگا ...... وہی مال اللہ کے راستہ میں جو تم خرچ کرتے ...... تو تمہارے ہاتھوں سے خرچ کرا کے ضائع کرا رہا ہے ...... یہ ہے ...... یامر کم بالفحشاء ...... برائی اور بے حیائی کی طرف لے کر جا رہا ہے ...... وہ قافلوں کے قافلے بن کر ...... باہر سیر کرنے کے لئے چلے جائیں ...... ہزاروں لاکھوں روپے اس پر خرچ کر کے آ جائیں ...... اپنی جان پر ہزاروں روپے برباد کر دیں ...... ضائع کر دیں ...... اس پر شیطان نے کبھی دل میں نہیں ڈالا ...... تو نے اتنا مال کیوں ضائع کیا ...... وہاں آدمی کہتا ہے ...... کماتے ہی کھانے کے لئے ہیں ...... اپنے ہاتھ سے کمایا ...... اپنے ہاتھ سے خرچ کیا ہے ...... کسی سے بھیک تھوڑی مانگی ہے ...... یہاں یہ ہے ...... حالانکہ حقیقت کیا ہے ...... کہ یہ جب برائیوں پر مال خرچ ہو رہا ہوتا ہے ...... اس وقت آدمی ذلیل اور رسوا ہو رہا ہوتا ہے۔

تین ایسے کام جن کو اللہ ہر حال میں کرتے ہیں:

حدیث پاک میں آتا ہے ...... نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا تین کام ایسے ہیں ...... جن پر میں محمد قسم اٹھا سکتا ہوں ...... کہ وہ واقعات ہو کے رہتے ہیں ...... حضورؐ کے جملے ہیں ...... کہ میں قسم اٹھاتا ہوں ...... تین کام ایسے ہیں ...... جن کو اللہ ہر حال میں کرتے ہیں ...... ان میں سے ایک یہ ہے ...... کہ جو اللہ کے راستہ میں صدقہ خیرات دیتے ہیں ...... اللہ

ان کے مال میں اضافہ کرتے ہیں...... میں محمدؐ اس کی قسم اٹھاتا ہوں...... اوّل تو رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے اس جملے کا ویسے ہی نکل جانا کافی ہے...... ہم مسلمان ہیں...... اللہ کے نبی کی زبان پر یقین کرتے ہیں...... اتنی بات ہی کافی تھی...... اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں تھی...... لیکن اس کی تحقیق کا عالم یہ ہے...... کہ اللہ کے نبی کہتے ہیں...... میں محمدؐ قسم اٹھاتا ہوں...... مجھے یقین ہے...... کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں صدقہ دیتا ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے صدقہ کو بڑھادیتے ہیں...... اور اس پر اپنے انعامات کی بارش فرماتے ہیں...... دوسرا نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا...... کہ میں اس پر قسم اٹھاتا ہوں...... کہ جو شخص اللہ کے راستہ میں صدقہ خیرات نہیں دیتا...... بخل کرتا ہے...... اللہ ضرور بالضرور اس کے مال کو برباد کرتے ہیں...... اب یہ رسول اللہؐ کی زبان ہے...... اور قسم اٹھا کے فرما رہے ہیں...... ہمیں اس میں کتنا نفع نظر آئے...... پیغمبرؐ نے کہہ دیا...... اس میں کوئی منفعت نہیں...... اور یہ تجربہ ہے...... اس میں کوئی منفعت نہ ہوگی...... تیسری چیز نبی کریمؐ نے ارشاد فرمائی...... کہ میں اس پر قسم اٹھاتا ہوں...... مجھے یقین ہے...... مالک کے اس فیصلے پر کہ جب تم میں کوئی آدمی مظلوم ہوتا ہے...... اور مظلوم ہو کر صبر کرتا ہے...... اس کو کسی نے مارا ہے...... پیٹا ہے...... زیادتی کی ہے...... اس سے کوئی چیز چھینی ہے...... اب وہ مظلومیت کے درجہ میں ہے...... اور مظلوم ہو کر جب یہ صبر کرتا ہے...... فرمایا! میں محمد ﷺ قسم اٹھا کر کہتا ہوں...... کہ اللہ اس مظلوم کو ضرور بالضرور عزت دیتے ہیں...... (۱) اللہ اس کو درجہ اور فضیلت عطا کرتے ہیں...... اب یہ مظلوم آج ہے...... آنے والا وقت تم دیکھو گے...... کہ ظالم ذلیل ہو رہا ہوگا...... اور یہ مظلوم باعزت ہو رہا ہوگا...... آپ دنیا میں دیکھ لیں۔

(۱) مشکوٰۃ ص ۱۷۰ ج۱

جولوگ جتنے بڑے مظلوم بنتے ہیں..... لوگوں کے دلوں میں..... اللہ ان کی محبت اتنی زیادہ ڈال دیتے ہیں..... لوگوں کے دلوں میں اللہ ان کی قدر، ان کی منزلت، ان کا احترام اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں..... تو شیطان کا وعدہ تمہارے ساتھ یہ ہے..... کہ تم بھوکے مر جاؤ گے، ..... اگر تم خرچ کرو گے..... اور برائی کے حوالہ سے وہ ہمیں تیار کر دیتا ہے۔

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے کے لئے مغفرت کا وعدہ:

اس کے برعکس اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے..... واللہ یعدکم مغفرۃ ..... "اللہ کا وعدہ تمہارے ساتھ مغفرت کا ہے..... کہ میں تمہیں بخشتا ہوں..... صدقہ خیرات کے فضائل..... مختلف مقامات پر قرآن مجید میں بہت سارے ہیں..... ان میں ایک یہ ہے ..... کہ جب کوئی آدمی اللہ کے راستہ میں دیتا ہے..... اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے..... اللہ کو سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہوتی ہے..... کہ میرے بندے نے میرے بندے پر خرچ کیا ہے..... اَلْخَلْقِ عیالُ اللّٰہ فَاحَبُّ الْخَلْقِ الی اللّٰہ من اَحْسَنَ الیٰ عیالہ ..... (۱) فرمایا ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے..... اور اللہ کی ساری مخلوق میں اللہ سب سے زیادہ وہ پسند ہے..... جو اللہ کی مخلوق پر خرچ کرتا ہے..... اللہ اس کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں..... اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کی بے انتہاء فضیلتیں ہیں..... ایک دانہ ڈالتے ہو..... کتنا نکلتا ہے..... اس کی مثالیں قرآن مجید میں دے دے کر کہا..... کہ ایک کا سات سو..... سات سو کا چودہ سو..... اور چودہ سو کو..... واللّٰہ یضاعف عن یشاء ..... دوہرا چوہرا کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتے ہیں..... ایک دو تو لاکھوں تک اس کے اجر کو لے جاتے ہیں..... ایک تو یہ اجر وثواب ہے..... کہ اللہ مغفرت کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

---

(۱) روی البیھقی الاحادیث الثلثة فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۲۵ ج۲ /

دونوں جہانوں کی بھلائیاں:

اور دوسرا ایک لفظ قرآن مجید نے یہاں استعمال فرمایا......وہ یہ ہے......کہ ......مغفرۃ منہٗ وفضلہٗ......"اللہ مغفرت بھی کرتے ہیں۔ اور اپنا فضل بھی کرتے ہیں ......فضل کیا چیز ہے......؟ یہ فضل کا لفظ اس فقر کے مقابلے میں ہے......الشیطٰن یعدکم الفقر شیطان تمہیں بھوک دکھاتا ہے......کہ رب کے راستہ میں خیرات کرنے سے بھوکے مرجاؤ گے......اللہ اپنا فضل تمہیں دکھاتا ہے......فضل کا معنٰی ہے......خوشحالی، رزق، فضل کے دونوں معنٰی ہیں......ایک یہ ہے......کہ اللہ کا انعام ملے گا......تمہیں دوسرا یہ ہے......کہ اللہ رزق کے دروازے دنیا میں کھول دیتے ہیں......مغفرت کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے......کہ وہاں اللہ گناہوں کو معاف فرمائیں گے......بغیر حساب وکتاب کے جنت کے دروازے کھلیں گے......اور یہاں فضل کا تعلق دنیا کی زندگی کے ساتھ ہے......کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے لئے یہاں رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں......جیسا کہ سورت جمعہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا......کہ......فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشر وا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ......زمین میں پھیلو جمعہ پڑھنے کے بعد پھر اللہ کے فضل کو تلاش کرو......یہاں فضل سے مراد وہ رزق ہے ......جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے......تجارت کے حوالہ سے......کام کاج کے حوالہ سے......ملازمت کے حوالہ سے......جس میدان میں تم کام کرتے ہو......جب رب کا حکم پورا کر کے......اس کام کو تم کرو گے......تو اللہ تبارک وتعالیٰ رزق کے دروازے تمہارے اوپر کھول دیں گے۔

وعدہ رحمٰن اور وعدہ شیطان:

دیکھیں......! ایک وعدہ رب کا ہے......ایک شیطان کا ہے......فیصلہ ہم نے کرنا

ہے..... کہ ہم کس کے وعدہ کو پورا کرتے ہیں..... اور پھر کس کا وعدہ سچا ہے..... اور کس کا وعدہ جھوٹا ہے اس لئے فرمایا! اللہ تمہیں اپنی مغفرت کی دعوت دے رہا ہے اور اپنا فضل عطا کر رہا ہے۔

نیکی کا ارادہ کرنا:

اس لئے فرمایا..... واللّٰہ واسعٌ علیم ..... اللہ بڑی وسعت والے بڑے علم والے ہیں..... واسع، وسعت کا معنیٰ کیا ہے.....؟ بڑی عجیب بات ہے..... وسعت یہ ہے کہ گناہ جب تک کرتے نہیں ہو..... اس وقت تک لکھا نہیں جاتا..... گناہ میں ارادے پر کوئی گرفت نہیں..... گناہ کا ارادہ کیا..... اللہ کہتا ہے..... فرشتو! نہیں لکھنا..... جب تک کر نہ بیٹھے..... اس وقت تک اللہ اس کو نہیں لکھتے..... اور جب نیکی کا معاملہ آیا..... تو پھر دیکھو! کیا ہی عجیب بات ہے..... نیکی کا ارادہ کیا..... ایک لکھ دی جائے..... گناہ کا ارادہ کیا..... تو کچھ نہیں لکھا گیا..... موازنہ کریں..... گناہ کے تصور میں بھی کچھ نہیں..... ارادے میں بھی کچھ نہیں..... گناہ کرنے کے لئے اٹھ کے بیٹھا ہے..... تب بھی کچھ نہیں..... گناہ کی نیت سے چل پڑا ہے..... لیکن عملاً گناہ ابھی صادر نہیں ہوا..... تب بھی کچھ نہیں ہے..... اس اڈے پر پہنچ گیا ہے..... جہاں اس نے گناہ کرنا ہے..... لیکن پہنچ کر خیال آ گیا..... کہ چھوڑو یار بے کار کام ہے..... کیا کرنا ہے..... واپس ہو جاتا ہے..... تو کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا..... گناہ کا ارادہ کیا..... نیت کی چل پڑا..... منزل تک پہنچ گیا..... جب تک اس کے ہاتھوں سے، آنکھوں سے، زبان سے جسم سے گناہ صادر نہ ہو..... اس وقت تک گناہ نہیں لکھا جاتا ..... نیکی کے بارے میں اللہ کی وسعت اور فضل کا عالم دیکھئے.....! نیکی کا ابھی ارادہ ہی کیا ..... سوئے ہوئے..... رات کو سونے لگے..... ارادہ کیا..... صبح کو اٹھ کر تہجد پڑھوں گا..... اور سو گئے..... آنکھ نہیں کھلی..... تہجد آپ کی لکھی گئی ہے..... کسی کو دیکھا..... یہ مظلوم ہے ..... ظالم اس پر ظلم کر رہا ہے..... اس کے دل میں خیال آیا..... اللہ اگر تو مجھے حاکمیت دے

دیتا...... میرے پاس اگر اختیار ہوتا......تو میں اس ظالم کی سرکوبی کرتا...... اس مظلوم کی عزت کرتا......تو کر نہیں سکتا...... تیرے اختیار میں نہیں ہے...... تیرے بس میں نہیں ہے ......شاید اقتدار یہ ہوتا...... یہ بھی نہ کرتا...... جوتو سوچ رہا ہے......تو نے ارادہ کیا ہے...... اجر تیرے حصہ میں لکھا جاچکا ہے......آپ نے خوبصورت مسجد دیکھی ہے...... بڑی بہترین ...... دل میں کہتا ہے...... اللہ کریم مجھے اتنے پیسے دے دے ......تو میں اس سے بھی خوبصورت مسجد بناؤں گا......ایسا بہترین مدرسہ بنا دوں گا...... اولاد نہیں ہے......اگر اللہ مجھے اولاد دے دے......تو میں اس کو قرآن کا حافظ قاری اور عالم بناؤں گا......اس لئے یہ ہمارے تبلیغی بھائی اللہ ان کو جزائے خیر دے...... یہ کہا کرتے ہیں...... کہ بھائی ارادہ یہ کیا کرو...... کہ پورے عالم میں دیر اور دور تک جائیں گے...... پوری انسانیت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ذریعہ کے طور پر قبول کرے...... کہ پوری انسانیت میں جا کے دین کی تبلیغ کرے...... جا تو سکتے ہیں......ہم میں سے کس کے اختیار میں ہے...... کہ ہر انسان کو ملے...... ہر جگہ پر جائے...... ہر ملک میں جا کر دین کی بات کہے...... ہر ایک اس کی بات پر لبیک کہے...... یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے......لیکن اللہ کے نبی کی اُمت کی خاصیت اللہ کے فضل وکرم اور وسعت کی انتہاء یہ ہے...... کہ ارادہ یہاں کر رہا ہے...... اختیار میں کچھ نہیں......مفت میں لکھ دیا جاتا ہے۔

مومن کا عمل اور اس کی نیت:

اس لیے ایک روایت بڑی عجیب ہے......اس میں ہے...... کہ نیة المؤمن خير من عمله ''...... کہ مومن کے عمل سے اس کی نیت کئی درجہ بہتر ہوتی ہے......اس لئے کہ جب نیت کرتا ہے......تو نیت میں ریا نہیں...... دکھلاوا نہیں......اور جب عمل کر بیٹھے گا......تو ممکن ہے...... کہ عمل میں کسی قسم کی کوئی لغزش ہوگئی ...... عین ممکن ہے...... کہ ارادہ میں

ریاکاری ظاہر ہو جائے...... ممکن ہے...... ارادہ میں کوئی ایسا عمل کر بیٹھے...... جس کی وجہ سے وہ عمل ہی سارے کا سارا برباد ہو جائے...... اس لئے فرمایا...... اس ارادہ پر اللہ اتنا اجر عطا فرماتے ہیں...... اب جب یہ ارادہ کر بیٹھا...... تو نیکی لکھی گئی...... ارادہ کر کے نیکی کی طرف چل پڑا...... قدم قدم پر علیحدہ نیکی لکھی جا رہی ہے...... وہ جو کام کرنے کی نیت کی گھر بیٹھے ہوئے...... سوئے ہوئے...... اس کا اجر علیحدہ...... اس کے لئے چل پڑا ہے...... تو اس کے لئے اجر علیحدہ لکھا جا رہا ہے...... اب یہ اس منزل پر پہنچا ہے...... جہاں اس نے جا کر نیکی کرنی تھی...... مثلاً مسجد میں آ گیا ہے...... نماز پڑھنے کے لئے ارادہ پر چلا تو اجر ملا...... وضو کرنے پہ اجر ملا...... گھر سے چل پڑنے پر اجر ملا...... قدم قدم پر اجر ملا...... جب یہ اللہ کے گھر میں آ گیا ہے...... اب جب یہ نماز پڑھ رہا ہے...... اس کا اجر صرف ایک اجر نہیں...... ارادہ پر صرف ایک نماز لکھی گئی تھی...... چلنے پر وضو لکھا گیا تھا...... قدم قدم پر عبادت علیحدہ لکھی گئی...... جب ہر ایک پڑھ رہا ہے...... تو دس لکھی جا رہی ہیں...... باجماعت پڑھ رہا ہے...... تو ستائیس لکھی جا رہی ہیں...... اور اگر مسجد نبوی میں پڑھ رہا ہے...... تو پچاس ہزار لکھی جا رہی ہیں...... اللہ کے گھر کعبہ میں ایک پڑھ رہا ہے...... تو ایک لاکھ لکھی جا رہی ہیں...... اللہ بڑی وسعت والے ہیں...... ساتھ ہے کہ اللہ علیم بھی ہیں ...... جانتے بھی ہیں...... کیا معنٰی......؟ کہ تمہاری نیتوں سے بھی واقف ہیں...... تمہارے عملوں سے بھی واقف ہیں...... تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں...... کہ میری نیت یہ تھی ...... میرا عمل یہ ہوا ...... جو تمہارے دل کی کیفیت ہے...... اللہ اس کو خوب جانتے ہیں...... اس لئے یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا کرو!۔

اللہ کے راستہ میں دینے والے:

درمیان میں ایک اور عجیب بات اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمائی...... یوتی الحکمة من یشاء ...... ”جس کو چاہتے ہیں اسے حکمت دیتے ہیں“...... ومن یوتی

الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیراً...... ''اور جس کو اللہ نے حکمت عطا کی اس کو بہت بڑی بھلائی مل گئی''...... سمجھانا یہ چاہتا ہوں...... کہ یہ حکمت کیا ہے......؟ اور اللہ ایسی حکمتوں سے نوازتے کن کو ہیں......؟ اللہ حکمت دیتے ہیں...... اوپر رزق کی باتیں آرہی تھیں...... صدقہ خیرات کی باتیں آرہی تھیں...... یہاں فرمادیا...... کہ اللہ جسے چاہتے ہیں...... اس کو حکمت عطاء کرتے ہیں...... حکمت کا عام فہم معنیٰ ہے...... دانائی سمجھداری، سوجھ بوجھ، عقل شعور، نیکی اور برائی کی پہچان اس کا تعلق پہلی آیت کے ساتھ یہی ہے...... کہ شیطان تمہیں فقیری دکھاتا ہے...... برائی کی طرف لے جاتا ہے...... اللہ تم سے مغفرت کا وعدہ کرتے ہیں...... اور اپنا فضل تمہیں دینا چاہتے ہیں...... اب یہ حکمت سمجھنا کہ میری بھلائی کس میں ہے...... میں کون سا عمل کروں...... یہ سمجھ اللہ جس کو سمجھ، سلیم فہم، سلیم عقل سلیم عطا کرتے ہیں...... جسے چاہتے ہیں...... یہ عطا فرمایا کرتے ہیں...... اب یہ کون سا خوش نصیب ہے...... جس کا ذہن اس نیکی کی طرف آئے...... کہ میں اللہ کے وعدہ کو پورا کروں...... اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا وعدہ پورا کریں گے...... اللہ مجھ پر اپنا فضل کریں گے...... اللہ میرے لئے مغفرت کے فیصلے کریں گے...... اس لئے شیطان کے داؤ میں نہ پھنسوں...... رحمٰن کی طرف چلا جاؤں...... تو سمجھ لو...... کہ اللہ نے اس کو حکمت عطا کردی ہے...... حکمت کا معنیٰ اچھی سوچ عطا کی ہے...... سوجھ بوجھ عطا کی ہے...... نیکی کی فراست اس کو عطا کی ہے اور اگر اُدھر چلا گیا ہے تو پھر سمجھ لو دولت ہے...... حکمت نہیں مال ہے عقل نہیں اب یہ بے وقوف ہے جس کو اتنا شعور ہی نہیں کہ میں رب کی مان رہا ہوں...... یا شیطان کی مان رہا ہوں اس میں ایک بات یہ بھی فرمائی کہ اللہ جس کو حکمت دیتے ہیں۔

بھلائی کا ارادہ کرنا:

فقد اوتی خیراً کثیراً...... ''اسے بہت بڑی بھلائی دیتے ہیں''...... حکمت کے مختلف معانی علماء کرام نے لکھے ہیں...... ان میں سے ایک بڑا معروف ترجمہ جو حدیث کی

روشنی میں...... جس کو امام مالکؒ نے نقل کیا ہے...... وہ یہ ہے کہ حکمت کا معنیٰ سنت رسول اللہ ہے...... جسے حکمت دیتے ہیں...... اسے بہت بڑی بھلائی مل گئی...... یعنی جس کو پیغمبر کی زندگی گزارنے کے طریقے مل گئے...... نبیؐ کی شریعت کا جو پابند ہو گیا...... وہ بہت بڑی بھلائی میں آ گیا ہے...... فقد اوتی خیرا کثیراً...... اس لیے حدیث میں آتا ہے...... من یرداللہ بہٖ خیراً یفقہٗ فی الدین ......(۱) اللہ جس سے خیر کا ارادہ کریں اسے دین کی سمجھ عطا کریں"...... اور قرآن مجید کے مطابق یہ ہے...... کہ...... ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً...... اور جس کو اللہ نے حکمت دی...... اس کو بڑی بھلائی دی...... دونوں کو ملاؤ...... جس کو حکمت ملی...... اسے بڑی بھلائی ملی...... اور رب جس کو حکمت دینا چاہتے ہیں...... اسے دین کی فقہ عطا کرتے ہیں...... اب حکمت نام ہے دین کی فقہ کا...... حکمت نام ہے احکامات الٰہیہ کو پہچاننے اور جاننے کا...... اب کوئی آدمی کتنا بڑا زیرک...... اور ذہین کیوں نہیں ہے...... بہت بڑا سائنسدان کیوں نہیں ہے...... بہت بڑا اسکالر اور بہت ساری ڈگریاں لے کر بیٹھا ہوا ہے...... لیکن اسے دین کی سمجھ نہیں...... اسے اللہ کے احکامات کی حکمتوں کا پتہ نہیں ہے...... اسے شریعت کی سوجھ بوجھ نہیں ہے...... حلال حرام کی تمیز نہیں ہے...... تو اس کی ساری ڈگریاں خاک ہیں...... اس کے پاس نہ عقل ہے...... اس کے پاس نہ علم ہے...... نہ اس کے پاس خیر ہے...... خیر اسی کو ملتی ہے...... جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں...... اور اسے دین کی سوجھ بوجھ سمجھ...... اور فقہ عطا فرمایا کرتے ہیں...... یہ بعض جاہل لوگ فقہ کے ویسے ہی دشمن ہوتے ہیں...... یہ جتنے فقہ کے دشمن ہیں...... یہ فطری طور پر عقل سے خالی ہوتے ہیں کم عقلوں کا، جاہلوں کا، بددماغ لوگوں کا، طبقہ اور

---

(۱) الصحیح البخاری ص۱۶ ج۱۔عن معاویۃؓ۔الصحیح المسلم۔مشکوۃ المصابیح ص۳۲ ج۱

ٹولہ ہوتا ہے...... جس پر چاہا تنقید کر دی...... نبی کی شریعت کو سمجھ ہی نہیں سکتے...... یہ حکمتیں اللہ نے فقہاء اُمت کو سمجھائی ہیں...... جو قرآن وسنت کو سمجھنے والے لوگ ہیں...... میں اس کی، ایک مثال آپ کو دیتا ہوں...... سمجھانے کے لئے ایک ہے...... ظاہر حدیث کو پڑھ کر کوئی مسئلہ اپنی طرف سے مستنبط کرنا...... خود بنالینا حدیث میں یہ بھی ثابت ہے...... کھڑے ہو کر پیشاب کیا گیا...... اور یہ بھی اللہ کے نبی کا عمل ہے...... کہ حضورؐ نے بیٹھ کر پیشاب کیا ہے...... اب یہ حکمت پہنچانا کہ سنت کیا ہے......؟ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر...... یہ اللہ ان لوگوں کو عطا کرتے ہیں...... جن کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں...... اب یہ فقہاء نے بتایا...... کہ وہ جو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا...... وہ پیغمبر کا عمل تو ہے...... سنت نہیں...... کہ امت میں قیامت تک یہ رائج ہو...... بیٹھ کر پیشاب کرنا یہ رسول اللہ کی سنت ہے...... جو اُمت میں طریقہ رائج ہے...... مسجد میں آتے ہوئے دونوں عمل ثابت ہیں...... جوتا اتار کر بھی ہے...... پہن کر آنا بھی ہے...... لیکن یہ کیسے پتہ چلے...... کہ اللہ کے نبی کی سنت کیا ہے......؟ اب یہ حکمتیں شریعت کی رو سے اللہ جن لوگوں پر اپنا خصوصی فضل کرتے ہیں...... فقہاء اور علماء کو اللہ عطا فرماتے ہیں...... وہ بتایا کرتے ہیں کہ جوتا پہن کر آنا یہ عمل تو ہے کسی مجبوری کی وجہ سے لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں...... سنت وہ ہے کہ جس پر پوری اُمت عمل کر رہی ہے کہ جوتا اتار کر مسجد میں آیا کرو سر پر پگڑی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا بھی ثابت ہے ننگے سر پر بھی صحابہ کرام نے نماز پڑھی ہے......(۱) اللہ کے نبی کا کوئی عمل نہیں ہے

---

(۱) شمائل ترمذی میں ہے: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یکثر القناع (شمائل ترمذی ص ۷۱) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اپنے سر مبارک پر کپڑا رکھتے تھے۔ غیر مقلدین کے معتبرہ فتاویٰ ثنائیہ میں ہے کہ آپؐ ہمیشہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۲۵ ج ۱) مولوی شریف الدین لکھتے ہیں کہ: قصداً ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھنا اور اس کو اپنا مسلکی شعار بنانا خلاف سنت ہے۔ (ص ۵۲۳ ج ۱)

شرعی احکامات کی روح:

یاد رکھئے......! اب سنت کیا ہے...... جاہل آدمی بخاری کی حدیث دیکھ کر پہنی ہوئی پگڑی بھی اُتار کے پھینک دے گا......اور کہے گا...... ننگے سر جائز ہے......کون کہتا ہے ......ناجائز ہے...... بات جائز ناجائز کی نہیں ہے...... بات اللہ کے نبی کی سنت کی ہے...... اور اس حکمت کی ہے...... جو شریعت نے اس کی روح میں رکھی ہے...... وہ فقہاء سمجھتے ہیں...... کہ اللہ کے نبی کا تواتر کا عمل ہے...... ہمیشہ کا عمل ہے...... رسول اللہؐ نے اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے...... اس لئے یہ عمل سنت ہے...... وہ عمل وقتی ضرورت ہے...... وہ سنت نہیں ہے...... تو یہ حکمتیں اللہ فقہاء اُمت کو عطا فرماتے ہیں...... آخر میں اللہ نے بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی...... فرمایا یہ جتنے احکامات ہیں...... یہ سمجھ ان کو آئیں گے...... وما یذکر الا اولو الالباب ......ان سے نصیحت وہی حاصل کرے گا...... جو عقل والا ہوگا...... عقل سے مراد دین کی سوجھ والا ...... جس کو دین کی عقل ہوگی...... سوجھ ہوگی ...... اس کو یہ مسائل سمجھ آئیں گے...... اور جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ سمجھ نہیں عطا کرتے...... وہ ذلیل ورسوا ہوتا ہے...... وہ اپنے مزاج سے دین کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے...... تو پھر بھٹکتا رہتا ہے ......اور گمراہ ہوتا رہتا ہے...... اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو احکامات سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

(آمین)

(وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین)

ریاکاری

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَآئِرِالْاُمَمِ ...... بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ ......وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ...... مَا نَطَقَ الِلّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ ...... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ......بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ......یا ایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذیٰ کالذی ینفق ماله فمثلهٗ کمثل صفوان علیه ترابٌ فاصابهٗ وابلٌ فترکهٗ صلداً لایقدون علی شی ءٍ مما کسبوا واللّٰہ لایھدی القوم الکفرین ○ وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اللّٰہ تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً الشرك فیه معی غیری ترکته وشرکه وفی روایة فانا منه بَرِیٌّ ھوللذی عَمِلَه(۱) صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمہید:

☆ لائق صد تعظیم و تکریم ...... قابل احترام بزرگو...... دوستو اور بھائیو...... !اہل ایمان کی اللہ سے گفتگو یہ سلسلہ میں نے کئی جمعوں سے شروع کیا ہوا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ ص ٤٥٤ ج۲ عن ابوھریرۃ / صحیح مسلم ص ج/

کہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن جن مقامات پر" یاایها الذین آمنوا "کہا ہے ......خود اللہ نے مؤمنوں سے کی تقریر کی ہے ...... ان کو بیان کیا ہے ...... اور انہیں خود احکامات دیئے ہیں ...... اور یہ بڑی سعادت کی بات ہے ...... کہ اللہ ہم سے متکلم ہو ...... ہم سے باتیں کرے ...... بڑا آدمی کسی سے بات کرے ...... تو بہت بڑی بات ہوتی ہے ...... اور اللہ جس سے بات کرے ...... اس کی عظمت کے کیا کہنے ...... ان تقریروں میں سے ایک گفتگو یہ بھی ہے ...... جو آج کے خطبہ میں ...... میں نے پڑھی ...... اس تقریر میں رب العزت جل شانہٗ نے اہل ایمان کو اہم حکم یہ دیا ہے ...... کہ اپنا مال جو اللہ کے راستہ میں ......تم صدقہ وخیرات کرتے ہو ...... اس کو احسان جتلا کر ...... یا یہ مال جس کو دے رہے ہو ......اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف دے کر ...... اپنی اس نیکی کو ضائع نہ کیا کرو ...... اس آیت مبارکہ سے پہلے ...... اور اس کے بعد تقریباً یہ سارا رکوع اس میں انفاق فی سبیل اللہ، اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کے احکامات اللہ نے بتائے ہیں۔

دیئے ہوئے مال کی قیمت:

اس رکوع کی پہلی آیت میں ...... مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة ...... یہ پوری آیت کریمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں ...... ان کی فضیلت میں اتاری ہے ...... اور اللہ نے مثال دی ہے ...... کہ جو لوگ اللہ کے راستہ میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں ...... ان کی مثال ایسے ہے ...... کہ جیسے کوئی آدمی زمین میں ہل چلانے کے بعد بیج بوتا ہے ...... اب یہ دانہ جو اس نے زمین میں ڈالا ہے ...... باہر نکلتا ہے ...... اس کا ایک خوشہ بن کر باہر نکلتا ہے ...... پھر جب یہ کچھ بڑا ہوتا ہے ...... پھل اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے ...... تو اس ایک دانے کی سات نوٹ بالیاں بنتی ہیں ...... سات ٹہنیاں اور شاخیں نکلتی ہیں ......

پھر ہر ہر شاخ پر سو، سو دانہ لگے......تو یہ دانہ جب زمین میں ڈالا......ایک تھا......جب باہر نکلا تو ایک تھا......کچھ بڑا ہوا......تو سات حصوں میں تقسیم ہوا......اس سے جب بڑا ہوا تو......ہر حصہ پر سات دانے لگے......تو یہ ایک دانہ سات سو دانوں کی طرح ہو گیا۔

اللہ فرماتے ہیں......جو لوگ ہمارے راستہ میں خرچ کرتے ہیں......ان کی مثال بالکل ایسی ہے......کہ ایک روپیہ لے کر اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے......اللہ اس کی قیمت اس کے اخلاص کے برابر لگانا شروع کر دیتے ہیں......وہ ایک روپیہ ایک کی بجائے......اس کی حالت یہ ہوتی ہے......کہ اللہ کے ہاں قبولیت کی وجہ سے......اس کا اجر بڑھنا شروع ہو جاتا ہے......اور وہ بڑھتے بڑھتے سات سو تک چلا جاتا ہے......اور پھر آگے فرمایا......واللہ یضٰعِفُ لمن یشاء ......اللہ جسے چاہتے ہیں......اسے دہرا کر دیتے ہیں......دُہرا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ......سات دُنی چودہ سو بن گیا......پھر چودہ سو کی حد نہیں رکھی۔

آگے فرمایا......واللہ سمیعٌ علیم' واللّٰہ واسعٌ علیم ......''اللہ تبارک وتعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں۔اور بڑے علم والے ہیں۔''

اللہ کے ہاں اس کی کمی نہیں......کہ کس کو کتنا دے رہا ہوں......یا اتنا دیا ہے......یہ بس ہو جائے گا ......نہیں، بڑی وسعت والے ہیں......آدمی کے مانگنے میں تو کمی ہو سکتی ہے......اس کے دینے میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی......اور پھر اللہ بڑے علم والے ہیں......کہ وہ تمہارے دلوں کے اخلاص کی کیفیت کو جانتے ہیں...... جتنا تم میں اخلاص ہوگا......اتنا تمہارے انفاق فی سبیل اللہ میں اجر کو بڑھاتے جائیں گے۔

انفاق فی سبیل اللہ میں تین چیزیں:

علماء نے لکھا ہے......کہ اس مثال سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا......کہ جو شخص اپنے مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں......اس سے مراد کیا ہے؟......اس سے مراد

تین چیزیں ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد جہاد کے راستہ میں خرچ کرنا...... دوسرا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے مراد حج کے موقع پر اپنا مال خرچ کرنا ہے...... تیسرا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے مراد ہر وہ ذریعہ جس سے کلمۂ حق بلند ہو اور دین دوسروں تک پہنچے...... وہ انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہے...... اس طریقہ سے جو آدمی خرچ کرتا ہے...... وہ ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے...... اور اس کے کئی ذرائع ہیں...... طالب علم علم دین حاصل کر رہا ہے تو یہ انفاق فی سبیل اللہ ہے...... ایک مجاہد جہاد میں ہے تو یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے...... ایک شخص قلمی تحریر کر کے علم دین کی تبلیغ کرتا ہے ...... جیسے ہمارے بزرگوں کی کتابیں ہیں...... فضائل اعمال جو ہر گھر میں پڑھی جاتی ہے...... یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے...... کہ آپ جو اس کو خرید کر لا رہے ہیں...... اس کا مطالعہ کریں گے...... اوروں کو پڑھائیں گے...... یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے...... اس طریقہ سے خود دین کو سیکھنے کے لئے...... جو پیسہ خرچ کرتے ہو...... یہ بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے...... کسی کو آپ بھیجتے ہیں...... خود نہیں جاتے...... یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ میں داخل ہے...... انفاق فی سبیل اللہ سے مراد صرف یہ نہیں ہے...... تلوار اٹھانے والے پر آپ نے خرچ کر دیا...... علماء نے یہ تمام مفہوم لکھے ہیں...... جہاد بھی مراد ہے...... علم بھی مراد ہے...... کلمۂ حق کی بلندی کے لئے خرچ کرنا یہ بھی مراد ہے...... عام طریقہ سے دین کی سربلندی کے لئے...... آپ کسی بھی طریقہ سے مال خرچ کرتے ہیں...... تو آپ ان لوگوں میں داخل ہو جائیں گے...... جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔

مال خرچ کرنے والے کے لئے سات سو کا اجر:

مفسرین نے اس پر ایک اور نکتہ لکھا ہے...... کہ یہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مثال

دی......ایک دانہ زمین میں گیا......اس سے سات باہر نکلیں...... ہر بالی پر سو دانے لگے ......ایک کے سات سو بنے ......واللّٰہ یضٰعِفُ عن یشاء......اس کو دہرا کر دیا......واللّٰہ واسعٌ علیم......''پھر اللہ بڑی وسعت و بڑے علم والے ہیں ...... جتنا چاہتے ہیں......اس میں اضافہ کر دیتے......تو اس مثال پر علماء نے ایک اور بات لکھی ہے......وہ یہ ہے......کہ اجر و ثواب اس کو ملتا ہے...... جو خود نہیں جاتا......صرف مال بھیجتا ہے......مثلاً ایک آدمی جہاد کے لئے تیار ہوا......دوسرے نے اس کو جہاد کا اسلحہ خرید کر دیا ہے......اس نے اس کو جوتا خرید کر دیا ہے......جو اس نے پہاڑوں پر پہننا ہے......اسے کپڑے لے کر دیئے ہیں ......جس سے اس کی ضرورت پوری ہوگی......ایک طالب علم......علم دین سیکھنے کے لئے جا رہا ہے...... دوسرا خود نہیں جا رہا......خود علم دین نہیں سیکھتا...... جانے والے کو اس نے کپڑے خرید کر دیئے ہیں......اس نے اس کے کھانے اور سفر کا انتظام کیا ہے......ایک آدمی تبلیغ پہ جا رہا ہے......محنت کر رہا ہے......دین سیکھنے کے لئے جا رہا ہے......دوسرا کمزور ہے...... کہ اس کے پاس ضروریات زندگی کا سامان نہیں ...... دوسرے کو اللہ توفیق دیتا ہے......کہ تو جا میں تیرا خرچہ برداشت کرتا ہوں......اب یہ ایک کا سات سو والا اجر ہے...... یہ اس آدمی کو ملے گا......جو خود نہیں جاتا......دوسرے کو بھیجتا ہے۔

مال جان اور وقت لگانے پر اللہ تعالیٰ سات لاکھ کا اجر:

سیدنا جابرؓ کی روایت میں ہے......کہ جو آدمی خود نکلتا ہے......اللہ کے راستہ میں پیسہ بھی اپنا ہے......تلوار بھی اپنی ہے......دولت بھی اپنی ہے......دین سیکھنے کے لئے نکل رہا ہے...... گھر چھوڑتا ہے...... مکان چھوڑتا ہے...... پیسہ اپنا لیتا ہے...... روٹی اپنی کھاتا ہے......اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اپنا پیسہ خرچ کر کے نکلتا ہے......تو حضرت جابر کی روایت یہ ہے......کہ ایک روپیہ کے بدلے میں سات لاکھ کے برابر اجر اللہ عطا فرماتے

ہیں......(۱) ایک صحابی نے اعتراض کیا...... کہ قرآن تو یہ کہتا ہے...... صحابی کا اعتراض قرآن پر نہیں ہے......(معاذ اللہ)

حضرت جابرؓ نے یہ روایت نقل کی تو صحابی نے کہا...... ہم نے تو قرآن میں اس طرح پڑھا ہے...... کہ ایک کے بدلے سات سو کا اجر دیتے ہیں...... آپ سات لاکھ کا کیسے بناتے ہیں......؟ فرمایا میاں......! سات سو صرف مال خرچ کرنے پر ہے...... اپنی جان بھی خرچ کرو گے...... اپنا وقت بھی خرچ کرو گے...... سامان بھی اپنے کندھے پر رکھو گے...... دھکے بھی کھاؤ گے...... لوگوں کے پاس جاؤ گے...... طعنے بھی سہو گے...... گالیاں بھی برداشت کرو گے...... تمام چیزوں کا اللہ نے اجر دینا ہے...... ایک ایک روپیہ پر اللہ سات سات لاکھ کے برابر اجر عطا کریں گے...... ایک تو یہ بات میں نے آپ کے سامنے عرض کرنی تھی...... کہ اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کی اہمیت کو سمجھئے......! پھر یہ جو ہے...... واللّٰہ یُضٰعِفُ لمن یشاء ...... اللہ اس کو دہرا کرتے ہیں...... یہ اخلاص کی بنیاد پر ہے...... جس کا جتنا اخلاص ہے ...... اس کے اجر کی اتنی قیمت بڑھی جاتی ہے...... اب عمل کی قیمت بڑھے گی...... اللہ اس کا اور اجر عطا کریں گے...... اور یہاں پر ایک بات اور بھی بڑی عجیب بتادوں......! کہ یہ جو سات لاکھ، یا سات ہزار، یا سات سو، یا اتنے کروڑ، اتنے لاکھ اتنے ہزار، یہ جو ہم حساب لگاتے ہیں ...... معاف کرنا یہ ہمارے دل کی تسلی اور تشفی کے حساب ہیں...... ورنہ " واللّٰہ واسعٌ علیم " اس کے ہاں دینے کی کوئی حد نہیں...... یہ کچھ تو آپ کو سمجھانے کے لئے ہے...... آپ کا کمپیوٹر اتنا حساب کرسکتا ہے...... آپ کے دماغ میں اتنی بات آسکتی ہے...... یہ آپ کو سمجھانے کے لئے ہے...... ورنہ فرمایا...... واللّٰہ واسعٌ علیم

---

(۱) ابن ماجہ ص ۱۹۸ / درمنثور / ص ۳۲۶ ج ۱ /

''میرا علم بھی بڑا وسیع ہے۔'' میرے خزانے بھی بڑے وسیع ہیں..... تھوڑا دینا تمہارا کام ہے اس کے بدلے میں اتنا دینا..... جس کا تم تصور بھی نہ کرسکو..... یہ خدا کا کام ہے

دین کے معاملہ میں زیادہ مشقت پر زیادہ اجر:

دوسری بات جو اس حوالہ سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں..... وہ یہ ہے..... اس بات کو غور سے سمجھئے..... !اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں مال کا دینا..... یہ بڑی عجیب بات ہے..... جو صاحب ثروت و مالدار آدمی ہیں..... ان کے لئے مال دینا بڑا آسان ہے..... جان دینا مشکل ہے..... آپ کسی کو کہیں..... جناب ایک دن آپ ہمارے ساتھ لگالیں ..... تین دن کے لئے جماعت میں چلے جائیں..... اتنے دن کے لئے اتنا وقت نکالیں ..... وہ کہتے ہیں..... صاحب! ایک دن کا کاروبار چھوڑنا بڑا مشکل ہے..... آپ دس آدمی لے جائیں..... جماعت لے جائیں..... ان کی ضیافت بھی ہم کریں گے..... وہ رہیں گے بھی ہمارے پاس..... ان کی نصرت بھی کریں گے..... ان کے دستر خوان پر اعلیٰ قسم کے کھانے بھی لگادیں گے..... ایک ایک کھانے پہ دس دس ہزار روپیہ خرچ کرسکتا ہے..... لیکن خود نہیں جاتا..... دین کے معاملے میں جو شخص جتنی مشقت برداشت کرے گا..... اتنا اجر زیادہ ملے گا..... اب اپنی جان نکالنا مشکل ہے..... کہ اپنی جان لے کر اللہ کے راستہ میں نکلے..... مال دینا اس کے لئے آسان ہے..... غریب کی جان آسان ہے..... مال مشکل ہے..... اس غریب کے پاس اپنے کھانے کے لئے کچھ نہیں..... اپنے بچوں کو چھوڑ کر..... بیوی کو چھوڑ کر..... ان کو کھانے کا خرچ دے کر..... سامان کندھے پر اٹھا کر کیسے نکلے..... آپ اس کو خرچہ دے دیں..... پھر وہ پورے سال کے لئے جانے کے لئے تیار ہو جائے گا ..... تو جتنی جس عمل میں مشقت زیادہ ہے..... اتنا اجر بھی زیادہ ملے گا..... اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا اجر زیادہ عطا کرتے ہیں..... تو جس کی دونوں چیزیں خرچ ہوں۔

جان بھی خرچ ہو......مال بھی خرچ ہو......اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور بھی اجر عطا کرتے ہیں

احسان جتلانے سے عبادت کا ضیاع:

ابھی آیت کریمہ میں ایک مسئلہ......وہ بھی اسی حوالہ سے بیان فرمایا......فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں......پھر خرچ کرنے کے بعد یعنی جن لوگوں کو تم نے دیا ہے......ان کو وہ احسان بھی نہیں جتلاتے......تکلیف بھی نہیں دیتے......عام طور پر یہ ہوتا ہے......کہ جب کسی پر آپ نے مال خرچ کیا ہے......فطری طور پر اگلے آدمی کی نظریں جھک جاتی ہیں...... الانسان عبد الاحسان......''انسان تو احسان کا بندہ ہے۔''

جو کسی پر تھوڑا سا احسان کرے......نظریں جھک جاتی ہیں......آدمی شرمندہ ہو جاتا ہے......کہتا ہے یار اس کے بغیر میرا گزارہ نہیں......میرا اچھا دوست ہے......اس نے مجھ پر احسان کیا ہے......وہ جو کہے یہ مانتا ہے......آپ نے کسی مستحق غریب کو زکوٰۃ دے دی ہے......اب اس پہ احسان جتلا رہے ہیں......اور اسے کہہ رہے ہیں......کہ دیکھ ہم نے فلاں موقع پر تیری مدد کی...... بھائی! تجھے تھوڑا سا کام کہا تھا......کمال کی بات ہے ......ہماری ساری زکوٰۃ تیرے پاس رہی ہے......آپ کے ادارے میں دیتے ہیں...... آپ ہمارا تھوڑا سا کام بھی نہیں کر سکتے......اب دیا تو اللہ کا فریضہ ادا کیا ہے......اس پر مولوی پر تم نے کیا احسان کیا......اس پڑھنے والے درسگاہ کے بچہ پر......تم نے کیا احسان کیا ہے......تم نے یہ جو احسان جتلایا ہے......اس جتلانے کی وجہ سے تم نے اپنی ساری عبادت ضائع کر دی......اسی طریقہ سے دوسری چیز یہ ہے......کہ یا اس کو ایذاء دی تکلیف دی...... تکلیف دینے کے کئی طریقے ہیں......مال تو اس پر خرچ کر دیا......لیکن اس پر کوئی اور مشکل ڈال دی......کہ تم نے ہمارا یہ کام کرنا ہوگا...... مال خرچ کیا ہے......شام کو زکوٰۃ دینی

ہے...... آ کر لے لینا...... لیکن اب ہمارے نوکروں کے ساتھ مل کر یہ کام کر...... اب اس حوالہ سے تم صدقہ وخیرات نکال کر اس تھوڑے سے کام پر لگا دو۔

مال دے کر فقیر سے کام نہیں لینا:

حتیٰ کہ علماء نے یہاں تک لکھا ہے...... بڑا دقیق مسئلہ ہے...... کہ کسی ایسے آدمی کو جو اس کا مستحق ہے...... کہ آپ اس کو مال دیں...... زکوٰۃ نکالتے ہیں...... صدقہ دیتے ہیں خیرات کرتے ہیں...... اگر آپ نے اس کو اتنا کہہ دیا...... کہ پہلے مجھے پانی تو پلا دے...... پھر آپ کو پیسے دیتا ہوں...... تو تم نے اپنی ساری نیکی برباد کردی...... حالانکہ پانی پلانا کوئی گناہ تو نہیں ہے...... لیکن تم نے اس پیسے دینے میں شرط لگائی...... کہ پانی پلا...... احسان جتلایا ہے...... تم نے اس پر اللہ کے ہاں یہ بات قابل قبول نہیں ہے...... اللہ فرماتے ہیں ...... اس احسان جتلانے سے بہتر ہے...... کہ اگر وہ شخص تمہارے ساتھ تُند خوئی سے بھی پیش آئے ...... تو یہ منظور ہے...... یہ فقیر یہ بیچارے تم ان کے ساتھ پیار سے بات کرلیا کرو...... محبت سے اس کو ٹال دیا کرو...... دے کر احسان جتلانے سے...... محبت سے ٹال دینا یہ زیادہ بہتر ہے...... یہ تو پہلی آیات میں مسئلہ تھا۔

احسان جتلانے کو ریاکار کے ساتھ تشبیہ:

اب اس آیت میں جو مسئلہ بیان کیا...... وہ یہ ہے...... کہ...... یاایھا الذین آمنو لا تبطلو اصدقاتکم بالمن و الا ذی "اے ایمان والو......! تم اللہ کے راستہ میں جو صدقہ خیرات کر رہے ہو۔ اپنی اس عبادت کو باطل نہ کرو۔ احسان جتلا کر اور دوسروں کو تکلیف دے کر۔"

اور اللہ فرماتے ہیں...... اس کی مثال ایسے ہے...... کہ کوئی شخص دکھلاوے کے طور پر مال

دے...... دیکھیں! قرآن مجید نے ایک عجیب مثال دی ہے...... آدمی جب دکھلاوے کے لئے مال دیتا ہے...... تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے...... کہ یہ میری تعریف کرے...... یہ مجھے کہے...... کہ یہ سخی ہے...... یہ میری منقبت بیان کرے...... جب آدمی کسی پر احسان کرنے کے لیے مال دیتا ہے...... تو اس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے...... کہ مال دے رہا ہوں...... یہ مجھے اپنا محسن سمجھے...... زبان سے نہ کہے...... دل میں سمجھے...... تا کہ میری تعریف ہو...... کسی محفل میں جا کر بیٹھے گا...... میرا تذکرہ کرے گا...... اس لیے قرآن کریم نے احسان جتلانے والے کو...... ریاکار کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

ریاکار کے تمام اعمال:

اور یہ ریاکاری اور دکھلاوا یہ اتنا بڑا گناہ ہے...... کہ اس کی وجہ سے اللہ سارے اعمال تباہ کر دیتے ہیں...... حدیث پاک میں آتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا...... من صَلی یُرائی فقد اَشرَکَ ...... ''جس نے دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی۔ اس نے شرک کیا''...... ومَنْ صَامَ یُرائی فقد اشرك...... دکھلاوے کے لئے جس نے روزہ رکھا ہے...... اس نے شرک کیا ہے''...... ومن تَصَدَّقَ یُرائی فقد اشرك ......(۱) ''صدقہ وخیرات دکھلاوے کے لئے دیا ہے۔ تو اس نے شرک کیا ہے''...... شرک اتنا بڑا گناہ ہے...... کہ جس کو قرآن نے '' الشرك لظلم عظيم '' کہا کہ سب سے جرم ہے...... کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے...... اب دکھلاوے کی نماز...... دکھلاوے کا روزہ...... دکھلاوے کا صدقہ...... یہ شرک بن گیا...... کیا مطلب......؟ آپ بتائیں......! عبادت کس کا حق ہے......؟ (اللہ کا) صدقہ وخیرات دیا جائے۔

---

(۱) مشکوۃ المصابیح ص ٤٥٥ ج ٢ عن شداد بن اوسؓ

یہ کسی کی رضا کا سبب ہے......؟اللہ کی رضا کا سبب ہے......اب جب تک یہ دکھلاوے کے لئے کرتا ہے۔

مثال کے طور پر میں نماز پڑھاتا ہوں...... کہ لوگ مجھے حاجی صاحب کہیں...... مولانا آپ تو بہت اچھی نماز پڑھتے ہیں...... بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں...... یہ کہنے سے اب یہ نماز اللہ کی نہیں......اب یہ غیر اللہ کی ہے......اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرے......اسی کو تو شرک کہتے ہیں......صدقہ اس لئے دے رہا ہوں...... کہ یہ مجھے کہے کہ بہت صدقہ دینے والا ہوں...... بڑا افیاض ہے...... بڑا سخی ہے...... بڑا مالدار ہے...... غریبوں پر بڑا مال خرچ کرتا ہے......اب اس کی یہ جو نیت ہے......اس کی وجہ سے ساری عبادت ضائع ہوگئی......اسی طریقہ سے اگر اس نے روزہ رکھا ہے......اور روزہ اس انداز سے پیش کرتا ہے...... کہ گرمی کے موسم میں رکھنا...... یہ میرا کام ہے...... میں روزے رکھتا ہوں......اور جناب یہ روزے میں نے کبھی نہیں چھوڑے...... یہ جو بندوں کے سامنے بیان کررہا ہے......اپنی ساری عبادت ضائع کررہا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں: جیسے ریا کرنے والے کی عبادت قبول نہیں...... ایسے احسان جتلانے والے کی عبادت بھی قبول نہیں۔

شرک اصغر اور شرک اکبر:

حدیث پاک میں آتا ہے...... نبی کریمؐ نے فرمایا......! کہ مجھے اپنی اُمت میں ڈر ہے......اس بات کا کہ میری اُمت چھوٹے شرک میں مبتلا ہو جائے گی......(۱) شرک اصغر میں......صحابہؓ نے کہا محبوب شرک تو شرک ہی ہوتا ہے۔

---

(۱) وعن محمود بن لبيدان النبى صلى الله عليه وسلم قال ان اخوف ما اخاف عليكم الشرك الاصغر ـ قالوا! يارسول الله وما الشرك الاصغر؟ قال! الريا (مسند احمد / مشكوة ص ٤٥٦ ج٢)

چھوٹا اور بڑا شرک یہ کیا تمیز ہے...... فرمایا...... ! اللہ کو چھوڑ کر جو غیروں کی پوجا کرتے ہیں...... پتھر کے بت بناتے ہیں...... یا سورج کے سامنے جھکتے ہیں...... یا اور کسی کی پوجا کرتے ہیں یہ شرک اکبر ہے...... کہ واضح شرک کر رہا ہے...... چھوٹا شرک اس سے بھی زیادہ گہرا ہے...... اور زیادہ نقصان دہ ہے...... دیکھیں! عجیب کہہ رہا ہوں...... کہ کسی کو چھری لگ جائے...... چوٹ لگے تو خون نکل آیا...... تکلیف اس کی بھی ہے...... لیکن باریک سی ایک تنکے کی چھیل اگر جسم کے اندر چبھ جائے...... اور وہ باہر نہ نکلے...... تو یہ اس چھری لگنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے...... کہ وہ اندر چبھی کھڑی ہے...... اس کو نکالنا بھی مشکل ہے...... ہے یہ چھوٹی لیکن تکلیف زیادہ دے رہی ہے...... ایک کھلم کھلا شرک کرتا ہے...... غیر کی پوجا کرتا ہے...... یہ تو شرک ہے ہی...... لیکن اس سے زیادہ شرک یہ ہے...... کہ نام رب کا لیتا ہے...... آتا مسجد میں ہے...... کرتا عبادت ہے...... لیکن دل میں یہ ہے...... کہ یہ لوگ مجھے اچھا کہیں...... ان کی رضا کی نیت کر رہا ہے...... اللہ کی رضا کی نیت چلی گئی ہے...... یہ وہی چھلکا ہے...... جو بہت زیادہ باریک ہے...... تکلیف سب سے زیادہ دے رہا ہے۔

جہنم بھرنے کی ابتداء تین آدمیوں سے:

میرے محترم دوستو......! اور بزرگو......! حدیث بڑی مشہور ہے...... کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... کہ جس وقت حساب کتاب کا سلسلہ شروع ہوگا...... پوری انسانیت کھڑی ہوگی...... سب سے پہلے تین آدمی اللہ کی دربار میں پیش ہوں گے...... بڑی عجیب بات ہے...... کہ اللہ کے جہنم بھرنے کی ابتداء ان تین سے ہوگی...... پہلے پہل وہ تین آدمی جہنم میں جائیں گے...... کون کون ہوں گے......؟ حضور ﷺ نے فرمایا...... ایک شہید ہوگا...... ایک سخی ہوگا...... اور ایک عالم ہوگا...... یہ سب سے پہلے جہنمی ہوں گے...... ان سے اللہ جہنم کو بھرنے کی ابتداء کریں گے...... اور یہ کون سا شہید ہے...... کون سا سخی ہے

.....کون سا عالم ہے؟

سب سے پہلے شہید کو پیش کش:

حدیث پاک میں آتا ہے..... کہ سب سے پہلے شہید پیش کیا جائے گا..... اللہ کی دربار میں پیش ہوگا..... اور اللہ فرمائیں گے..... یہ تیرے ساتھ کیا ہوا..... کہے گا..... اللہ میں تیرے دین کی خاطر لڑا..... میں نے جہاد کیا..... تیرے دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا..... مجھے مارا گیا..... یہ میرے جسم کے ٹکڑے ہوگئے..... میرا خون بہا..... آج میں تیری دربار میں شہادت کا جامِ نوش کر کے کھڑا ہوں..... اور یہ سب کچھ تیرے لئے ہوا ہے..... حدیث پاک میں آتا ہے..... اللہ کہیں گے..... قد كذبت ..... جھوٹ بولتا ہے..... جب تو گیا تھا ..... اپنی بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے گیا تھا..... تو لڑتا تھا..... تو یہ سوچتا تھا..... کہ لوگ کہیں بڑا بہادر ہے..... لڑتے لڑتے تیرے تصور میں آیا تھا..... کہ مرنا تو ہے ہی..... اس حالت میں مر گیا..... تو میرا جنازہ بڑا ہوگا..... دنیا کہے گی..... کہ فلاں شہید کا جنازہ ہے ..... لوگ مجھے سلامیاں پیش کریں گے..... بڑے بڑے جلسے کریں گے..... اور خراجِ عقیدت پیش کریں گے..... پتہ نہیں کیا کیا کچھ کیا جائے گا؟ جو کچھ تو سوچتا تھا..... وہ ہو چکا ..... تجھے شہید بھی کیا گیا ..... مجاہد بھی کہا گیا..... تجھے خراجِ عقیدت بھی پیش کیا لیا..... سلام بھی پیش کئے گئے..... اعزاز و اکرام بھی ہوئے..... میت اٹھائی تو پھولوں کی چادریں بھی بچھائی گئیں..... جو کچھ تو چاہتا تھا..... سب کچھ ہو گیا..... اب تو اپنا صلہ دنیا میں لے چکا ہے..... مجھ رب کے پاس سوائے جہنم کے..... اور تیرے لئے کچھ نہیں۔

سخی کو پیش کش:

دوسرا آدمی پیش ہوگا..... جو سب سے بڑا سخی ہوگا..... اللہ فرمائیں گے..... کہ

کون ہے؟...... ہاں بھئی! تو نے سخاوت کس لئے کی تھی...... حدیث میں آتا ہے...... جاننے کے باوجود...... جب اللہ یہ سوال کریں گے...... تو وہ کہے گا...... اللہ تیرے راستہ میں مال لوٹایا تھا...... فقیر غریب مسکین کبھی...... میرے دروازے سے خالی نہیں جاتا تھا...... لوگوں کے دامن بھر دیتا تھا...... اللہ فرمائیں گے...... اچھا!...... اللہ فرمائیں گے...... تو بھی جھوٹ بولتا ہے...... تیرا مقصد یہ تھا...... کہ دنیا مجھے کہے...... کہ بڑا چوہدری ہے...... تیسرا منشاء یہ تھا...... کہ دنیا کہے کہ یہ بڑا رئیس آدمی ہے...... تیرا مزاج یہ تھا لوگ سلامیاں پیش کریں گے...... میں کسی محفل میں جاؤں گا...... لوگ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے...... میرا تعارف ہوا کرے گا...... یہ ہمارے شہر کی وہ معزز ہستی ہے...... کہ اس نے ہسپتال بنایا ہے...... فلاں جگہ فلاں جگہ بنوائی ہے...... فلاں کام کرایا ہے...... یہ جو تو چاہتا تھا...... تجھے کہا گیا...... اب ہمارے ہاں تمہارے لئے اور کوئی گنجائش نہیں...... سوائے اس کے کہ تجھے جہنم میں ڈالا جائے...... اور اس کا تجزیہ کبھی کیا کریں...... ایک غریب مستحق فقیر آدمی کسی کی دوکان پر چلا جائے...... اور کہے کہ میں بھکاری ہوں...... مستحق ہوں...... اور اس کو پتہ بھی ہے...... کہ یہ مستحق بھی ہے...... یہ اسے پانچ دس روپے دے کر ٹالے گا...... اور اگر اے سی صاحب کسی کی سفارش کر دیں...... کہ صاحب آدمی بھیج رہا ہوں...... اس کا خیال کرنا...... ہم نے فلاں تاریخ کو صدقہ وخیرات کرنے کا پروگرام بنایا ہے...... لوگوں پر احسان کریں گے...... صدقہ کریں گے...... آپ کا اس میں پچاس ہزار روپے آنے چاہئیں...... ایک لاکھ کا چیک بھیج دیتا ہے...... کہ اے سی صاحب نے کہا...... وہ اللہ نے منگوایا تھا...... کہ جو غریب بھیجا تھا...... یہ اے سی صاحب نے منگوایا ہے...... ناظم صاحب کا حکم ہے...... اس لئے پچاس ہزار روپے بھیج دیا ہے...... اب اللہ کے مقابلے میں اس آدمی کو ترجیح دینا...... یہی تو شرک ہے...... اس لئے کہا گیا...... اب اس کے لئے اللہ کے پاس کچھ نہیں ہے...... اب

اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

عالم کو پیش کش:

تیسرا حدیث میں آتا ہے......ایک عالم پیش ہوگا......اس کے علم کا شہرہ......اس کی خطابت کے ڈنکے......اس کی گفتگو کے چرچے جہاں بیٹھتا تھا...... بڑی اپنی علمی ہیبت جماتا تھا...... میں نے اتنوں کو مسلمان کیا ہے...... میں نے فلاں کو کلمہ پڑھایا ہے......اتنے لوگ میری وجہ سے ہدایت پر آگئے ہیں......میں فلاں جگہ پر گیا تو جناب اتنے ڈاکو ہدایت پر آگئے......اتنے زانیوں نے توبہ کی...... میں نے یہ کردیا...... میں نے وہ کردیا...... میں نے فلاں کردیا......اپنی خودثنائی اپنے منہ سے کرنا......اور اس کو خوش ہو کے سننا......اللہ کہیں گے...... یہ سب باتیں تیری اپنی جگہ پر تھیں...... کہ بڑا بولتا تھا...... بڑا متکلم تھا...... احسان تو میرا ہے...... میں نے تجھے ایمان دیا...... بڑی مسجد کا تو بڑا خطیب تھا...... یہ انعام بھی تو میں نے تجھ پر کیا تھا......اب تو لوگوں سے اس کی توقع رکھتا تھا......کہ لوگ مجھے کہیں بڑا اچھا عالم ہے......لوگ مجھے خراجِ عقیدت وخراجِ تحسین پیش کریں...... جو چاہتا تھا...... وہ کہا جا چکا......اب تیرے لئے ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں......سوائے اس کے کہ تجھے جہنم میں ڈالا جائے حدیث پاک میں آتا ہے......سب سے پہلے جہنم میں یہ تین آدمی ڈالے جائیں گے......(۱) مولوی بھی شہید بھی......سخی بھی...... یہ وہ لوگ ہوں گے۔

دکھلاوے کے لئے مال خرچ کرنے والوں کا انجام:

جو اللہ کی رضا کی خاطر نہیں...... بلکہ دنیا کے دکھلاوے کے لئے مال پیش کرتے ہیں......اللہ فرماتے ہیں...... یہ وہ لوگ ہیں...... جو مال اس طریقہ سے خرچ کرتے ہیں۔

---

(۱) الترغیب والترھیب ص ٦٢ ج ١ /جامع الترمذی باب الزھد باب ماجاء فی الریاء والسمعة

ان پر قرآن نے ایک فتویٰ دیا ہے...... وہ بڑا عجیب ہے۔

اللہ فرماتے ہیں...... ولا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر...... ایسا آدمی جو دکھلاوے کے لئے مال دے رہا ہے...... نہ یہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے...... نہ آخرت پر ایمان رکھتا ہے...... اللہ اور آخرت پر اگر اس کا ایمان ہوتا...... تو پھر اللہ کی رضا کے لئے کام کرتا ...... اللہ سے توقع رکھتا...... کہ اجر وہاں ملے گا...... دکھلاوا تھا...... اجر کی توقع تھی...... دنیا میں کہ لوگ مجھے اچھا کہیں...... یہاں مجھے شریف کہیں...... یہاں میری عظمت ہو...... یہاں میرے چرچے ہوں...... اس نے توقع رکھی...... دنیا میں دکھلاوا کیا لوگوں کے لئے ...... لوگوں کو معبود بنایا...... اللہ کو چھوڑا اس لئے " لا یومن باللہ والیوم الآخر " ساتھ کہا کہ یہاں اجر مل گیا ہے...... آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں...... اب اس بدبخت کا...... نہ اللہ پر ایمان ہے...... نہ آخرت پر ایمان ہے...... قرآن نے اس کی ایک مثال دی...... اللہ فرماتے ہیں...... اس کے مال خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے...... کہ جیسے ایک چکنا سا پتھر ہو ...... اس کے اوپر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی ہو...... اب اس مٹی پر زوردار بارش آئے...... اولاً تو پھونک ہی مارو...... تو پتھر صاف ہو جائے گا...... کیونکہ چکنا جو ہے...... تھوڑا سا پانی گرے ...... تو وہ اس مٹی کو بہا کر لے جائے گا...... لیکن تیز بارش آئی ہے...... تو سارے کا سارا مال ختم ہو جاتا ہے...... اللہ فرماتے ہیں...... جیسے وہ مٹی صاف ہو گئی...... اکیلا وہ پتھر رہا...... اس زمین پر اس کو کچھ نہیں ملا۔

ریاکاری سے خرچ کرنے والوں کی مثال:

اس طریقہ سے منافق کی مثال ہے...... بے ایمان آدمی کی مثال ہے...... جو اللہ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنے کی بجائے دنیا کو دکھلانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے...... یہ جب مال خرچ کر رہا ہے...... اس کی مثال بالکل ایسے ہے...... کہ یہ خرچ مال نہیں کر رہا

......بلکہ پتھر پہ مٹی رکھ رہا ہے......اب جب تھوڑی سی ہوا آئی......آندھی آئی......بارش آئی ......جیسے وہ مٹی ساری کی ساری غائب ہوگئی...... یہ جو اس کے دل میں ریاکاری کی آندھی آئی ہے...... پڑی تو ویسے بھی مٹی تھی......وہاں پر کیا چیز اگنی تھی......لیکن بارش کی وجہ سے اب وہ ساری کی ساری مٹی اُڑ گئی......جیسے اس پتھر سے آدمی کو کوئی توقع نہیں ہوسکتی...... ایسے اس ریاکار آدمی کو......اس کی ریاکاری کی وجہ سے......کوئی نیکی کی توقع نہیں ہوسکتی ......اللہ نے اس کا سارا مال ضائع کر دیا ہے......وہ کبھی ہدایت پر نہیں آسکتا......اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو کافر بھی کہا......منافق بھی کہا......اور ایمان سے خارج بھی کہا۔

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال:

تو میرے محترم دوستو......! اور بزرگو......! اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا بڑی عظمت کی بات ہے......لیکن اس کے لئے جو سب سے بڑی شرط ہے......وہ یہ ہے......کہ ایک تو ہمیں ریاکاری نہ ہو......دوسرا یہ ہے......کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہوئے احسان نہ جتلاؤ......تیسری چیز یہ ہے......کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہوئے......جس پر خرچ کر رہے ہو......اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ......اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں جو لوگ خرچ کرتے ہیں......اس پر رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے ایک اور مثال بیان فرمائی ہے...... مسطح جو حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں میں شریک تھے...... جب حضرت عائشہؓ کی برأت میں آیات نازل ہوئیں تو صدیق اکبرؓ نے اس کا وظیفہ بند کر دیا......اس کو وظیفہ نہ دیا......اسی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جبرئیل امین تشریف لائے...... آکر جبرئیل امین نے کہا......محبوب! اپنے یار کو کہہ دیجئے......کہ اس کی وجہ سے......اپنی غرض کی وجہ سے......اس کا صدقہ وخیرات بند نہ کرو...... یہ صدقہ آپ اللہ کی رضا کے لئے دیتے ہیں......اس لئے نہیں دیتے......وہ آپ کے گن گائے آپ کی تعریف کرے......

تیرا یہ اخلاص ہے..... کہ تو اللہ کی رضا کے لئے دے رہا ہے..... اپنے اخلاص میں اس ذاتی رائے کو ترجیح نہ دے..... یہ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے..... وہ تیرا صدقہ و خیرات اپنی جگہ پر ہے..... اس لئے اس کو نہیں روکنا چاہئے..... (۱) ہمارے حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوری"..... یہ بڑے لوگ بڑے عظیم ہوتے ہیں..... ان کا کردار بھی بہت بڑا ہوتا ہے..... دین پور کے قریب ایک چھوٹی سی بستی ہے..... وہاں پر ایک آدمی تھا..... حضرت کے ساتھ اس کو بہت ضد تھی..... بعض لوگوں کو برداشت نہیں کرتا..... عجیب انداز سے وہ حضرت کی مخالفت کرتا تھا۔

حتیٰ کہ آپ حیران ہوں گے..... کہ وہ کتے کو لے کر عدالت میں اس نے کیس کیا..... یہ کہا کہ میرے کتے کو دین پور کے لنگر کے فقیروں نے مارا ہے..... ہر پیشی پہ وہ کتے کو اٹھا کر عدالت میں لے آتا..... یعنی بے حیائی کی حد دیکھیں!..... اور اُدھر اللہ والے کی فیاضی اور سخاوت دیکھیں..... کہ لنگر میں کوئی چیز آتی..... اور فقراء و مساکین پر تقسیم کرنے کا وقت آتا..... تو حضرت فرماتے..... میاں! سب سے پہلے اس بستی والے کا حصہ رکھو..... فلاں آدمی کے گھر جاؤ..... پہلے چاروں اس آدمی کے گھر دے آؤ..... پھر دوسرے لوگوں میں تقسیم کرنا..... کسی نے کیا ہی خوب کہا ؎

وہ جفا کرتے رہے ہم وفا کرتے رہے
ہر ایک اپنا اپنا فریضہ ادا کرتے رہے

☆ اس نے ظلم و ستم کی اخیر کی ہے..... گالیاں دینے کی اخیر کی ہے..... تردید کرنے

---

(۱) صحیح بخاری ص ۳٦٤ ج۱ / ص ۵۹٦ ج۲ ، ص ٦۹٦ ج۲ / انوار البیان ص ۲۸۹ ج٦۔ حضرت ابوبکرؓ نے مسطح کو یہ الفاظ کہے۔ " واللہ لا أنفق على مسطح شيئاً ابداً بعد الذى" (فتح البارى ص ۵۵۲ ج ۷ / ابن ہشام ص ۲۵۹ ج ۲ بیروت / سیرت مصطفی ص ۳۰۰ ج۲ /

کی اخیر ہے...... اور یہاں فیاضی اور سخاوت کی انتہاء ہوتی ہے...... کہ جو کچھ آتا ہے...... اپنے آپ پر بعد میں خرچ ہوتا ہے...... اپنے فقراء کو بعد میں دیتے ہیں...... پہلے اس کے گھر میں بھیجتے ہیں...... جو تا کہ یہ نہ کہا جائے...... جناب وہ ہمارا دشمن ہے...... ہم اسے کیوں دیں؟...... آج معاف کرنا...... ہمارے صدقے زکوٰۃ خیراتیں سبھی اس کو دیتے ہیں...... جو ہمارے ساتھ تھوڑی سی خیر خواہی کرے...... جو ہماری چاپلوسی کرے...... جو ہمارے سامنے آ کر جی حضوری کرے...... جو ہمیں آ کر سلام کرتا ہے...... اس پر فیاضی کرتے ہیں...... اور جو شخص للّٰہیت کے ساتھ تقویٰ کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کر رہا ہے...... وہ تو ہمارے پاس کبھی آیا ہی نہیں...... ہم کیوں اسے دینے جائیں...... اس کے متعلق یہ تصور ہو اکرتا ہے...... میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

❁ اللہ کے دین کی خاطر...... دنیا اللہ کی خاطر...... دنیا اس میں نہ ریا کا عمل دخل ہے...... نہ احسان جتلانے کا عمل دخل ہے...... نہ کسی قسم کی ایذاء دینے کا عمل دخل ہے۔

حضور ﷺ کا حوصلہ عظیم:

حدیث پاک میں آتا ہے...... کہ نبی کریمؐ کے پاس ایک شخص آیا...... اس نے حضور اکرمؐ سے کاروبار شروع کر لیا...... کچھ دن گذرے...... یہ بات سمجھنے کی ہے...... اللہ کے نبی سے اس نے قرضہ لینا تھا...... تو نبی کریمؐ نے فرمایا...... کہ یہ قرضہ میں تجھے فلاں موقع پر دوں گا...... اب جب قرضہ دینے کا وقت آیا...... اس سے ایک دن پہلے وہ یہودی آتا ہے...... نبی کریمؐ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے...... اللہ کے نبی کے سامنے بڑی تند خو زبان اور بڑی تمیزی کرتے ہوئے کہتا ہے...... کہ محمدؐ ﷺ میں تجھے جانتا ہوں...... تیرے خاندان کو جانتا ہوں...... تیرے قبیلہ کو جانتا ہوں...... تم لوگوں کا مال لے کر کھا جاتے ہو...... غضب کرتے ہو...... ظالم لوگ ہو...... تم لوگوں کے حق ادا نہیں کرتے...... تم نے

میرے پیسے دینے ہیں...... یاد رکھنا...... ! اگر تم نے میرے پیسے نہ دیئے...... اس نے وہ سخت جملے کہے...... جو اس وقت زیب نہیں دیتے...... کہ میں ان کو نقل کروں...... میں گریبان پکڑ لوں گا...... میں تمہارے ساتھ لڑوں گا...... اللہ کے نبی اس کی باتیں سننے کے بعد حضورؐ بڑے پیار سے فرماتے ہیں...... اچھا پیسے تو کل دینے ہیں...... اور تو آج کراتنے جذبات اور غصہ دکھا رہا ہے...... کل آئے تو لے لینا...... وہ پھر شروع ہو گیا...... وہی گفتگو کرنے میں جانتا ہوں...... کل تم کہاں سے لاؤ گے...... مجھے پتہ نہیں...... یہ تمہاری قریشی فیملی اور تمہارے خاندان کے لوگ ایسے ہیں...... اس نے پھر وہی تقریر شروع کر دی...... سیدنا فاروق اعظمؓ اس محفل میں بیٹھے تھے...... عمرؓ کے جذبات اس کی جلالی طبیعت آخر اللہ کا بھی انتخاب ہے...... اللہ کے نبی کا انتخاب ہے...... سیدنا عمر فاروقؓ ایک دم اٹھے...... اور فوراً تلوار نیام سے باہر نکال لی...... اور کہا اللہ کے نبی مجھے اجازت نہیں دیتے...... میں اس کی گردن قلم کر دوں......؟ ہمارے ہوتے ہوئے اس کو اتنی بڑی جرأت ہے...... کہ یہ آپ کے سامنے اس انداز سے زبان درازی کر رہا ہے۔

حضورؐ نے حضرت عمر کو پکڑ کر بٹھا کر کہا عمر! جملہ سننا...... ! تجھے یہ زیب نہیں دیتا...... کہ تو اس کو یہ جملہ کہے...... میں نے اس کا قرضہ دینا ہے...... وہ قرض خواہ ہے...... اس کا حق ہے...... کہ وہ مجھ سے اپنا قرض مانگے...... میں مقروض ہوں...... میں نے اس کا قرض ادا کرنا ہے...... مانگنا اس کا حق ہے...... دینا میری ذمہ داری ہے...... تیرا حق یہ بنتا تھا...... کہ تو مجھے کہتا محبوب...... ! کل اس کا قرض ادا کریں...... تو الٹا اس کو ڈانٹ رہا ہے...... جس کا میں نے حق دینا ہے۔

حضرت عمرؓ کو حضورؐ نے یہ جملے کہے...... اور پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کو فرمایا...... عمرؓ اب بول ہی پڑے ہو...... لے جاؤ تم اس کو اپنے ساتھ میں نے اس کا قرض دینا ہے......

یہ قرض بھی اتارو اور بیس دینار...... (یہ سونے کی ایک مقدار ہے) اس کو میری طرف سے بطور ہدیہ کے زیادہ دینا...... تا کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے...... اب حضرت عمرؓ کیا کرتے ...... نبی کی بات مانتے...... تو کہاں جاتے...... اس آدمی کو ساتھ لے کر چل پڑے...... جلال کا عالم ہے...... کہ سنبھالا نہیں جاتا...... لیکن نبوت کے سامنے سرنگوں ہے...... کہ بولا نہیں جاتا...... اس آدمی کو لے جا کر قرضہ بھی دیا...... اور جتنے اللہ کے نبی نے زیادہ فرمایا تھا...... اتنا مال زیادہ بھی دیا...... اب دینے کے بعد حضرت عمرؓ جب فارغ ہوئے...... اور وہ شخص اٹھنے لگا...... تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... اس نے کہا عمرؓ! تو تو اپنی جگہ غصہ دکھا رہا تھا ...... میں تورات، انجیل آسمانی کتابوں کا عالم ہوں...... ان کتابوں میں پڑھا ہے...... کہ آخرالزمان نبی محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں آئیں گے...... اس پیغمبر کی کئی صفات ہماری کتابوں میں ہیں...... ان صفات میں سے ایک صفت یہ بھی لکھی ہوئی ہے...... کہ اگر اس پیغمبر کے ساتھ کسی کا جھگڑا ہو گا۔

❁ تو ظالم کا ظلم بڑھے گا...... پیغمبر کا حوصلہ اور حلم بڑھے گا...... وہ جتنے جذبات میں آئے گا...... نبی اتنے حوصلے میں آئیں گے...... وہ گالی گلوچ پہ اتر آئے گا...... پیغمبر اپنی طرف سے دعائیں دیتے رہیں گے...... میں نے نبی کی یہ صفت پڑھی تھی...... میں نے اس نبی کی باقی تمام علامات دیکھ لیں تھیں۔

ان کتابوں میں لکھا ہے...... بادل اس کے سر پہ سایہ کریں گے...... یہ بات میں دیکھ چکا تھا...... یہ میں دیکھ چکا تھا...... کہ پتھر جھک جھک کے سلامیاں پیش کرتے ہیں ...... یہ میں دیکھ چکا تھا...... جانور آپ کا چہرہ تکتے رہتے ہیں...... یہ میں دیکھ چکا تھا...... کہ آپ بولتے ہیں...... تو منہ سے موتی جھڑتے ہیں...... یہ صفات دیکھنے کے بعد یہ مسئلہ اہم تھا...... جو میں نہیں دیکھ سکا تھا...... ظالم کا ظلم بڑھے...... نبی کا حوصلہ اور حلم بڑھتا ہے...... یہ

کیسے پتہ چلتا...... اس لئے میں نے یہ تجویز کی کہ میں ان کے ساتھ تجارت کروں......
کاروبار میں آدمی کی اونچ نیچ ہوا کرتی ہے...... میں کسی بات پہ غصہ دکھاؤں گا...... دیکھوں گا
پیغمبر کا کتنا حوصلہ ہے...... اللہ نے مجھے موقع دے دیا...... میں نے پیغمبر کو قرضہ دیا تھا
......اس کی رقم وصول کرنی تھی...... اب اس وصولی رقم پر میں نے غصہ ظاہر کیا...... میرا مقصد
پیغمبر کی توہین کرنا نہیں...... نبی کو تو کچھ نہیں کہا تھا...... یہی کہا تھا...... کہ آپ کے قبیلہ میں
کچھ ایسے لوگ ہیں...... ہر قبیلہ میں اس قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں...... میرا مقصد کوئی
توہین رسالت نہیں تھا...... صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا...... اس نبی کا حوصلہ کتنا ہے...... رب محمدؐ
کی قسم اٹھا کے کہتا ہوں...... میں نے جو دیکھا...... وہ حق دیکھا...... میرے جذبات بڑھتے
جاتے تھے...... پیغمبر کے احساسات بڑھتے جاتے تھے...... میں غصہ سے بھرا جاتا
تھا...... اللہ کے نبی میں ٹھنڈک زیادہ ہوتی تھی...... میں جتنا جذباتی بنا ہوں...... پیغمبر ﷺ نے
اتنا حوصلہ سے کام لیا ہے...... عمرؓ تو گواہ ہو جا...... میں نبی کی دربار میں جا کر کلمہ پڑھوں گا
......لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے تجھے گواہ بنا کر کلمہ پڑھتا ہوں...... شاید وہاں پہنچنے سے پہلے
مجھے موت نہ آجائے...... اس لئے میرے ان جملوں پر گواہ ہو جا۔

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا(۱) -

''میں اللہ کو رب تسلیم کرتا ہوں محمد کو سچا نبی مانتا ہوں

اسلام کو اپنا مذہب اور دین قبول کرتا ہوں...... اللہ کی رضا کی خاطر دینا...... اور پھر اس پہ
غصہ نہ کرنا...... پھر ان کو دینا...... جو تمہارے دشمن اور مخالف ہیں...... ان کو دینا...... جو دیکھنا
گوارا نہیں کرتے۔

(۱) الطبرانی وابن احبان والبیھقی بحوالہ نفحۃ العرب ص ۱٤ مطبوعہ دارالحدیث ملتان /

آسانی کرو تنگی نہ کرو:

ہائے کیا عجیب انداز تھا...... تبلیغ والے بھی سنیں...... حضورؐ نے دو صحابہ کو تبلیغ کے لئے ایک علاقہ میں بھیجا...... تو رحمت کائنات نے ان کو درس دیا...... تبلیغ کرنے کا طریقہ سکھایا...... دیکھیں! ہر میدان کا اپنا مزاج ہوتا ہے...... تعلیم کا مزاج اپنا ہوتا ہے...... تبلیغ کا مزاج اپنا ہوتا ہے...... جہاد کا مزاج اپنا ہوتا ہے...... جہاد میں سختی کا مزاج ہے...... وہاں نرمی کا کوئی تصور نہیں...... لیکن جب تک تبلیغ کے میدان میں کھڑے ہو...... خواہ دشمن کے سامنے ہی کھڑے ہو...... وہاں نرمی کا حکم ہے...... اس لئے حضورؐ نے ان کو تبلیغ پر بھیجتے ہوئے کہا ...... بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا (۱)...... جا رہے ہو...... بشر ایک دم لوگوں پر جا کر تڑیاں نہ ڈالنا...... ان پر غصہ نہ ہونا...... ان کو یوں نہ کہنا...... تم جہنمی ہو...... جہنم میں پڑو گے...... فلاں فلاں عذاب ملے گا...... بشروا...... ان کو خوشخبریاں دینا...... ولا تنفروا...... نفرت نہ ڈالنا...... یسروا ...... جس علاقہ میں تمہیں بھیج رہا ہوں...... ان سے آسان کا معاملہ کرنا...... ولا تعسروا...... ان پر مشکل نہ ڈالنا...... ہر مبلغ اور داعی کے لئے نبی نے اصول بیان کیا ہے...... یسروا ولا تعسروا ...... آسانی سے پیش آیا کرو...... مجھے ایک آدمی دعوت دے کر لے جاتا ہے...... غریب بیچارے کے پاس جھونپڑی ہے...... وہ اس میں بھی مجھے بٹھاتا ہے...... تو اچھی جگہ پر بٹھاتا ہے...... جتنے جوگا ہے...... اتنا وہ کرتا ہے ...... بستر اچھے سے اچھا گھر سے نکال کر...... لا کے رکھ دے گا...... اب یہ وہاں پر بیٹھ کر کہے ...... میں یہاں نہیں بیٹھتا...... تو نے میرے پاس اے سی لگانا تھا...... جس کو جھونپڑی میسر نہیں...... وہ ایئر کنڈیشن کہاں سے لائے۔

---

(۱) صحیح بخاری ص ۹۰٦ ج۲ / صحیح مسلم ج / مشکوۃ ص ۳۲۳ ج۲ / مسند ابی یعلی الموصلی ص ۲۳٦ ج٦ عن ابو موسیٰ اشعریؓ (بیروت)

اس کا معنٰی یہ ہے...... کہ وہ دین کی بات کسی سے نہ سنے...... جو کچھ اس کے پاس میسر تھا اس نے کھلایا۔

معاملات میں آسانی:

فرمایا تیسرا آسانی کے معاملات طے کیا کرو...... ان کے ساتھ سختی نہ کرنا...... بھائی جو کچھ ہے...... لے آؤ...... اللہ کا کرم ہے...... شکر ہے...... کھانے میں دال مل گئی ہے...... اللہ کا احسان ہے...... شکر ہے...... اس میں تنگی نہ لوگوں پر ڈالا کرو...... اعلیٰ قسم کا کھانا ہو...... ایسی جگہ ہو...... ایسا بستر ہو...... رہائش ایسی ہو...... پھر آپ مجھے بلائیں...... میں تشریف لاؤں گا...... پھر خطاب کروں گا...... ورنہ میں آپ کے سامنے بات نہیں کرتا...... اس سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔

صدقہ خیرات میں دکھلاوے کا خدشہ:

قابل قدر دوستو اور بزرگو...... اس آیت کا خلاصہ یہ ہے...... کہ اللہ کی رضا کے لئے صدقہ و خیرات دو...... اللہ کی رضا مقصود ہوگی...... ایمان بچے گا...... ورنہ قرآن نے کہا...... لا یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر...... جو ریا اور دکھلاوے کے لئے عبادت کرتا ہے...... خصوصاً صدقہ و خیرات دیتا ہے...... باقی عبادات میں ریا کا درجہ کم ہے...... صدقہ میں ریا زیادہ ہے...... مثلاً نماز ہے...... دکھلاوے کی عادت کم ہے۔

دیکھیں...... سارے جو پڑھ رہے...... میں جو پڑھوں گا...... اس میں کون سی خصوصیت والی بات ہے...... جی میں آئے گا...... سب پڑھ رہے...... چلو ہم بھی پڑھ لیں...... روزہ ہے...... سب پر فرض ہے...... سب رکھ رہے ہیں...... تلاوت ہے...... ایک آدمی کر رہا ہے...... ٹھیک ہے...... عین ممکن ہے...... اس میں بھی ریا آتا ہے...... لوگ کہیں

......یہ قرآن پڑھ رہا ہے......فرمایا جب کسی پہ خرچ کرو گے......تو اس میں دکھلاوا زیادہ آتا ہے...... یہاں اپنی سخاوت کی جھلک نظر آتی ہے...... نوٹوں کی جھمکار سامنے آتی ہے......فیاضی اور سخاوت کے چرچے کا تصور ذہن میں آتا ہے......شہرت مقصود ہوتی ہے......اس لئے فرمایا......خبردار اللہ کے راستہ میں مال دینے میں جو دکھلاوا کرتا ہے...... یہ اللہ پر بھی ایمان نہیں رکھتا...... آخرت پر بھی ایمان نہیں رکھتا...... اور جو مال میں دکھلاوا کرے......آخری جملہ اس آیت کا بڑا سخت ہے......اللہ نے فرمایا......واللّٰہ لا یھدی القوم الکٰفرین......اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتے......کہ مال خرچ کرتے ہوئے...... اگر اس نے دکھلاوا کر لیا ہے......اب اس آدمی کا ہدایت کے راستہ پر آنا...... بڑا مشکل ہے ......اس لئے کہ یہ ان کی صف میں شامل ہو گیا ہے......اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ تمام کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

ماہ رمضان کے ضروری احکام ومسائل

نماز تراویح: تراویح ترویحہ کی جمع ہے ترویحہ آرام کو کہتے ہیں۔یعنی تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر آرام کر لیتے ہیں اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں۔(عمدۃ الفقہ ج۲ ص۲۲۳)

نماز تراویح کا وقت: تراویح کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک نماز تراویح کا وقت رہتا ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۱۱۵)

نماز تراویح کے ضروری احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر۱: بیس رکعت تراویح پڑھنا ہی سنت ہے جبکہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنا خلاف سنت اور اس کی عادت بنالینا کبیرہ گناہ ہے۔(رد المختار)

مسئلہ نمبر۲: عورتوں کا مسجد میں جماعت سے نماز تراویح پڑھنا جائز نہیں اور مکروہ تحریمی ہے خواہ الگ جگہ پردے ہی میں کیوں نہ ہو جبکہ عورتوں کا گھروں میں انفرادی تراویح پڑھنا مسنون اور افضل ہے۔(ردالمختار)

مسئلہ نمبر۳: عورتوں کا گھر میں جماعت کروانا مکروہ ہے (خواہ عورت ہی امام ہو) اور عورتوں کا حیلہ کرنا کہ حافظہ لڑکیوں کا قرآن پختہ کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو یاد رہے کہ تراویح میں حافظہ پختہ کرنا مقصود نہیں بلکہ قرآن سنانا مقصود ہے جس میں عورتوں کی آواز کا پردہ نہ رہے گا اس کے علاوہ بھی عورتوں کی جماعت میں بہت سے مفسدات ہیں۔(احسن الفتاوی ۱۵٤/۴)

مسئلہ نمبر۴: دو رکعت کے بعد بغیر عذر (ترویحہ کی طرح) بیٹھنا مکروہ ہے۔(عمدۃ الفقہ ۲ ۳۲٤)

مسئلہ نمبر۵: سورت اخلاص کا تراویح میں تین تین بار پڑھنا مکروہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۲ ۳۳۲)

مسئلہ نمبر۶: تراویح کی رکعتوں کا شمار کرنا کہ کتنی باقی ہیں مکروہ ہے ہاں اگر یہ شمار کرے کہ کتنی پڑھ لی ہیں جائز ہے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۳۳۲)

مسئلہ نمبر۷: ترویحہ میں بیٹھنا ترک کر دینا مکروہ عمل ہے۔ (عمدۃالفقہ ۲/۳۲٤)

مسئلہ نمبر۸: تراویح کے وقت اگر نیند کا غلبہ ہو تو اس حالت میں تراویح پڑھنا مکروہ ہے نیند پوری ہونے کے بعد بقیہ تراویح کو وقت کے اندر یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لے۔ (فتاوی رحیمیہ ۱/۳۵۵)

مسئلہ نمبر۹: رمضان میں بیٹھ کر تراویح پڑھنا جائز ہے کیونکہ تراویح میں قیام فرض نہیں، ہاں بلا عذر بیٹھ کر تراویح پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/۵۲٦)

مسئلہ نمبر۱۰: تراویح، قیام اللیل، سنت وقت کی نیت کرنے سے تراویح ادا ہو جائیں گی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۳٦)

مسئلہ نمبر۱۱: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ تراویح میں سجدہ سہو نہیں یہ قول صحیح نہیں بلکہ تراویح میں بھی غلطی پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (فتاوی شامی ۱/۷۰۵)

مسئلہ نمبر۱۲: مسافر اور مریض کو اگر تراویح پڑھنے میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی نہ ہو تو پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار ۲/٤٤)

مسئلہ نمبر۱۳: تراویح میں قرآن یا رکعت بھول جانے کی صورت میں تین بار ''سبحان اللہ'' پڑھنے کے بقدر کھڑی سوچتی رہی تو اس صورت میں تراویح کے آخر میں سجدہ سہو کر لینا چاہیئے۔ (فتاوی دار العلوم ٤/۲۵۷)

مسئلہ نمبر۱۴: چار رکعت تراویح کے بعد (یعنی ترویحہ میں) جو دعا منقول ہے وہ کسی حدیث و آثار سے ثابت نہیں۔ (فتاوی شامی ۱/٦٦۱)

مسئلہ نمبر۱۵: نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں جولوگ کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان پر بھی تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور ترک پر گنہگار ہوں گے۔ (فتاوی دار العلوم ٤: ٢٧٤)

مسئلہ نمبر۱۶: بیس رکعت تراویح کے لیے ابتداء میں ایک مرتبہ ہی نیت کرنا کافی ہے ہر دو رکعت کے لئے الگ الگ نیت کرنا شرط نہیں اگر کرلے تو بہتر ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ١: ٣٥٤)

مسئلہ نمبر۱۷: تراویح مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری ١/١١٨)

مسئلہ نمبر ۱۸: دو رکعت، چار رکعت، آٹھ رکعت تراویح ایک سلام سے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ٤/٢١٣)

مسئلہ نمبر۱۹: نماز تراویح میں سجدہ تلاوت واجب ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ٤/٣٠٠)

مسئلہ نمبر۲۰: فرائض وتراویح میں دوسورتوں کے درمیان ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنا افضل ہے۔ (احسن الفتاوی ٣/٥١٩)

مسئلہ نمبر۲۱: نماز تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری ١/١١٧)

مسئلہ نمبر۲۲: تراویح اور تہجد الگ الگ دو نمازیں ہیں۔ (خیر الفتاوی ٢/٥٧٢)

مسئلہ نمبر۲۳: تراویح کی دو رکعتوں میں بیٹھنا بھول گئی اور چار پڑھ لیں تو یہ آخری دو رکعت شمار ہوں گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/١٩٤)

مسئلہ نمبر۲۴: چار تراویح کے بعد اتنی دیر وقفہ مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں ہاں کم وقفہ کرنا بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل ٤/١٩٤)

مسئلہ نمبر۲۵: اگر دوسرے دن معلوم ہوا کہ تراویح کی کچھ رکعتیں کسی وجہ سے فاسد ہوگئیں تھیں تو اب ان کی قضا نہیں۔ (فتاوی عالمگیری ١/١١٧)

مسئلہ نمبر۲۶: گزشتہ شب کی فوت شدہ یا فاسد شدہ تراویح کی قضاء کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی خانیہ

(۲۳٦/۱)

مسئلہ نمبر ۲۷: ترویحہ میں اختیار ہے چاہے تسبیح کرے، نوافل پڑھے، خاموش بیٹھے رہیں یا تلاوت ذکر کرے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۱۱۵)

مسئلہ نمبر ۲۸: وتر پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ دو رکعت تراویح درست نہیں ہوئیں تھیں تو ان کو وتر کے بعد ہی پڑھ لے۔(عمدہ فقہ ۲/۳۲٦)

مسئلہ نمبر ۲۹: تراویح کی ہر دو رکعت میں بر برقرآن پڑھنا افضل اور بہتر ہے کم وبیش پڑھنا بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔(عمدۃ فقہ ۲/۳۲۹)

مسئلہ نمبر ۳۰: تراویح اور ہر نماز کی پہلی رکعت میں قراءت کو دوسری رکعت سے بڑھانا مستحب ہے۔(عمدۃ الفقہ ۲/۳۲۹)

مسئلہ نمبر ۳۱: تراویح میں قراءت کے دوران اگر کوئی آیت یا سورت رہ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اس چھوٹی ہوئی آیت یا سورت پڑھنے کے بعد اس پڑھی ہوئی آیت یا سورت کو دوبارہ پڑھے تاکہ تسلسل برقرار رہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/٦۲)

مسئلہ نمبر ۳۲: اگر کسی وجہ سے عشاء کے فرائض باطل ہو گئے ہوں تو تراویح دوبارہ پڑھے۔
(عمدۃ الفقہ ۲/۳۲۳)

مسئلہ نمبر ۳۳: تراویح میں خلاف ترتیب سورتیں پڑھنا مکروہ ہے ہاں بھول کر خلاف ترتیب پڑھ لے تو مکروہ نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/٦۲)

روزہ

روزہ کی شرائط:

مسئلہ نمبر ۱: روزہ تین لوگوں پر فرض ہے جو عاقل، بالغ اور مسلمان ہو۔(البدائع الصنائع ۲/۷۷)

مسئلہ نمبر ۲: رمضان ہی میں ادائیگی روزہ کے فرض ہونے کے لئے تین شرائط ہیں ا۔

تندرست ہونا۔۲۔مقیم ہونا۔۳۔حیض ونفاس سے پاک ہونا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۵)

روزہ کی نیت کے ضروری احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر۱: نیت روزہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ دل میں اسے معلوم ہو کہ فلاں روزہ مثلاً رمضان یا نذر کا روزہ رکھ رہی ہوں۔(البحرالرائق ۲/۲۵۹)

مسئلہ نمبر۲: سحری کھاتے وقت اگر یہ نیت کرلے کہ صبح روزہ نہ رکھوں گی تو یہ کھانا روزہ کی نیت کے قائم مقام نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳: رات ہی سے روزہ کی نیت کرنا افضل اور بہتر ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۶)

مسئلہ نمبر۴: اگر رمضان میں کسی نے نفل روزے کی نیت کی تب بھی وہ روزہ رمضان کا ہی شمار ہوگا۔(فتاوی عالمگیری ۲/۳۸)

مسئلہ نمبر۵: مسافر یا مریض رمضان میں نفل روزے کی نیت کریں تب بھی رمضان کا روزہ ہی شمار ہوگا۔(فتاوی دارالعلوم ۶/۳۴۵)

مسئلہ نمبر۶: اگر کسی نے نذر کے روزہ کے ساتھ قضاء روزہ کی بھی نیت کی تو اس صورت میں نذر اور قضاء دونوں میں سے کسی کا روزہ شمار نہ ہوگا۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۳۴۷)

مسئلہ نمبر۷: رمضان کے ہر ہر روزے کی الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۸: روزہ رکھا پھر توڑنے کی دل میں نیت صبح صادق کے بعد کی تو روزہ نہ ٹوٹے گا جب تک کہ کوئی بات روزہ توڑنے والی صادر نہ ہو جائے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۶)

مسئلہ نمبر۹: اگر صبح صادق کے بعد کچھ نہ کھایا پیا ہو اور نصف النہار سے پہلے روزہ کی نیت کرے تو وہ روزہ درست ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۱۹۴)

مسئلہ نمبر۱۰: سحری کھائے بغیر روزہ کی نیت کرنا درست ہے کیونکہ سحری کھانا سنت ہے (فرض یا واجب نہیں)۔(فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۵)

مسئلہ نمبر۱۱: بادل ہونے کی وجہ سے ۲۹ رمضان المبارک کو عید کا چاند نظر نہیں آیا اور کوئی حتمی اعلان بھی نہیں ہوا تب روزہ رکھ کر دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھائے پیئے اگر کہیں سے خبر آجائے تو اب نیت کر کے روزہ رکھ لے ورنہ اب کھائے پیئے۔(درسی بہشتی زیور ص ۲۹۷)

روزہ کے بارے میں اہم کوتاہیاں:

مسئلہ نمبر۱: اذان کے شروع ہونے تک سحری کرتے رہنے سے روزہ نہیں ہوتا کیونکہ اذان کا وقت طلوع فجر کے بعد شروع ہوتا ہے اور جبکہ سحری کا وقت طلوع فجر سے پہلے تک ہوتا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۵۵۳/۴)

مسئلہ نمبر۲: افطار میں مشغول ہو کر نماز میں تاخیر کرنا درست نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۳: جب ابر وغیرہ ہو اور غروب میں شک ہو تو ۲، ۳ منٹ تاخیر سے روزہ افطار کر لینا چاہئے۔(الجواهر الفقه ۳۸۱/۱)

مسئلہ نمبر۴: بعض جگہ رواج ہے کہ جب بچہ پہلا روزہ رکھتا ہے تو افطار کے وقت اس کے گلے میں ہار ڈالتے ہیں اور ایک دو دیگ شیرینی وغیرہ کی بانٹتے ہیں اور دوست احباب کو کھلاتے ہیں سو شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ ایک رسم ہے جس کا اہتمام بدعت اور گناہ ہے۔(احسن الفتاوی ۱ ۳۷۱)

مسئلہ نمبر۵: عوام میں جو روزہ کی نیت کے الفاظ ''وبصوم غد نویت من شهر رمضان'' مشہور ہیں یہ حدیث سے ثابت نہیں لہٰذا ان الفاظ کو سنت سمجھ کر پڑھنا بدعت ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱ ۱۹۵)

مسئلہ نمبر۶: سخت کام کی وجہ سے روزہ کا ترک کرنا حرام اور ناجائز ہے، ہاں اگر کام کے دوران طبیعت زیادہ خراب ہو جائے تو وہ روزہ توڑ دے اور بعد میں قضاء کر لے۔(فتاوی دارالعلوم ۲ ۴۶۶)

مسئلہ نمبر ۷: بعض جگہ نفل روزوں کی سحری میں جگانے کے لئے بھی رمضان جیسا اہتمام ہوتا ہے جو کہ شرعاً درست نہیں۔ (اغلاط العوام، ص ۱۲۹)

مسئلہ نمبر ۸: عورت کو جس روزے کے دوران حیض آجائے اس روزے کی قضاء بھی پاکی کے بعد اس پر لازم ہوگی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/ ۲۰۸)

مسئلہ نمبر ۹: رمضان کے روزوں کے لئے عورت کا دوائی کھا کر ایام حیض روکنا جائز ہے اگر صحت کے لئے مضر نہ ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/ ۵۷۰)

مسئلہ نمبر ۱۰: روزہ کی حالت میں غرغرہ کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا منع ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۹۹)

مسئلہ نمبر ۱۱: سحری میں سائرن کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں کیونکہ بجلی نہ ہونے یا کسی فنی خرابی کی وجہ سے غلطی کا احتمال ہے اس لئے گھڑی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۹۵)

مسئلہ نمبر ۱۲: مسلمانوں کے گھر کی عورت کا سوائے بیماروں، معذوروں اور بچوں کے کسی اور کے لئے دن کا کھانا پکانا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/ ۵۹۸)

مسئلہ نمبر ۱۳: بعض لوگ نمک سے افطار کرنے کو زیادہ ثواب کی چیز سمجھتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے کیونکہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ۱۲۰)

جن صورتوں میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے:

مسئلہ نمبر ۱: بیماری بڑھ جانے یا جان جانے کے خوف سے روزہ نہ رکھے تو جائز ہے البتہ فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا ناجائز ہے ہاں جب کوئی مسلمان دیندار حکیم یا طبیب کہہ دے کہ روزہ رکھنے سے نقصان ہوگا تو چھوڑ دے (یاد رہے اگر حکیم، ڈاکٹر کافر ہو یا شرع کا پابند نہ ہو تو اگر وہ روزہ رکھنے سے منع کرے تو اس کی بات کا اعتبار نہ ہوگا)۔ (فتاوی دار العلوم ۶/ ۴۶۳)

مسئلہ نمبر۲: اگر بیماری سے صحت اچھی ہوگئی لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ خطرہ ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار ہو جائے گی تو ایسی حالت میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔(فتاوی شامی ۲/٤٦٤)

مسئلہ نمبر۳: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی یا بچے کی جان کو کچھ خطرہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۷)

مسئلہ نمبر۴: مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے (ہاں اگر مسافر کو سفر سے کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل اور بہتر ہے)۔(فتاوی دارالعلوم ٦/٤٧٢)

مسئلہ نمبر۵: بہت زیادہ بوڑھی عورت روزہ نہ رکھے تو جائز ہے۔(فتاوی دارالعلوم ٦/٤٦٨)

جن صورتوں میں روزہ توڑ دینا جائز ہے:

مسئلہ نمبر۱: بیماری بہت بڑھ جائے اور جان جانے کا خوف ہو اس صورت میں روزہ توڑ دینا درست ہے۔ (اشرف الهدایہ ۳/۲۳۱)

مسئلہ نمبر۲: مسافر کو شدت سے پیاس لگ جائے یا شدت سے بھوک لگ جائے اور جان جانے کا خطرہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔(اشرف الهدایہ ۳/۲۳۲)

مسئلہ نمبر۳: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی یا بچے کی جان کو کچھ خطرہ ہو تو اسی حالت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۷)

مسئلہ نمبر۴: سخت کام کی وجہ سے شدت سے پیاس لگ جائے اور جان جانے کا خطرہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ توڑنا جائز ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۷)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

مسئلہ نمبر۱: بھول کر اگر کوئی چیز کھا پی لی اور یہ سمجھی کہ روزہ ٹوٹ گیا اور جان کر کچھ کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰٦)

مسئلہ نمبر۲: اگر قصداً (جان بوجھ کر) قے کی اور اس کی مقدار منہ بھر کر ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (اشرف الهدایہ ۲/۲۱۵)

مسئلہ نمبر۳: نہاتے یا غسل کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے (اس لیے خوب احتیاط کرنی چاہیے)۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۲)

مسئلہ نمبر۴: ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۴)

مسئلہ نمبر۵: کوئلے، منجن، ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے سے اگر ان کا کوئی جزء حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ٤/١٣٩)

مسئلہ نمبر۶: عورت کا اپنی شرمگاہ میں کسی قسم کی دواء استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر۷: روزہ کی حالت میں دواء کی بھاپ لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (درمختار ۲/۳۹۵)

مسئلہ نمبر۸: روزہ کی حالت میں اکسیجن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر آکسیجن کے ساتھ دواء بھی شامل ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (جدید فقهی مسائل ۱/۱۲۸)

مسئلہ نمبر۹: جمائی لیتے ہوئے منہ میں پانی کا قطرہ (بارش وغیرہ کے ذریعے) چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر۱۰: روزہ کی حالت میں رنگین دھاگہ منہ میں لے کر بٹا اور تھوک میں اس کا رنگ آ گیا اگر اس تھوک کو نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (امدد الفتاوی ۲/۱۳۱)

مسئلہ نمبر۱۱: کنکری یا لوہے کا ٹکڑا نگل لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (اشرف الهدایہ ۳/۲۱۷)

مسئلہ نمبر۱۲: نسوار ناک میں ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم ٦/٤١١)

مسئلہ نمبر۱۳: دواء سونگھی جس سے اس کی تیزی دماغ تک پہنچ گئی اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم ٦/٤١٨)

مسئلہ نمبر۱۴: قے کو مفسد روزہ سمجھ کر کچھ پی لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۳)

مسئلہ نمبر۱۵: ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا کرنے والے پر سخت گناہ ہے۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۵۵)

مسئلہ نمبر۱۶: عورت اگر بحالت روزہ اپنی شرمگاہ میں دوائی، تیل، پانی وغیرہ سے بھیگی انگلی داخل کرے اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری ۲/۵۳)

مسئلہ نمبر۱۷: خاوند نے بیوی کی شرمگاہ میں انگلی دی اور اسے آگے پیچھے کیا تو اس سے عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۵۷)

مسئلہ نمبر۱۸: مرد کے عضو کی سپاری (حشفہ) عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوگئی تو دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۵۷)

مسئلہ نمبر۱۹: جان بوجھ کر (خواہ چنے کے برابر یا کم کوئی چاول کا آدھا دانہ) کھایا تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔(فتاوی دارالعلوم ۶/۴۴۱)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

مسئلہ نمبر۱: بھول کر اگر کوئی چیز کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (اشرف الهدایہ ۳/۲۰۴)

مسئلہ نمبر۲: خوشبو، دھواں وغیرہ سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (رد المحتار)

مسئلہ نمبر۳: عطر، کیوڑہ، گلاب، پھول وغیرہ کی خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (تسہیل بہشتی زیور ۱/۴۳۲)

مسئلہ نمبر۴: مسواک کرنے سے خواہ اس کا ذائقہ ہی کیوں نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۹)

مسئلہ نمبر۵: مسواک کرتے ہوئے مسواک کا ریشہ پیٹ میں چلا گیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۵)

مسئلہ نمبر ۶: روزہ میں بروقت شدید دانت نکلوانا اور دانتوں پر دواء لگانا جائز ہے اور اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹتا البتہ اگر دواء تھوک پر غالب ہو جائے اور اس کا ذائقہ محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۶)

مسئلہ نمبر ۷: سرمہ، تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۲۹)

مسئلہ نمبر ۸: شدت بھوک کی وجہ سے کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار ۲/۳۹۴)

مسئلہ نمبر ۹: دانتوں کے درمیان چنے سے کم مقدار کوئی چیز رہ گئی تھی وہ نگل لی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر ۱۰: سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے پان کھا کر اچھی طرح غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ۱۱۹)

مسئلہ نمبر ۱۱: روزہ دار کے منہ میں دو، چار قطرے آنسو یا پسینہ کے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر اتنے ہوں کہ ان کی نمکینی محسوس کرے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری ۲/۵۱)

مسئلہ نمبر ۱۲: دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا جب کہ پیٹ تک نہ پہنچا، یا پیٹ تک تو پہنچا مگر تھوک کی سفیدی خون پر غالب رہی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۵۷۹)

مسئلہ نمبر ۱۳: ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلا گیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (تسہیل بہشتی زیور ۱/۴۳۲)

مسئلہ نمبر ۱۴: تھوک یا بلغم نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر ۱۵: آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۹)

مسئلہ نمبر ۱۶: گلوکوز اور انجکشن لگوانے سے خواہ خون میں لگوائے یا رگ میں لگوائے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۲)

مسئلہ نمبر ۱۷: سانپ، بچھو کے کاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر ۱۸: ناخن تراشنے، بال کٹوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴:۵۸۵)

مسئلہ نمبر ۱۹: بلا قصد (جان بوجھ کر نہ ہو) حلق میں مکھی، مچھر، گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر ۲۰: اگر خود سے ہی کسی وجہ سے قے آئی اور اس کی مقدار منہ بھر کر ہو یا کم ہو ہر حال میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۳)

مسئلہ نمبر ۲۱: کسی کو خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر ۲۲: احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر ۲۳: کھارے یا نمکین پانی سے وضو کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴:۵۸۷)

مسئلہ نمبر ۲۴: بواسیر کا مریض اگر مسوں (جگہ مخصوصہ) پر دواء لگائے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسے، موضع حقنہ سے بہت نیچے ہوتے ہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۰)

مسئلہ نمبر ۲۵: نکسیر کا خون اگر حلق اور پیٹ میں نہ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر حلق اور پیٹ میں چلا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۹)

مسئلہ نمبر ۲۶: کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۰)

مسئلہ نمبر ۲۷: ماں بحالت روزہ اپنے بچے کو دودھ پلائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۱۲)

مسئلہ نمبر ۲۸: روزہ کی حالت میں بے ہوش ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (اشرف الہدایہ ۳/۲۴۸)

جن صورتوں میں روزہ مکروہ ہو جاتا ہے:

مسئلہ نمبر ۱: قصداً تھوک منہ میں جمع کر کے نگلتے رہنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۳۷۲)

مسئلہ نمبر ۲: بھوک یا پیاس کی وجہ سے یہ کہنا کہ کاش روزے اللہ تعالیٰ فرض نہ کرتے ایسا کہنا

مکروہ ہے۔(عمدۃ الفقہ ۲/۳۳۲)

مسئلہ نمبر۳: تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کئے رہنا مکروہ ہے۔(جواھر الفقہ ۳/۵۱۸)

مسئلہ نمبر۴: بیوی کا ہونٹ روزے کی حالت میں منہ میں لینا مکروہ ہے۔(تسہیل بہشتی زیور ۱/۴۳۵)

مسئلہ نمبر۵: عورت کا لبوں پر سرخی لگانا جائز ہے البتہ منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے۔(احسن الفتاوی ٤/٤٣٤)

مسئلہ نمبر٦: کوئلے، منجن، ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے اور عورتوں کا دنداسہ لگانا مکروہ ہے۔(احسن الفتاوی ٤/٤٣٩)

مسئلہ نمبر۷: تراشی، بیہودہ گوئی، گالی گلوچ اور گناہ کے تمام کام حرام ومکروہ ہیں اور روزہ کی حالت میں ان کا اور زیادہ گناہ ہے مگر ان کی نحوست سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں روزہ کا اجرو ثواب بالکل نہیں ملتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/٥٨٦)

مسئلہ نمبر۸: سحری کھانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ روزہ مشکوک ہو جائے مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی ٤/٤٤٢)

مسئلہ نمبر۹: غروب آفتاب کے بعد افطار میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔(تسہیل بہشتی زیور ۱/٥٤)

مسئلہ نمبر۱۰: روزے میں گرمی کی وجہ سے بار بار نہانے میں حرج نہیں مگر ایسا انداز اختیار کرنا جس سے گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار ہو مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۵)

مسئلہ نمبر۱۱: منہ میں کوئی چیز ویسے ہی ڈالے رکھنا۔ (احسن الفتاوی ٤/٤٥٢)

مسئلہ نمبر۱۲: نفس پر اطمینان ہو تو بیوی کا بوسہ لینے کی گنجائش ہے ورنہ مکروہ ہے۔(اشرف الہدایہ ۳/۲۱۲)

مسئلہ نمبر۱۳: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا ہاں بلا اشد ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ۱۱۹)

مسئلہ نمبر۱۴: اپنے منہ میں کوئی چیز چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ۱۲۰)

مسئلہ نمبر۱۵: اپنے منہ میں گوند یا کوئی چیز رکھ کر چبانا مکروہ ہے (اگر حلق میں چلی گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا)۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۹)

مسئلہ نمبر۱۶: روزے دار کا روزے کی حالت میں خون دینے سے کمزوری وضعف کا خدشہ ہو تو خون دینا مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۹)

مسئلہ نمبر۱۷: عموما خط کا لفافہ (جس پر گوند لگی ہوتی ہے) بند کرنے کے لیے لوگ زبان کی تری استعمال کرتے ہیں اس عمل کے بعد اگر تھوک پھینک بھی دیا جائے تو بھی ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۹)

جن صورتوں میں صرف روزہ کی قضاء واجب ہے:

مسئلہ نمبر۱: اگر کوئی عورت پورے رمضان بیہوش رہی تب بھی پورے رمضان کے روزوں کی قضاء کرے گی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۸)

مسئلہ نمبر۲: حقہ پینے سے روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/ ۴۱۴)

مسئلہ نمبر۳: عموماً خط کا لفافہ (جس پر گوند لگی ہوتی ہے) بند کرنے کے لئے لوگ زبان کی تری استعمال کرتے ہیں اس عمل کے بعد اگر گوند کا کوئی جزء حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۹)

مسئلہ نمبر۴: ناک میں دواء ڈالنے سے روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/ ۴۱۶)

مسئلہ نمبر۵: ہاتھ سے منی نکالنے سے روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۴۵۵)

مسئلہ نمبر۶: روزہ میں بیوی سے بوس وکنار کیا اور انزال ہو گیا تو اس صورت میں روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۴۳۳)

مسئلہ نمبر۷: بھول کر اگر کوئی چیز کھاپی لی یا جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور جان کر کچھ کھاپی لیا۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۲۱)

مسئلہ نمبر۸: قضائے رمضان کے روزہ کو توڑنے سے صرف قضاء واجب ہوتی ہے کفارہ نہیں۔(فتاوی دارالعلوم ۶/۴۳۲)

مسئلہ نمبر۹: کان میں تیل، دوائی وغیرہ ڈالنے سے روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۱۷)

مسئلہ نمبر۱۰: بیماری بڑھ جانے یا جان جانے کے خوف سے روزہ توڑ دیا تو صرف قضاء واجب ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۷)

مسئلہ نمبر۱۱: غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑ دیا تو روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۲۳)

مسئلہ نمبر۱۲: نفل روزہ میں حیض آگیا تو اس کی قضاء واجب ہے۔(احسن الفتاوی ۴/۴۴۸)

مسئلہ نمبر۱۳: عورت نے رمضان المبارک کا روزہ رکھا پھر حائضہ ہوگئی تو پاکی کے بعد اس روزے کی بھی قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۲۸)

مسئلہ نمبر۱۴: حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی یا بچے کی جان کو کچھ خطرہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ توڑ دیا تو صرف قضاء واجب ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۷)

مسئلہ نمبر۱۵: روزہ کی حالت میں بلا اختیار کلی کرتے وقت حلق میں پانی جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء واجب ہوگی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۲).

مسئلہ نمبر۱۶: روزہ کی حالت میں جمائی لیتے وقت حلق میں پانی یا برف چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء واجب ہوگی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۳)

مسئلہ نمبر۱۷: روزہ کی حالت میں شرمگاہوں کو آپس میں ملایا اور بغیر دخول کے انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء واجب ہوگی۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۴)

مسئلہ نمبر ۱۸: روزہ کی حالت میں فرج ودبر کے علاوہ جماع کروایا اور انزال ہوگیا تو اس صورت میں قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (اشرف الھدایہ ۳/۲۲۳)

مسئلہ نمبر ۱۹: زبردستی روزہ تڑوایا گیا تو اس صورت میں قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (اشرف الھدایہ ۳/۲۰۶)

مسئلہ نمبر ۲۰: غروب آفتاب سمجھ کے افطار کرلیا بعد میں سورج نکل آیا تو قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ (فتاوی دار العلوم ۶/۴۳۶)

مسئلہ نمبر ۲۱: بارش کے قطرے اگر منہ میں جاکر حلق سے اتر جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء واجب ہوگی۔ (فتاوی شامی ۳/۴۳۴)

مسئلہ نمبر ۲۲: روزہ کی حالت میں قے یا سوتے میں احتلام ہونے کو مفسد روزہ سمجھ کر عمداً کھانا کھایا تو اس صورت میں قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں ہاں اگر مسئلہ معلوم تھا تب ایسا کیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ۱۱۸)

مسئلہ نمبر ۲۳: سخت کام کی وجہ سے شدت سے پیاس لگ جائے اور جان جانے کا خطرہ ہو تو ایسی حالت میں روزہ توڑ دیا تو صرف قضاء واجب ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۶/۴۲۱)

مسئلہ نمبر ۲۴: نسوار سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی قضاء لازم آتی ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۶/۴۱۶)

مسئلہ نمبر ۲۵: مریض ومسافر نے روزہ رکھ کر جان بوجھ کر توڑ دیا تب بھی اس پر قضاء واجب ہے۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۵۸)

مسئلہ نمبر ۲۶: جو شخص قصداً روزہ توڑے پھر بیمار ہو جائے تو اس پر صرف روزے کی قضاء لازم آئے گی۔ (فتاوی دار العلوم ۶/۴۲۸)

مسئلہ نمبر ۲۷: بھول کر کھا پی لیا اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اس پر قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ (اشرف الھدایہ ۳/۲۶۲)

مسئلہ نمبر ۲۸: رمضان کے روزے کی نیت نہ کی اور زوال سے پہلے کھا پی لیا تو اس پر قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ (اشرف الهدایه ۳/۲۵۵)

مسئلہ نمبر ۲۹: رمضان کے روزے کی حالت میں مجنونہ یا نائمہ (سوئی ہوئی) سے جماع کیا تو اس عورت پر قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ (اشرف الهدایه ۳/۲٦٦)

جن صورتوں میں روزہ کی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں:

مسئلہ نمبر ا: رمضان کا روزہ جان بوجھ کر (قصداً) توڑا مثلاً کوئی چیز کھا پی لی تو اس سے کفارہ اور قضاء دونوں لازم ہوتے ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ٦/٤٢٩)

مسئلہ نمبر ۲: اگر میاں بیوی نے روزہ کی حالت میں صحبت کی تو اس صورت میں قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۵)

مسئلہ نمبر ۳: اگر روزے کی حالت میں پچھوانا (حجامہ) لگوانے کو مفسد روزہ سمجھ کر کھا پی لیا تو اس صورت میں قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (اشرف الهدایه ۳/۲٦۳)

مسئلہ نمبر ۴: اگر روزے کی حالت میں غیبت کرنے کو مفسد روزہ سمجھ کر کھا پی لیا تو اس صورت میں قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (اشرف الهدایه ۳/۲٦۵)

روزہ کے فدیہ کے ضروری احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر ا: تندرست آدمی اور ایسا بیمار جسے صحت یاب ہونے کی امید ہو روزوں کا فدیہ نہیں دے سکتے یہاں تک کہ کوئی مستقل بیمار ہو جائے جس کے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/٥٨٦)

مسئلہ نمبر ۲: ایسی بوڑھی عورت جو روزے نہ رکھ سکتی ہو اس کے لیے زندگی میں ہی فدیہ دینے کی اجازت ہے۔ (اشرف الهدایه ۳/۲۳۹)

مسئلہ نمبر ۳: جو قضاء روزے نہ رکھ سکتی ہو وہ فدیہ ادا کر سکتی ہے۔ (الجواهر الفقه ۱/۱٤۷)

مسئلہ نمبر۴: فدیہ میں نابالغ کو کھانا کھلایا تو اس صورت میں فدیہ ادا نہ ہوگا۔(احسن الفتاوی ۴/۴٦۰)

مسئلہ نمبر۵: فدیہ رمضان سے پہلے دینا جائز نہیں اگر کسی شخص نے رمضان سے قبل ادا کر دیا تو ادا نہ ہوگا البتہ رمضان شروع ہونے کے بعد آئندہ ایام کا فدیہ اکٹھا دے سکتا ہے۔(احسن الفتاوی ۴/۴۴٦)

مسئلہ نمبر٦: ہر روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کی مقدار یعنی نصف صاع (تقریباً دو کلو گندم یا اس کی قیمت) کسی مسکین، غریب کو دیدے۔(احسن الفتاوی ۴/۴۲۳)

مسئلہ نمبر۷: فدیہ کی رقم سے کسی مقروض کا قرض ادا کرنا جائز نہیں ہاں جس محتاج کو فدیہ دینا ہے اسے رقم کا مالک بنا دیا جائے پھر اس کی مرضی ہے کہ قرض ادا کرے یا کچھ اور کرے۔ (فتاوی دار العلوم ٦/۲۵۷)

مسئلہ نمبر۸: روزہ کا فدیہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دینا جائز نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۵۹۹)

مسئلہ نمبر۹: روزہ کا فدیہ کسی کافر کو دینا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی ۴/۴۴۲)

مسئلہ نمبر۱۰: متعدد روزوں کا فدیہ ایک ہی فقیر کو دینا جائز ہے اور ایک روزے کا فدیہ کئی مساکین پر تقسیم کرنا، دونوں صورتیں جائز ہیں۔(احسن الفتاوی ۴/۴۳۱)

مسئلہ نمبر۱۱: فدیہ میں گندم کی قیمت کے برابر کپڑے وغیرہ دیئے جاسکتے ہیں۔(احسن الفتاوی ۴/۴۴۹)

مسئلہ نمبر۱۲: اگر کوئی شخص شدت مرض کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھ سکا اور اسی دوران مرگیا تو اس شخص پر ان روزوں کا فدیہ دینا واجب نہیں۔(فتاوی دار العلوم ٦/۴٦۲)

مسئلہ نمبر۱۳: اگر کوئی شخص فدیہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو (نہ ہی روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو) تو اسے چاہیے کہ توبہ استغفار کرے اور نیت کرے کہ جب گنجائش میسر ہوئی روزوں کا فدیہ دوں گا۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۳۰۳)

مسئلہ نمبر ۱۴: فدیے کی رقم یتیم خانے میں دینا جائز ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۲۵۷)

مسئلہ نمبر ۱۵: گزشتہ سالوں کا فدیہ ادا کرنے میں گندم کی قیمت کا اعتبار ہوگا اس لیے بہر صورت ادا کے وقت کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۱)

روزہ کے کفارہ کے ضروری احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر ۱: اگر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۶۰۸)

مسئلہ نمبر ۲: جو شخص روزوں پر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکیوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دینا ضروری ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۴۸)

مسئلہ نمبر ۳: روزے کا کفارہ اگر قمری سال کی پہلی سے شروع کیا تو دو ماہ پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ سے شروع نہ کیا تو پھر ساٹھ دن پورے کرے۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۶۰)

مسئلہ نمبر ۴: کفارہ کے لیے مسکینوں کو مسلسل ایام کھلانا ضروری نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۵۰)

مسئلہ نمبر ۵: ایک ہی رمضان میں اگر کئی روزے توڑے تو قضاء سب کی ہوگی جبکہ کفارہ صرف ایک کا ہوگا (یاد رہے کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا ہوتا ہے نفل یا واجب روزہ کا نہیں ہوتا)۔ (احسن الفتاوی ۳/۴۳۴)

مسئلہ نمبر ۶: اگر کسی نے فقیر یا مسکین کو ایک صدقہ فطر سے کم دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (تسہیل بہشتی زیور ۱/۴۴۳)

مسئلہ نمبر ۷: کفارہ صوم میں نابالغ بچوں کو کھانا کھلایا تو اس صورت میں کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں اگر ان کی مقدار پونے دو سیر گندم ملک کردی جائے تو درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۵۲)

مسئلہ نمبر ۸: کفارہ کی رقم مسجد یا مدرسہ پر لگانا جائز نہیں البتہ مدرسہ میں طلباء کے کھانے میں لگادے تو درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۵۴)

مسئلہ نمبر ۹: کفارہ کے روزوں کے درمیان اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ آجائے تو دو ماہ کے روزے عید کے بعد دوبارہ رکھے۔ (فتاوی دارالعلوم ٦/٤٥٥)

مسئلہ نمبر ۱۰: عورت کفارہ کے روزے دو ماہ اس طرح رکھے کہ اگر ایام حیض آجائیں تو روزے رکھنا چھوڑ دے اور پاک ہوتے ہی روزے شروع کردے ناغہ نہ کرے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/٦١٣)

مسئلہ نمبر ۱۱: عورت کے کفارہ کے روزے نفاس کی وجہ سے یا اگلا رمضان آنے کی وجہ سے چھوٹ گئے تو کفارہ صحیح نہ ہوگا۔ (تسہیل بہشتی زیور ١/٤٤٢)

مسئلہ نمبر ۱۲: کفارہ کے روزے دو ماہ مسلسل رکھے ایک دن بھی ناغہ نہ کرے اگر ایک دن بھی ناغہ ہوگیا تو ابتداء سے دوبارہ روزے رکھنا پڑیں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/٦١٣)

روزہ کے متفرق احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر ۱: روزہ کھجور، چھوارے یا کسی میٹھی چیز سے کھولنا بہتر ہے آپ عموماً کھجور یا پانی سے افطار فرماتے تھے۔ (فتاوی دارالعلوم ٦/٤٩٤)

مسئلہ نمبر ۲: نمک سے روزہ افطار کرنے کو ثواب سمجھنا غلط عقیدہ ہے۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم ص ۱۲۰)

مسئلہ نمبر ۳: کسی کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر روزے دار جو بھول کر کھا رہا ہے اس قدر کمزور اور لاغر ہے جس کے لئے عموماً روزہ پورا کرنا دشوار ہے تو یاد نہ دلانا بہتر ہے البتہ قوی اور طاقتور ہے تو یاد دلانا واجب ہے۔ (فتاوی عالمگیری ١/٢٠٢)

مسئلہ نمبر ۴: آج کل تھیلیوں میں خاص قسم کی مسواک ملتی ہے جن کو پیک کرنے سے پہلے عطریات اور خوشبودار تیلوں میں ڈبویا جاتا ہے جس کے اثرات مسواک میں موجود ہوتے ہیں ایسی مسواک کا استعمال بھی روزے کی حالت میں جائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری ١/١٩٩)

مسئلہ نمبر۵: اگر کوئی سحری کھانے کے لیے نہ جاگی تب بھی روزہ رکھنا فرض ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۶)

مسئلہ نمبر۶: ہوائی جہاز کے مسافروں کے لیے افطار کے لیے اس علاقے کا غروب معتبر ہوگا جہاں وہ اس وقت موجود ہونگے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۵۵۶)

مسئلہ نمبر۷: افطاری کی دعا ''اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت''۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۱۹۵)

مسئلہ نمبر۸: جس شخص نے سخت تکلیف کی وجہ سے روزہ توڑا اب غروب تک اس کے لیے کچھ کھانا پینا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۳)

مسئلہ نمبر۹: ناپاکی کی حالت میں سحری کر کے روزہ رکھ لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہاں جلد از جلد پاکی حاصل کرے جبکہ اگلی نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے پاکی حاصل کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۶۴۳)

مسئلہ نمبر۱۰: استنجاء کا پانی خشک کرنا ضروری نہیں کیونکہ یہ پانی موضع حقنہ تک نہیں پہنچتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۶)

مسئلہ نمبر۱۱: صبح صادق کے بعد سفر کا ارادہ ہو تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۴۷)

مسئلہ نمبر۱۲: اگر پورے رمضان مجنون رہی اس پر روزوں کی قضاء نہیں کرے گی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۰۸)

مسئلہ نمبر۱۳: مریض کا دواء سے افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۹۵)

مسئلہ نمبر۱۴: رمضان المبارک سے ایک، دو دن پہلے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۴۹۶)

مسئلہ نمبر۱۵: چار پانچ گھنٹوں کا روزہ مثلاً عصر سے غروب تک کا رکھنا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا ۳/۳۴۰)

مسئلہ نمبر۱۶: جن لوگوں کے روزے ماہ رمضان میں بسبب عذر کے قضا ہو جاتے ہیں ان کو

ایام سرما میں قضاء کرنا جائز ودرست ہے اور ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ (فتاوی دار العلوم ٦/٤٩٩)

مسئلہ نمبر ١٧: روزہ ٹوٹ جائے یا توڑ دے تب بھی افطار تک کچھ نہ کھانا واجب ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/٦٤٨)

مسئلہ نمبر ١٨: سحری آخری وقت کھانا سنت ہے۔ (عمدۃ الفقہ ٣/٣٤١)

مسئلہ نمبر ١٩: سحری، افطاری اور چاند نظر آنے پر سائرن، نکارہ بجانے میں حرج نہیں ہاں مسجد کی حدود میں نہ ہو۔ (کفایت المفتی ٤/٢٤٨)

مسئلہ نمبر ٢٠: جنابت کی حالت میں وسحری کرنا خلاف اولیٰ ہے مگر اس سے روزے میں کچھ خلل نہیں پڑتا۔ (کفایت المفتی ٤/٢٤٩)

مسئلہ نمبر ٢١: عورت حیض ونفاس میں روزے نہ رکھے۔ (اشرف الهدایہ ٣/٢٥٥)

مسئلہ نمبر ٢٢: سحری کھانے کے بعد صبح صادق سے پہلے بیوی سے جماع کرنا درست ہے مگر فراغت صبح صادق سے پہلے پہلے ہو جانی چاہیے ہاں غسل خواہ صبح صادق ہونے کے بعد کرے تو اس سے روزہ میں کوئی خلل نہیں۔ (فتاوی دار العلوم ٦/٤٩٧)

مسئلہ نمبر ٢٣: اگر کوئی رات کو بے ہوش ہوا تو اگلے دن کا روزہ واجب نہیں باقی جتنے دن بے ہوش رہا اسکی قضاء کرے۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ١١٨)

مسئلہ نمبر ٢٤: اگر کوئی صبح یا دن کو روزہ کی حالت میں بے ہوش ہوئی اور شام کو اسے ہوش آیا تو اس کا روزہ ہو گیا۔ (فتاوی عالمگیری ١/١٩٥)

مسئلہ نمبر ٢٥: جس دن بے ہوشی ہوئی اس دن کی قضاء واجب نہیں۔ (اشرف الهدایہ ١/٢٤٨)

مسئلہ نمبر ٢٦: سخت کام کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں البتہ مالکان کو حکم ہے کہ رمضان کے مہینہ میں مزدور کا کام ہلکا کر دیں۔ (فتاوی دار العلوم ٦/٤٦٦)

مسئلہ نمبر ٢٧: بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ کسی کی چیز سے روزہ افطار نہ کرو کہ تمام ثواب اسے

مل جائے گا۔(اغلاط العوام، ص ١٢٦)

مسئلہ نمبر ۲۸: مشترکہ افطاری کا ثواب سب کو ملتا ہے۔(فتاوی دارالعلوم ٦/٤٩٥)

مسئلہ نمبر ۲۹: کوئی کسی دوسرے کی طرف سے نمازوں اور روزوں کی قضا نہیں دے سکتا۔ (ردالمختار)

مسئلہ نمبر ۳۰: کوئی میت کی طرف سے روزوں کی قضا نہیں دے سکتا۔ (اشرف الهدایه ٣/٢٤٢)

مسئلہ نمبر ۳۱: اگر قضاء روزے رکھنے کا وقت نہیں ملا مثلاً عورت کو حیض کے بعد پاکی سے پہلے ہی موت آ گئی تو اس صورت میں روزے معاف ہیں۔ (احسن الفتاوی ٤/٤٥٨)

مسئلہ نمبر ۳۲: روزہ کی حالت میں پچھنے لگوانا (حجامہ) جائز ہے ہاں اگر ضعف کا خوف ہو تو مکروہ ہے۔(فتاوی عالمگیری ٢/٤٥)

مسئلہ نمبر ۳۳: قضاء روزے تمام اکٹھے رکھے یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے سب جائز ہے مگر قضاء روزے اگلے رمضان کے آنے سے پہلے ضرور رکھ لے۔ (درسی بهشتی زیور، ص ٣٠٥)

مسئلہ نمبر ۳۴: سحری کھانے کے بعد اچھی طرح کلی کر لینی چاہیے تا کہ دانتوں میں اٹکا ہوا کھانا منہ سے نکل جائے۔ (احسن الفتاوی ٤/٤٤٣)

مسئلہ نمبر ۳۵: عورت دن میں پاک ہوئی تو غروب تک کھانا پینا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی ٤/٤٥٧)

مسئلہ نمبر ۳۶: غیر مسلم کی چیز اور پانی سے افطاری کرنا جائز ہے (ہاں گوشت سے نہ کرے)۔(فتاوی دارالعلوم ٦/٤٩٤)

مسئلہ نمبر ۳۷: زکوٰۃ کے پیسوں سے روزہ افطار کروانا جائز نہیں ہاں اگر افطار کرنے والے تمام مساکین وفقراء ہوں تو جائز ہے۔ (کفایت المفتی ٤/٢٧٤)

مسئلہ نمبر ۳۸: رمضان المبارک سے ایک دن پہلے (یوم الشک) کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (اشرف الهدایه ٣/١٩٠)

مسئلہ نمبر ۳۹: رمضان المبارک سے ایک دن پہلے (یوم الشک) قضاء واجب روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے۔(اشرف الھدایہ ۳/۱۹۹)

مسئلہ نمبر ۴۰: یوں کہنا کہ رمضان آیا اور رمضان گیا مکروہ ہے ہاں یوں کہنا ماہ رمضان آیا، ماہ رمضان گیا جائز ہے۔(فتاوی عالمگیری ۲/۷٤)

مسئلہ نمبر ۴۱: مسافر دن میں سفر سے لوٹ آیا ہو، عورت دن میں حیض یا نفاس سے پاک ہوگئی ہو، کافر دن میں مسلمان ہوگیا ہو، نابالغ دن میں بالغ ہوگیا ہو، مجنون یا بے ہوش کو دن میں افاقہ ہوگیا ہو، ان تمام صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کے باوجود دن میں کھانا منع ہے۔(اشرف الھدایہ ۳/۲۵٦)

مسئلہ نمبر ۴۲: مسافر نے روزہ نہ رکھنے کی نیت کی مگر زوال سے پہلے گھر آگیا پھر روزہ رکھ لیا تو اس کا یہ روزہ درست ہوگا (بشرطیکہ صبح صادق کے بعد کچھ نہ کھایا ہو)۔ (اشرف الھدایہ ۳/۲٤۷)

مسئلہ نمبر ۴۳: کسی نے قربانی کے دن روزہ کی نذر مانی یا وہ دن اتفاقاً آگیا تو اس دن روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں قضاء کرے۔ (اشرف الھدایہ ۳/۲٦۷)

مسئلہ نمبر ۴۴: روزہ میں بیوی سے بوس وکنار کی وجہ سے جو پانی نکلتا ہے اسے مذی کہتے ہیں اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر منی (جو شہوت کی وجہ سے کود کر عضو خاص سے) نکلنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔(احسن الفتاوی ۳/۳۰۵)

نفلی روزے: رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ چند ایام کے نفلی روزوں کا بھی احادیث میں بہت اجر وثواب آیا ہے ان کے اہتمام کی بھی حتی الوسع کوشش کرنی چاہیۓ وہ نفلی روزے درج ذیل ہیں:

(۱) شوال کے چھ روزے رکھنا۔(صحیح مسلم ۱/۲٦۹)

(۲) نویں دسویں محرم یا دسویں گیارہویں محرم کا روزہ رکھنا۔(ابو داؤد ۱/۳۳۲)

(۳) یوم عرفہ یعنی نو ذوالحجہ کا روزہ رکھنا۔ (جامع ترمذی ۱/۱۵۷)

(۴) ایام بیض یعنی ہر ماہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھنا۔ (ابو داؤد ۱/۳۳۲)

(۵) ہر ہفتے میں پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا۔ (صحیح مسلم ۱/۳۶۸)

اعتکاف

اعتکاف کی شرائط: اعتکاف کے لیے درج ذیل شرائط کا وجود ضروری ہے۔ ۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔ ۳۔ جنابت سے پاک ہونا۔ ۴۔ اعتکاف کی نیت کرنا۔ ۵۔ جس جگہ بیٹھے وہ جگہ شرعی مسجد یعنی عورتوں کے لیے گھر کی مخصوص جگہ کے حکم میں ہو۔ ۶۔ واجب اور سنت اعتکاف کے لیے روزہ سے ہونا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۱)

اعتکاف کی اقسام:

واجب: جو نذر ماننے سے واجب ہو، یاد رہے! نذر کا اعتکاف اس صورت میں واجب ہوگا کہ زبان سے بھی اس کا اقرار کرے صرف دل میں نیت کرنے سے نذر ذمہ واجب نہیں ہوتی اور اگر نیت کرتے وقت انشاء اللہ کہہ دیا تب بھی نذر واجب نہیں ہوئی۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۱)

سنت: جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا جاتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۳)

نفل: درج بالا کے علاوہ اعتکاف نفل شمار ہوتا ہے کیونکہ اس میں آدمی کو اختیار ہے جتنے دن یا وقت بیٹھے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۳)

درج ذیل امور معتکف کے لیے جائز ہیں:

مسئلہ نمبر ۱: کھانا، پینا، سونا، آرام کرنا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۲)

مسئلہ نمبر ۲: لباس تبدیل کرنا، سرمہ لگانا، تیل لگانا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۳)

مسئلہ نمبر۳: معتکف کا خلوت میں عبادت اور دعاؤں کے لیے پردہ لٹکانا بہتر ومستحب ہے۔ (فتح القدیر ۲/۳۰۵)

مسئلہ نمبر۴: اعتکاف کے دوران نکاح ورجوع کرنا درست وجائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۲/۲۰۷)

مسئلہ نمبر۵: پیشاب اور غسل جنابت کے لیے جانا۔ (اشرف الہدایہ ۳/۲۷۹)

مسئلہ نمبر۶: وضو کے لیے جانا جائز ہے مگر وہاں وضو کے بعد ٹھہرے نہ بلکہ فوراً واپس لوٹ آئے۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۲۳)

مسئلہ نمبر۷: معتکف کا چارپائی بچھا کر سونا جائز ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۰/۲۴۹)

مسئلہ نمبر۸: معتکف کا کنگھی کرنا اور ناخن کاٹنا جائز ہے۔ (نجم الفتاوی ۳/۳۱۸)

درج ذیل امور معتکف کے لیے جائز نہیں:

مسئلہ نمبر۱: مسنون اعتکاف میں کسی مریض کی عیادت کرنے یا کسی علمی ودینی مجلس کے لیے جانا جائز نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ۷/۲۷۶)

مسئلہ نمبر۲: اگر قضاء حاجت کے لیے نکلی تو غسل کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۵۱۵)

مسئلہ نمبر۳: اخراج ریح کے لیے مسجد (یعنی اعتکاف کی مخصوص جگہ) سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۵۱۵)

مسئلہ نمبر۴: کھانے کے بعد ہاتھ دھونے یا کلی کرنے کے لیے جانا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۵۱۰)

مسئلہ نمبر۵: معتکف کا تجدید وضو کے لیے وضو خانے جانا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی ۴/۵۱۰)

مسئلہ نمبر۶: اگر کوئی عورت پان، نسوار وغیرہ کی عادی ہے اور اس کے منہ سے مسلسل بدبو آتی ہو تو ایسی عورت کے لیے اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں۔ (فتاوی شامی ۲/۵۲۵)

مسئلہ نمبر۷: عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۱)

جن صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے:

مسئلہ نمبر۱: بھول کر یا قصداً مسجد (عورت اپنی مخصوص جگہ) سے بغیر کسی شرعی ضرورت تھوڑی دیر کے لیے بھی نکلی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم ٦/٥٠٥)

مسئلہ نمبر۲: بھول کر بھی دن یا رات میں جماع کیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (اشرف الهدایہ ٣/٢٨٤)

مسئلہ نمبر۳: قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے کسی کو ملنے یا بات کرنے کے لیے تھوڑی دیر بھی ٹھہری تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری ١/٢١٢)

مسئلہ نمبر۴: وضو سے قبل یا وضو کے بعد وضو خانے میں ہاتھ منہ دھوئے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ٤/٥١٨)

مسئلہ نمبر۵: وضو کے بعد وضو کی جگہ ہی کھڑی ہو کر وضو کے اعضاء خشک کیے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ٤/٥١٨)

مسئلہ نمبر۶: عورت کو اعتکاف کے دوران حیض آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ٤/٥١٢)

مسئلہ نمبر۷: ٹھنڈک یا غسل مسنون کے لیے غسل خانہ آئی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ٤/٥٠٧)

مسئلہ نمبر۸: کسی وجہ سے اگر کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو اس کا اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاوی ٤/٥٠١)

مسئلہ نمبر۹: اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان مرتد ہو گیا، یا کوئی معتکف ایک دن سے زیادہ بے ہوش رہا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۱۰: گھر کے کام کاج کے لیے عورت کا اعتکاف کی خاص متعین جگہ سے نکلنے سے عورت کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری ١/٢١٣)

جن صورتوں میں اعتکاف مکروہ ہو جاتا ہے:

مسئلہ نمبر ا: جو باتیں اعتکاف سے باہر حرام یا مکروہ ہیں دوران اعتکاف ان کی کراہیت مزید بڑھ جاتی ہے مگر ان امور سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا مثلاً گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت، بدگوئی، بدبودار چیز کا استعمال وغیرہ۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۳)

مسئلہ نمبر ۲: دوران اعتکاف دنیاوی باتیں کرنا اور دنیاوی معاملات طے کرنا مکروہ ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۳)

مسئلہ نمبر ۳: دوران اعتکاف اجرت پر تعلیم دینا مکروہ ہے۔(ردالمحتار)

مسئلہ نمبر ۴: دوران اعتکاف بالکل خاموشی اختیار کرنا مکروہ ہے ہاں اگر زبان کے گناہ سے بچنے کے لیے کرے تو یہ عبادت ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/ ۲۱۳)

جن صورتوں میں اعتکاف توڑنا واجب ہے:

کوئی انسان ڈوب رہا ہو یا جل رہا ہو اسکو بچانے کے لیے، ایسی گواہی دینے کے لئے جانا جو اس پر واجب ہو ان تمام امور کے لئے اعتکاف توڑنا ضروری ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۲)

اعتکاف کے متفرق احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر ا: مسنون اعتکاف کے لیے بیسویں روزہ غروب آفتاب سے پہلے اعتکاف کی جگہ پہنچنا لازم ہے اور جو شخص مسنون اعتکاف کی جگہ بیسویں روزہ غروب آفتاب سے ایک گھڑی بھی تاخیر سے آئے اس کا اعتکاف مسنون نہ ہوگا۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۵۰۶)

مسئلہ نمبر ۲: نفل اعتکاف کی کوئی قضاء نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۵۰۴)

مسئلہ نمبر ۳: معتکف اگر قضائے حاجت کے لیے نکلے تو حتی الامکان قریب سے حاجت پوری کر کے لوٹے البتہ نزدیک والی جگہ کی طرف طبیعت مائل نہ ہو یا کوئی رکاوٹ ہو خواہ طبعی ہو یا شرعی تو اس صورت میں دور جانے میں حرج نہیں۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۲)

مسئلہ نمبر۴: مسنون اعتکاف بیسویں روزے کے غروب سے شروع ہوتا ہے اور رمضان کے ۲۹، ۳۰ تاریخ کو جس وقت عید کا چاند نظر آجائے اگر چاند غروب آفتاب سے پہلے نظر آجائے تب بھی غروب آفتاب تک اعتکاف بیٹھنا ضروری ہے۔(فتاوی عالمگیری ۱/ ۲۱۱)

مسئلہ نمبر۵: اجرت دے کر اعتکاف کروانا جائز نہیں۔(جواھر الفتاوی، ص ۴۳)

مسئلہ نمبر۶: نذر کے اعتکاف کی ایک دن سے کم کی نیت معتبر نہیں۔(فتح القدیر ۲/ ۳۹۵)

مسئلہ نمبر۷: نذر کے اعتکاف میں اگر ایک دن کے اعتکاف کی نیت کی تو صرف دن کا اعتکاف واجب ہوگا اور اگر ایک رات کے اعتکاف کی نیت کی تب ایک دن اور رات کا اعتکاف کرنا واجب ہوگا۔(جواھر الفتاوی، ص ۲۷)

مسئلہ نمبر۸: اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن کی قضاء واجب ہوگی اور اگر اعتکاف رات میں ٹوٹا ہو تو پھر رات اور دن دونوں کی یعنی ۲۴ گھنٹے کی قضاء کرنا واجب ہے۔(احسن الفتاوی ۴/ ۵۱۱)

مسئلہ نمبر۹: مسنون اور واجب اعتکاف کے لیے معتکف کا روزہ سے ہونا ضروری اور لازمی ہے۔(احسن الفتاوی ۴/ ۵۱۱)

مسئلہ نمبر۱۰: نابالغ اگر سمجھدار بھی ہو تب بھی اس کا اعتکاف نفل ہی شمار ہوگا۔(فتاوی محمودیہ ۳/ ۱۷۵)

مسئلہ نمبر۱۱: دوران اعتکاف اگر عورت کو حیض ونفاس کی حالت پیش آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اور بعد میں ایک دن روزہ کے ساتھ اعتکاف کی قضاء کرے۔(فتاوی محمودیہ ۱۰/ ۲۶۹)

مسئلہ نمبر۱۲: عورتوں کا اس پرفتن دور میں مسجد میں اعتکاف کرنا ناجائز ہے بلکہ گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لیے مخصوص ہو اعتکاف کرلے اور اسی جگہ کھانے، پینے اور لیٹنے کا انتظام کرلے بلا کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے اس جگہ سے باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔(فتاوی شامی ۳/ ۴۹۴)

مسئلہ نمبر۱۳: گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لیے پہلے سے مخصوص ہو تو اب ضروری ہے کہ عورت اسی جگہ اعتکاف کرے اس جگہ سے ہٹ کر اعتکاف کرنا جائز نہیں البتہ کوئی جگہ پہلے سے مخصوص نہ ہو تو اب جہاں اعتکاف کے لیے جگہ مخصوص کرنا چاہے کرسکتی ہے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۱)

مسئلہ نمبر۱۴: اعتکاف فاسد ہو جانے پر اس کی قضاء رمضان وغیر رمضان دونوں میں درست ہے۔ (خیر الفتاوی ٤/١٤٦)

مسئلہ نمبر۱۵: جان بوجھ کر اعتکاف توڑا تو گناہ بھی ہوگا اور قضاء کرنا بھی ضروری ہوگا اور کسی شرعی مجبوری بیماری وغیرہ کی وجہ سے توڑا تو گناہ نہ ہوگا مگر قضاء کرنا ضروری ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۳)

مسئلہ نمبر۱۶: نفل اعتکاف کی کوئی قضاء نہیں ہوتی، اگر واجب اعتکاف توڑ دے تو تمام دنوں کی پھر قضاء کرے اور اگر مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو صرف ایک دن کی قضاء واجب ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۱۷: مسنون اعتکاف شوال کا چاند نظر آنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے مگر مسنون یہ ہے کہ رات گزار کر صبح اعتکاف والی جگہ سے نکلے۔ (فتاوی عالمگیری ۱/۲۱۱)

ماہ شوال کے ضروری احکام ومسائل:

مسئلہ نمبر۱: شوال کے چھ روزے مستحب ہیں۔ (فتاوی عالمگیری ۱،۱ ۰ ٤)(فتاوی دار العلوم ٦، ٤٩١)

مسئلہ نمبر۲: بعض لوگ شوال کے چھ روزوں میں قضاء روزوں کی بھی نیت کر لیتے اس صورت میں صرف قضاء روزے ادا ہو جائیں گے مگر شوال کے چھ روزوں کا ثواب نہ ہوگا۔ (اغلاط العوام، ص ۱۲۸)(زوال السنۃ، ص ۲۰)

مسئلہ نمبر۳: شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا بہتر ہیں جبکہ مسلسل رکھنے میں بھی حرج نہیں۔ (فتاوی دار العلوم ج٦ ص ٤٩١)





خطباتِ ندیم ایک نظر میں

جس کا مطالعہ یقیناً آپکی علمی و عملی زندگی میں انقلاب لائے گا

علماء کیلیے علمی جواہر پاروں کا نایاب خزینہ ہے۔

طلباء کیلیے نکات ولطائف کا بحرِ بیکراں ہے۔

خطباء کیلیے مواعظِ حسنہ کا انمول خزانہ ہے۔

ادباء کیلیے ادبیات کا نادِر مجموعہ ہے۔

صلحاء کیلیے زہد وتقویٰ کے رہنما اصولوں کا معدن ہے۔

اور ہر مسلمان کیلیے اسلامی تہذیب وتمدن کا بہترین ترجمان ہے

مکتبہ مدنیہ

بیرون تبلیغی مرکز ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور :

0301-7512074
0300-4944562